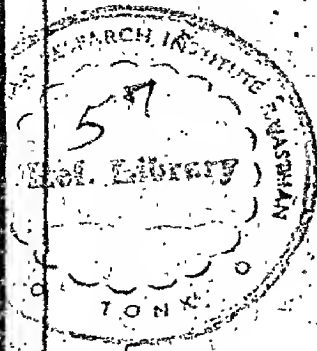


بنو المعین علیہ السلام



152

ترجمہ شرح و فتاویٰ ابن حجر

در جہاد اسلامی

5146

مطبع نفاذ واقعہ کائنات

# فہرست نور الہدایہ ترجمہ دو شرح وقفا

## کے بنا الطہارۃ

۳۶	فصل غسل کے بیان میں	۳۵	فصل وضو کے بیان میں	۳۴	مو کے بیان میں
۵۴	فصل کھنڈن کے بیان میں	۵۱	فصل پانی مستعمل کے بیان میں	۵۰	یون کے بیان میں
۶۹	فصل پٹی پر مسح کرنے کے بیان میں	۶۶	فصل یتیم کے بیان میں	۵۸	ن کے جوڑ کے بیان میں
۷۰	فصل نجس چیزوں کے بیان میں	۷۷	فصل استسقاء کے بیان میں	۷۵	جن کے بیان میں
	فصل استنجہ کے بیان میں	۸۰	فصل غماشتہ کے بیان میں		

## کے بنا الصلوۃ

۹۵	فصل نماز کی صفت کے بیان میں	۹۳	فصل اذان اور قناعت کے بیان میں	۸۹	وقتوں کے بیان میں
۱۲۱	فصل مسند نماز کے بیان میں	۱۱۹	فصل نماز جماعت کے بیان میں	۱۱۵	نہ کے بیان میں
۱۲۰	فصل تراویح کے بیان میں	۱۳۶	فصل دو تراویح کے بیان میں	۱۲۷	نہ کے بیان میں
۱۲۶	فصل سجدہ سہو کے بیان میں	۱۲۵	فصل حرمن پڑنے کے بیان میں	۱۲۳	نہ کے بیان میں
۱۵۴	فصل نماز جمعہ کے بیان میں	۱۵۲	فصل سجدہ تلاوت کے بیان میں	۱۵۰	نہ کے بیان میں
۱۶۲	فصل شہید کے بیان میں		فصل نیت کی نماز کے بیان میں	۱۴۷	نہ کے بیان میں
	فصل نماز کے بیان میں			۱۴۵	

## کے بنا الزکوۃ

۱۸۵	فصل زکوۃ خالص کے بیان میں	۱۸۴	فصل عاشر کے بیان میں	۱۸۳	الی زکوۃ کے بیان میں
	فصل صدقہ فطر کے بیان میں	۱۹۰			

## کے بنا الصوم

۲۰۷	فصل اعتکاف کے بیان میں	۲۰۶	فصل نحر کے کوہات کے بیان میں	۲۰۱	مذہب کے بیان میں
-----	------------------------	-----	------------------------------	-----	------------------

## کے بنا الحجۃ

۲۳۶	فصل احرام کے بیان میں	۲۳۵	فصل جنایات کے بیان میں	۲۳۲	اور متبع کے بیان میں
-----	-----------------------	-----	------------------------	-----	----------------------

## کے بنا عمرہ

۲۳۷	فصل عمرہ کے بیان میں	۲۳۹	فصل دوسرا عمرہ کے بیان میں	۲۳۸	عمرہ کے بیان میں
-----	----------------------	-----	----------------------------	-----	------------------

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا إِيمَانُ سَابِقٌ عَلَيْنَا فِي الْحَقِّ بِمَا نَزَّلْنَا

فصل وضو کے بیان میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو جب کھڑے ہو تو طہارت نماز سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے اور وضو کرنا ہونا مسواک اور دھو پانیوں کو ٹخنوں تک قرص وضو میں ہونا چاہیے۔ ہونا مسو نہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لوس سے دوسرے کان کی لوس تک اور سر کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسار سے کے تر کرے اور پانی نہ بہاوے کہ ابورسٹ کو روک کر نہ والا اگر تر کرے سب وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہے مگر علمائے معتزلہ کی رائے یہ ہے کہ ہر وضو سے دو تین قطرے جاری ہو ورنہ اگرچہ درپڑ نہ بین دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا کہنوں سمیت تیسرے دھونا دونوں بیرون کا ٹخنوں سمیت اور امام قرص کے نزدیک کہنیاں اور ٹخنے دھونا قرص نہیں اور ٹخنے روایت میں شام کی امام محمد سے روایت ہے جو حج قرص میں ہر نزدیک کہ ٹخنے جوں کے کہن ہیں ہر سرچٹلی کی ہر ختم ہوئی ہو تو جسے مس کرنا چوتھا سرکاف کیونکہ روایت کیا سلم اور ابو داؤد اور بقوی سے منقول ہے بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے آپ کے اور ویر غاصے اور وزن کے اور پیشانی کے گتے چوتھا سرکے برابر ہوتی ہو اور انہیں سے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کر کے تھے اور ان کے سر پر غلام اسے مس کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے گتے چوتھا سرکے گتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی ہے اس کے سے چوتھا سرکے مس کرنا حضرت عثمان سے مروی ہے روایت کیا اس کے بعد معجم ہوا کہ اٹھا گیا اونھوں نے ساتھ مس بعض سرکے روایت کیا اس کو ابن المنذر نے اور کسی صحابی نے اسے اٹھا

وضو کرنا ہونا مسواک اور دھو پانیوں کو ٹخنوں تک قرص وضو میں ہونا چاہیے۔ ہونا مسو نہ کا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لوس سے دوسرے کان کی لوس تک اور سر کے نزدیک اگر درمیان کان اور رخسار سے کے تر کرے اور پانی نہ بہاوے کہ ابورسٹ کو روک کر نہ والا اگر تر کرے سب وضو کو اور پانی جاری نہ کرے جائز ہے مگر علمائے معتزلہ کی رائے یہ ہے کہ ہر وضو سے دو تین قطرے جاری ہو ورنہ اگرچہ درپڑ نہ بین دوسرے دھونا دونوں ہاتھوں کا کہنوں سمیت تیسرے دھونا دونوں بیرون کا ٹخنوں سمیت اور امام قرص کے نزدیک کہنیاں اور ٹخنے دھونا قرص نہیں اور ٹخنے روایت میں شام کی امام محمد سے روایت ہے جو حج قرص میں ہر نزدیک کہ ٹخنے جوں کے کہن ہیں ہر سرچٹلی کی ہر ختم ہوئی ہو تو جسے مس کرنا چوتھا سرکاف کیونکہ روایت کیا سلم اور ابو داؤد اور بقوی سے منقول ہے بیٹے شعبہ سے تحقیق کہ وضو کیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے آپ کے اور ویر غاصے اور وزن کے اور پیشانی کے گتے چوتھا سرکے برابر ہوتی ہو اور انہیں سے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کر کے تھے اور ان کے سر پر غلام اسے مس کیا مقدم سر کو اور مقدم سر کے گتے چوتھا سرکے گتے ہیں اور روایت کیا ایسا ہی ہے اس کے سے چوتھا سرکے مس کرنا حضرت عثمان سے مروی ہے روایت کیا اس کے بعد معجم ہوا کہ اٹھا گیا اونھوں نے ساتھ مس بعض سرکے روایت کیا اس کو ابن المنذر نے اور کسی صحابی نے اسے اٹھا

یہ بشاری نے کہا کہ تم نے مجھے تنگ کیا اب جو تم نے لکھا ہے اس کو سننا  
 رہے میں پندرہ ہزار حدیث سب لوگوں نے لکھیں تھیں بشاری نے سب یاد پر مینا  
 جب یاد تھا کہ سینے اپنی حدیثوں کو اونسے صحیح کر لیا پھر کہا بشاری نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے فائدہ  
 منت کرتا ہوں تو ہم لوگوں نے اوس سے سنا کہ شیخ شافعی ہر کسی پر باری کوئی نکر سیکھا اور صحیح بخاری تصنیف کرنے کا یہ ہے  
 ایک مرتبہ بن ابویہ کی مجلس میں یہ ذکر ہوا کہ اگر کوئی جدا صحیح حدیثوں کو جمع کرے تو کیا خوب ہو کہ بلا خدشہ لوگوں کو اس پر  
 لکے لیکن بشاری کے دل میں بات اثر کر گئی چھ لاکھ حدیثیں اپنی کتاب میں اور اس کا انتخاب کرنے لگے جو حدیث نہایت  
 صحیح پائی اس کو لکھا اور باقی کو ترک کیا اور حوالہ یہ کیا تھا کہ ہر حدیث کی ضرورت نہ ہو واسطے غسل کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے اور دعا کر  
 لیا اسی جیسے خطائے وہ آخر اس طرح سولہ برس کامل محنت کے بعد مسجد کلا اندر منبر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر طریف  
 کے بیچ میں جمع بخاری مرتب ہوئی اور انتقال کیا بشاری نے خرتنگ میں کہ ایک کانٹوں پر دو فرسخ ستر قند سے وقت  
 نماز عشا کے اور دن عید فطر بعد نماز ظہر کے سال دو سو چھپن ہجری میں دفن کیا اور بائستھ برس کی عمر آگئی تھی

بیانِ مسلم کے احوال کا

انکے آپ کا نام حجاج بن ابی اوسین اور لقباً کوخا عساکر الدین بن ہشتاپور جو ایک شہر ہی خراسان میں  
 کے رہنے والے ہیں ابو زرعہ رازی اور ابو جاتم نے جو اجلہ محدثین میں سے ہیں انکی جلالت و امامت پر گواہی ملی  
 صحیح مسلم انکی نہایت عمدہ کتاب ہے تین لاکھ حدیث سے اس کتاب کو انتخاب کیا ہے اور بعضوں نے اسکو صحیح بخاری پر  
 مقدم رکھا ہے کہا حافظ ابو علی ہشتاپوری نے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح زیادہ مسلم کی کتاب سے نہیں ابو جاتم رازی  
 کہ اجاد محدثین میں سے ہیں مسلم کو خواہ میں دیکھا اور افکا حال ابو جاسم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو میرے اوپر بیام کیا ہے وہاں  
 چاہتا ہوں کہ رہتا ہوں اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر میں کسی غیبت نہیں کی اور نہ لسیکو مارا اور نہ سیکویرا کہا اور یہ سب  
 سال دو سو اور دو میں انحضرت نے کہا ہے کہ دو سو چار میں انحضرت نے کہا کہ دو سو چھ میں اور صاحب جامع الاصول نے اسکو اختیار  
 کیا ہے اور وفات انکی یکشنبہ کو شام کے وقت اور در شب کے دن پچیسویں تاریخ کو جب میں سال دو سو و اسی<sup>۲۴۱</sup> طبع میں ہوئے  
 اور وفات انکی طرس پر ہوئی کہ ایک مجلس میں لوگوں نے آپؐ ایک حدیث پوچھی انھوں نے اسکو نہ پہچانا اور آپؐ  
 گھر کے سب کتابوں میں تلاش کرنا شروع کیا اور لوگوں نے سامنے آنکے ایک ٹوکرا کھجور کا رکھ دیا تھا آپؐ ایک  
 خرما کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہ حدیث نہ ملی اور خرے تمام ہو اور یہ اونکے تقال کا سبب اللہ عزوجل کا ایک وسیع اثر ہے

احوال البوداؤدکا

نام ان کا سلیمان بن شعث بن اسحاق بن بشر بن شداد بن عمر بن عمران الازدی سجستانی ہے اور جہستان عرب ہے سیستان کا اور  
سیستان ایک ملک ہے سند اور نہایت کے بچ میں متصل ہے قندھار کے اور وہ جو ابن خلکان نے لکھا ہے کہ جہستان ایک قریہ ہے قریب  
بصرہ کے خطا ہے تو لہذا نکاسنہ دو سو اور دو ہجری میں جو اور اکثر بلاد اسلام

اور خراسان غیر ایمین سیرگنی اور علم حدیث کو بخوبی جمع کیا حفظ حدیث اور عبادت اور شوقی اور سیرگنی



اور آپ ایک ہر کتاب دیکھتے تھے اور ایک تنگ لوگوں نے اس حال

حدیث کے بڑے مددگار اس کے کشادہ دیکھنے کی کچھ علتیں بیان فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

دوسرے حدیث کے پیدا ہونے اور آخرت میں اسے جس کے اور جب اس کتاب کی تصنیف سے فارغ ہوئے ہوں اور انھوں نے اس کو دیکھ کے بہت پسند کیا اور ابوداؤد نے اس کتاب کو پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا اور کل حدیثیں اس کتاب میں چار لاکھ سو حدیثیں ہیں اور ان کے نام کیا ہیں اس بات کا کہ حدیث صحیح ہو یا حسن اور اسید واسطے یہ کتاب بعد صحیح کے سب کتابوں سے زیادہ ہے اور وفات ابوداؤد کی سو لکھو تین سو تیس سال سے قبل تھی اور حضرت زبیری بن ہونی اور سبکری بن موفون نے اس کتاب کی تہتہ سال میں

### احوال ترمذی کا

کنیت اگلی ابو عینی ہوا و نام و نسبت محمد بن یحییٰ بن سوری بن اشحاق سلمیٰ اور ترمذ نام ایک شہر کا ہے اور ترمذی شاگرد ہیں بخاری کے اور سلم اور ابوداؤد سے بھی روایت کرتے ہیں بروان طلب علم حدیث میں حرکت اور یہ کتاب کی عمدہ تصانیف سے ہی کئی فائدہ من پر نسبت اور کتابوں کے زیادہ شتمل ہر اول تریب اس کی خوب ہی دوسرے مکرار کہ یہ تیسرے ہر مقام مذاہب ائمہ اور وجود استدلال ہر ایک کی فکر لین ہیں چوتھے ہر حدیث کے ضعف اور صحت سے بحث کی ہے پنجویں ضعف اور قوت راویوں سے بھی غرض ہر اور ان کو خلیفہ بخاری کا کہتے ہیں اور قوی اور زہاد و زوف اور کما حدیث تحائف آہی سے بروان بعد اسے اعتراض ہو گئے اور ایک حکایت عجیبہ کی تحریر کی کہ اس کی راہ میں ایک شیخ سے ملاقات کی اور پہلے اس شخص سے جو حدیث لکھے تھے اور فرست قرار ت کی نہیں بلکہ ترمذی نے اس وقت اس سے قرار ت طلب کی شیخ نے قبول کیا اور کہا کہ وہ جو حدیث لکھا ہے ایک ترمذی نے جو ان کو تلاش کیا تو وہ سب اور کم ہو گئے تھے دو جزو سفید کا نہ سادہ کمال کے حدیث اس سے سن لے گا شیخ کی گاہ جو اس کا ہند جابری غصے ہو کر کہ کیا تم مجھے یہ سب کہتے ہو ترمذی نے کہا کہ نہیں میں نے ان بڑے دلوں کو گم کیا لیکن احادیث سب مجھے ان جزوین کی یاد ہیں شیخ نے تعجب سے کہا کہ بڑھو ترمذی نے اول سے آخر تک پڑھ دیا اور کہیں مجھ سے اور سب حدیثیں سنائی تھیں نے کہا کیا اس کا محکم و تعین نہیں آتا سابق سے تم نے یاد کر لی ہو مگر ترمذی نے کہا آخاں فرمائیے شیخ نے چالیس حدیثیں غریب کہاں اور ان کا ایک ہر سادہ ترمذی نے ان حدیثوں کو پھر دیکھا لیکن بھی نہ جھوٹا اور ایسا ایسے تھا ان کے حافظے کے کہ نہ بولے اور کہتے ہیں کہ میں اس جامع کی تصنیف سے فارغ ہوا پہلا اس کتاب کو نکلا سجاد کے سامنے پیش کیا بیٹے پسند کیا بعد اس کے عطای عراق کے سامنے ذہبی خوش ہوئے بعد اس کے مینے اس کتاب کو رواج دیا اور وفات افکی ترمذی میں مشنہ کی رات کو تالیف میں جب میں اس کو دیکھتا ہوں

### احوال نسائی کا

نام ان کا ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن یحییٰ بن سنان بن یحییٰ بن سنان بن یحییٰ بن سنان کے نام ایک شہر کا ہے خراسان میں پیدا ہوئے سال دوسوا و چودہ ہجری میں اور پڑے بڑے شیخوں کو اور مالک کو حدیث کے پاپا شافعی مذہب تھے اور ہمیشہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کر کے نہایت قوی اور زبردست تھے چار سو بیان تھیں ہر رات کو ایک کے پاس آتے تھے اور لوٹ دیا اور بھی بہت تھیں اور پہلا ایک کتاب حدیث کی تھی اور نام اس کا سن کبریٰ رکھا گیا اس کی تصنیف سے فارغ ہو گیا پھر نے اس سے پوچھا کہ منتی حدیثیں اس کتاب میں ہیں جس سے چھ ہیں انھوں نے کہا کہ صحیح بھی ہیں جس میں سب قسم کی

حدیثین میں اوس میرے غرض کیا کہ ایک کتاب ایسی جمع کیجئے جس میں سب حدیثیں صحیح ہو دین تب انھوں نے اوسکو خلاصہ کر کے صحیح حدیثیں منتخب کیں اور نام اوسکا مجتبی رکھا اور اوسکو سنن صغری بھی کہتے ہیں اور وہ جو سنن ہنسائی اس نام میں مشہور ہوئی ہیں صغری ہی اور سب اونی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مناقب میں ایک کتاب انھوں نے تصنیف کی بعد فراغت کے انھوں نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع و مشرق میں بیان کریں کہ وہ ان کے لوگ اسب ساطنت بنی امیہ کے خواجہ کی طرف میل رکھتے ہیں کچھ ٹھوڑا سا بیان اوس کتاب کا کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپ نے امیر المومنین سجاد رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بھی کچھ لکھا ہے فرمایا کہ مساویہ کو یہی کافی ہے کہ نجات پا جاویں ان کے مناقب کہاں ہیں اور بعضہ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اون کے مناقب میں کچھ صحیح نہیں اس طرح کچھ کہا کہ عام لوگوں نے اونکو تشبیہ میں لکھا ہے کہ امیر المومنین سجاد رضی اللہ عنہ کی مناقب میں کچھ چوٹ اون کے قولوں میں ہو چکی کہ اوس کے سب سے آپ نیم جان ہوئے خداوندی اونکو اور ان کے گھر میں ان کے انھوں نے کہا کہ حکم ہو تو کہ وہ خط میں لکھو کہ یا وہاں جا کے مروں پکڑا میری جاؤں غرض کہ میں بچو اور صفا اور مروہ کیج میں فون ہوئے وفات اونی و شیخہ تاریخ صغری سال تریجین میں ہوئی اور بعضہ کہتے ہیں کہ راہ میں اونکا انتقال ہوا اور وہاں سے لاش اونی کے میں لے گئے

## احوال ابن ماجہ کا

نام انکا ابو عبد اللہ محمد بن یسین عبد اللہ بن ماجہ قزوینی رجبی ہوا اور رجبی نسبت ہر طرف رجب کے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے اور قزوین نام ایک شہر کا ہے عراق عجم میں اور یہ کتاب دکنی عمدہ تصانیف میں ہے اور صحاح ستہ میں بقول راجع داخل ہے اور جب اسکی تصنیف سے فارغ ہوئے ابو زرہ رازی کے پاس گئے اور انھوں نے اس میں کچھ دیکھا کہ اگر یہ کتاب کسی شخص کے ہاتھ لگے گی اکثر کتابیں فن حدیث کی بیکار ہو جائیں گی اور واقعی یہ کتاب اختصار اور عدم تکرار میں بڑی نیر اور ابو زرہ نے اس کتاب کی صحت کی شہادت دی اور کہا کہ غالب ہوا میں کچھ فی حدیث نہایت ضعیف موضوع نہ ہوگی اور اس میں بیس کتابیں ہیں اور ان میں ایک ہزار پانسو باب ہیں اور یہ حدیثیں اسکی جاہل زمانہ میں صحیح یہ کہ ماجہ انکی نام تھا اور عبد اللہ قزوانی نے صحابی تھے مشہور و معروف اور جو صحابی بن ہدیہ کہے اور بہت شائع حدیث سے استفادہ کیا اور بخوبی اس فن سے مطلع ہوئے اور وفات انکی دشمنیہ کے روز بروز تھوڑے روز میں تارخ تارخ میں مذکور ہے

بیان تعلیم کا

جانا چاہیے کہ بعض محققین نے تقلید مذہبِ حسین کو مذاہبِ اربعہ میں سے واجب کیا ہے اور بعض نے مستحسن تو ہوا فقہانِ اربعہ کو نہیں  
اسی طور پر یہ کہ جو شخص عالمِ فنِ حدیث کا ہو وہ چاروں مذہب کے آخذ اور اصول میں واقف ہو کلامِ الہی کی آیات مفسوومہ اور غیر مفسوومہ  
اور معانی اونکی میں بخوبی مطلع ہو کہ اور معرفت ضعفِ حدیث اور صحت میں بہرہ تمام ہو کیفیتِ رواۃ سے آگاہ ہو بہت احادیث  
اوسکو مستحضر ہوں اکثر کتابیں حدیث کی اوسکے مطالعے سے گذرین ہوں تو ان سب صورتوں کا جو شخص جامع ہو کہ اوسکو تقلید مذہب  
مستحسن کرنا مستحسن ہے اور جو شخص میں یشیر لایق تحقیق نہیں تقلید کا وجوب ویسے کہ حق میں ہے اور اس ثانی میں ایسا شخص اولیٰ ثانی  
مذکورہ کا جامع ہو کہ اکثر تقاضوں میں متحقق نہیں اگرچہ ممکن الوجود با مکان عقلی ہے اور تقلید ائمہ مجتہدین مسائل شرعیہ میں حقیقت  
اطاعتِ خدا اور رسول میں داخل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ اور اس بعد اُسے مفسرینِ اولیٰ  
اکابر و محدثین کے سے امر اور سلاطینِ مسلمین میں اولیٰ ہے نیز مجتہدینِ شریعت چنانچہ بیضاوی میں ہے کہ اسکی تائید کرتا ہے قولِ اللہ تعالیٰ

اسمہ مبارک  
مجتہدین  
عین الاعجاز  
اور سید العارفین  
کرارنا شکر  
اور سید  
علما کرام  
مجتہدین  
الامام  
اور سید  
قضاہ

[illegible]















اولیٰ

بہرین سہم دکن  
عن دامت شریک  
شہر پور ہندو  
بہرہ فوسہ لکھی  
علاہ

فہرست  
میں اگر جہاں  
سہاگون کیوں  
سیکھتے تھے  
کہا تھا آخر اسلام  
ہزارہی

۲  
میں ان کے  
میں کہ جہاں  
کون کی کتاب  
تکامل اور اس میں  
پہلے کے جہاں

۳  
میں جہاں  
میں جہاں  
میں جہاں  
میں جہاں  
میں جہاں

وضو میں دو چیزیں ہیں پہلے شروع کرنا دھونے میں اعضا کے داہنی طرف سے اول اس کا نام تیا من ہوا مثلاً پہلے داہنا ہاتھ دھو کر پھر بائیں ہاتھ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ دوست رکھتا ہے تیا من کو ہر شے میں یہاں تک وضو میں اور جو باپہننے میں اور کنگھی کر زمین اور سب کاموں میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم و ابوداؤد و ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن جریر و ابن حبان نے کہ فرمایا حضرت نے جب وضو کر تو تم شروع کرو ساتھ داہنی طرف کے اور فتح القدیر میں ہے کہ یہ بیستون ہیں داخل ہر ص دو سرے گردن کا مسح کرنا کیونکہ حضرت مسح کیا ہر گردن پر فایضہ سے دو ٹون ہاتھوں کی انگلیوں سے گنا فی فتح القدیر کیونکہ روایت کی ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ کہ حضرت مسح کیا ہر گردن کا تین بار پھر ہر گردن کا تین بار اور یہ بیست چھ ٹون مزی ہو تو حسن ہوئی بیست مسح کرنا کا مسح

فصل بیان میں ان چیزوں کے جو وضو کو باطل کرتی ہیں

جو چیز وضو کو توڑتی ہے اور سکوتا نفس وضو کہتے ہیں اور ناقض وضو کی بارہ چیزیں ہیں ص پہلے نکلنا کسی چیز کا آگے سے یا پیچھے سے برابر ہر کہ وہ چیز معتاد ہو ف یعنی اسکے نکلنے کی عادت ہو بیسے کہ پیچھے سے بائیں یا کیر نکلے ص یا غیر ف یعنی اسکے نکلنے کی عادت ہو ص جیسے کیر یا پیچھے سے یا اگر سے نکلے اور اس میں اختلاف ہے خشک کا ہر طرف در مختار میں اسکا اختیار کیا ہے کہ سب صورتوں میں ٹوٹ جاویگا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہوا ف جاء اکھلافت کو من الغار علی یعنی ٹوٹ جاتا ہر وضو جب کہ آیا وہ تم میں کوئی بیٹھانے سے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا وضو علی کلام ص صلیت اور نہ پیر یعنی نہیں ہر وضو اگر آواز سے یا بوسے بائیں کی روایت کیا اسکو ترمذی اور احمد نے اور کما ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ابی ہر شے سے اور آیت دلالت کرتی ہے کہ جو معتاد ہو اس وضو ٹوٹ جاتا ہے غیر معتاد سے اور امام مالک ام کا مذہب یہی ہے کہ غیر معتاد سے نہیں ٹوٹا لیکن ہمارے امام اور اکثر لوگوں کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ روایت کی بخاری سلم ابوداؤد وغیرہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سچ اتھا ہے کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا فائز بیٹی ابی جہش کو کہ حوا اپنے سے خون اور وضو کر واسطے ہر نماز کے اور جو روایت کی داقلنی اور یحییٰ نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے وضو اس ہے جو نکلے اور نہیں ہر اس جو داخل ہو جاوے سو یہ حدیث ضعیف ہے اور اسناد میں اسکی دو شخص ضعیف ہیں اور ہاتھ سے میں جو حدیث لکھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کہ حدیث کیا چیز ہے فرمایا جو نکلے لگے یا پیچھے سے یہ بھی ضعیف ہے اور اسکے متنیج کا نام نہیں معلوم ہوا ص دوسرے نکلنا کسی چیز کا اگر خمس ہو سو ان دور ہوں مانند خون اور پیچھے جب سے اسے اس جگہ تک جسکا دھونا وضو یا غسل میں واجب ہو ف کیونکہ روایت کی بخاری اور سلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اگر آئین فاطمہ بیٹی ابی جہش کی طرف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا کہ میں سٹھانہ ہوتی ہوں اور نہیں پاک ہوتی ہوں کسی طرح کیا چھوڑ دوں میں نماز کو فرمایا حضرت نے نہیں اور یہ ایک گہرا اور حین نہیں پس جب کہ حیض کھے تو چھوڑ دے تو نماز کو جو جان حین کہ غم ہوں پس ہوتو اپنے سے خون کو اور نماز پڑھ اور وضو کر واسطے ہر نماز کے جب کہ کٹے وقت تو حضرت نے دیکھو خون نکلنے سے وضو کا حکم کیا لیکن اس جگہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو حضرت نے اس واسطے حکم فرمایا تھا کہ وہ قبل سے نکلتا تھا اور ہوا ان دور ہوں جس نکلے اسکی تائید میں یہ حدیث نہیں تو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو قیاس کیا کہ نہنے اور پاکے خون کو اس



یہاں تک کہ اگر کسی نے وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر وضو نہ کیا تو اس کی نماز باطل ہے۔

نکاح

توضیح فقہ حنفی کے بیان میں

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ** اور امام نووی کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور اس طرح اگر کوئی چھوڑ دے تو وضو کا حکم ختم ہو گیا اور اگر بیا تو ٹوٹ جاوے گا کیونکہ نجس ہی خون ہو جو بہتا ہو اور اس طرح اگر انکھ کے اندر آجائے اور اس پر پست ادا کرنا چاہو اسے اور کچھ نکلے مگر انکھ کے اندر رہے وضو نہ ہو گیا اور اگر باہر نکل آئے تو ٹوٹ جاوے گا اس واسطے کہ جو اندر انکھ کے ہوا وہ پاک کرنا یا دھونا غسل اور وضو میں واجب ہے اور اگر نشتہ کی اور کھلا بہت مسافروں لیکن زخم کی جگہ نہ بھری تو وضو ٹوٹ جاوے گا ہاتھ کے نزدیک بستر سے تو اگر خون ٹھوکر کے برابر ہو اس طرح پر کہ ٹھوکر سرخ ہو جائے اور اگر ٹھوکر خون سے زیادہ ہو تو اور ٹھوکر زرد ہو تو وضو نہ ہو گیا پھر جسے تلخ یا کھانا یا پانی بندھا ہو اور وضو نہ بھر کے ہو تو اگر بلغم اترے یا پیٹ سے پھرے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابو یوسف کے نزدیک اگر پر سے پھرے اور وضو نہ بھر کے ہو تو وضو ٹوٹ جاوے گا لیکن اگر سر سے اترے تو اس کے نزدیک بھی وضو ٹوٹتا ہے اس واسطے ٹوٹ جاتا ہے کہ روایت کی ترندی اور ابو داؤد اور نسائی نے ساتھ ساتھ صحیح کے ابی الدرداء سے تحقیق کرتے ہوئے فرمایا پس وضو کیا احمد بن حنبلہ نے کہتے ہیں کہ میں نے ملاقات کی ثوبان کی سیدہ شمس بن سوسینہ اور ان سے یہ ذکر کیا کہ انھوں نے کچھ کہا ابو الدرداء نے مینے پانی حضرت کے وضو کا ڈالا تھا کہ ترندی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے حدیثوں کی بیچ اس کے آداب امام شافعی نے مالک کے نزدیک قر سے وضو لازم نہیں جیسا کہ گندہ اور دلیل لیتے ہیں کہ روایت ہے ثوبان سے تحقیق حضرت نے فرمائی کہ میں نے پانی منگوا یا پھر وضو کیا تو مینے کہا کہ ای رسول اللہ کیا فرض ہے وضو تو سے فرمایا حضرت نے اگر فرض ہوتا تو پانی لیا تو اسکو قرآن میں تو اس سے معلوم ہوا کہ قر سے وضو واجب نہیں بلکہ اگر وضو نہ کیا نماز درست ہو جاوے گی تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس حدیث کو واقفیتی نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد میں عتبہ بن مسکن کا حدیث شافعی کی طرح گئی ہے کہ اس کی طرف نسبت وضع حدیث کی ہے اور بلغم سے اس واسطے وضو نہیں کہ وہ مانند ٹھوکر وغیرہ کے ہے بلکہ پوشیدہ ہے کہ اگر ٹھوکر ہی ٹھوکر ہی تو کی ایسا کہ اگر کچھ کچھ آجائے تو وضو نہ بھر کے ہو تو سوسینہ امام ابو یوسف کا نہایت محبوبہ کہ اگر ایک مجلس میں ہو تو وضو ٹوٹ جاوے گا اور امام محمد کے نزدیک اگر ایک مجلس سے ہو گا ٹوٹ جاوے گا اور اس کی چار صورتیں ہیں اگر مجلس درستی دونوں ایک ہوں امام ابو یوسف اور امام محمد دونوں کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور اگر مجلس درستی دونوں مختلف ہوں کسی کے نزدیک ٹوٹ گیا اور مجلس ایک ہوا درستی بدل جائے گا امام ابو یوسف کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور امام محمد کے نزدیک نہ ٹوٹ گیا اور درستی ایک ہوا اور مجلس بدل جائے گا امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جاوے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہ ٹوٹ گیا اور جو چیز ایسی ہے کہ اس کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ چیز نجس ہی نہیں ہے تو خون جب کہ مقام زخم سے جدا ہو و پاک ہو اس طرح ٹھوکر ہی تو بھی ایسا ہے کہ اس کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ چیز نجس ہی نہیں ہے تو خون جب کہ مقام نہیں ہو بلکہ پانی یا لہو یا کسی اور چیز سے مائع ہو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ نجس میں کچھ ہونے کو شریعت نے منع نہیں کیا بلکہ اگر کسی نے وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر وضو نہ کیا تو اس کی نماز باطل ہے۔







جس کو گناہ اور حدیث مستحب ہو گئی بالاتفاق تو صحیح حکم تبدیل سے اسلام میں تھا اور انہیں رہا اور جو بعض لوگوں نے کہا کہ اگر تو  
 کی ذات قطعی اور یقینی ہے ان عباسی کے فرمایا حضرت علیؓ کے کہ وہ اس سے ہر جو نکلے اور نہیں ہر اس سے جو داخل ہو سکے  
 تو یہ حدیث مستحب ہو گیا کہ اوپر سے بیان کیا کہ اصل اور امام محمدؒ کے نزدیک مباشرت فاحشہ سے وضو نہیں ٹھنڈا اگر کھڑا  
 نہ تھم سے نکلے تو وضو کو نہیں ٹھنڈا تا اس وقت کہ وہ پاک ہوا اور جو اس پر بنا ست ہر وضو ٹھنڈی ہو اور اس طرح اگر مرد کے ذکر سے  
 کھڑا ہو تو وضو نہ ٹھنڈا اور اگر دوسرے سے نکلے تو ٹھٹھا جاویگا اس وقت کہ دوسرے سے نکلے تو ٹھٹھا جاویگا اور اگر کھڑا ہے  
 عورت کی نکلے تو اس میں اختلاف ہے جو یہ کہ اوپر گزرا اور اگر گزشتہ نہ تھم سے جدا ہو کر گرے وضو نہ ٹھٹھے گا اور وضو کو نہیں ٹھنڈا  
 ہر چھوڑنا عورت کا ہفت یعنی مثلاً بوسہ لیا اپنی عورت کا یا اور کوئی بدن اس کا چھو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وضو  
 نہیں ٹھنڈا اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ٹھٹھا جاویگا اگر تہیٰ سے چھو ہو اور اگر ہاتھ کی پشت وغیرہ سے چھو ہو تو اس  
 نزدیک بھی ٹھٹھا جاویگا اور امام مالک کے نزدیک اور شافعی سیاح روایت میں اور یث اور یث کے نزدیک اگر چھو انہوں سے اوپر  
 عورت کو کبھی وضو نہ ٹھٹھا جاویگا اور اگر ایسا نہیں تو نہ ٹھٹھے گا امام شافعی حجت پکڑتے ہیں اس باب میں کہ عورت  
 کا چھونا شہوت سے وضو کو ٹھٹھا جاویگا اور اس کے روایت کیا ابن الجوزی نے معاذ بن جبل سے کہ وہ حضرت علیؓ کے پاس  
 بیٹھے تھے کہ ایک شخص غسل یا اپنے پاس اور پوچھا کہ کیا رسول اللہؐ فرماتے ہیں آپؐ و شخص میں جو یہ بچا شعی سے سب کچھ سوا  
 جماع کے یعنی تھم اور ملاقہ اور پیار سب کیا سولے جماع کے حضرت علیؓ نے فرمایا اس کے لیے کہ وضو کر لیا وضو پھر ٹھٹھا  
 ہو چھو نہ نماز پڑھتا جس میں سے تھم ہو کہ وضو عورت کے چھونے سے لازم آتا ہو اس کا یہ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اس کے  
 لیے وضو کا حکم فرمایا تھا واسطے استغفار کے تھا اور دلیل اس پر یہ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اس کے نماز پڑھو کیونکہ عورت کے چھونے سے کچھ بڑھتا  
 تو وہ تہیٰ نہ ہو تھم سے وضو نہ ٹھٹھا جاویگا اگرچہ مباشرت فاحشہ کا بھی ترک ہو گیا کیونکہ مباشرت فاحشہ سے ہمارے  
 مذہب میں بھی وضو لازم آتا ہے اور جاری دلیل یہ کہ روایت کی بخاری و مسلم نے عائشہ سے کہا کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نماز پڑھتے تھے اور میں حضرت کے مناسبت پت لٹھی تھی پس جب حضرت مجھ کو کرتے تھے وہاں سے تھے مجھ کو بیٹھتے پھر بیٹھتے اور  
 ایک ایت میں یہ کہ گھروں میں اس ن چرائے نہ تھا اور روایت کی بخاری نے ابو حنیفہ کے مینے ایک رات کہ کیا حضرت علیؓ نے وضو  
 کو تھم سے چھو لیا ان کا ہاتھ ہاتھ لپٹنے سے لپٹ گیا ہاتھ میرا قدم پر حضرت علیؓ نے وضو نہ ٹھٹھا اور نہ تھم سے چھو پناہ  
 مانگتا ہوں میں وضو تھم سے چھو تھم سے آخر حدیث مالک اور روایت کی بخاری نے عائشہ سے کہ وہ لکھی کرتی تھیں حضرت کے  
 اور حضرت عائشہ کا تھم سے چھو اور عکاف میں مسیٰ میں ظاہر ہے کہ حضرت نے وضو نہ ٹھٹھا اور روایت ہے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 وضو نہ ٹھٹھا میری گود میں اور میں حاضر تھی پس تھم سے تھم سے قرآن کو اور حضرت نے وفات کی حضرت عائشہ نے گود میں اور غسل اس بات کو جاننا  
 نہیں رکھتی کہ حضرت نے وفات سے وضو کی ہو حدیث میں کہ صاحب حج ہیں حجت اہل کو گود میں چھو کہتے ہیں کہ مطلق عورت کا چھونا وضو کو  
 ٹھٹھا ہے اور حدیث میں ایسی بہت ہیں لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ چھونے سے عورت کے اگر شہوت ہو تو وضو ٹھٹھا جاتا ہے وہ دلیل بھی لاتے ہیں کہ حضرت  
 نے فرمایا کہ بوسہ لینا عورت کے چھونے میں داخل ہو تو اس وضو کو روایت کیا اس کا وضو نہ ٹھٹھا اور روایت ہے ابن عمر سے  
 کہ وہ کہتے تھے بوسہ لینا عورت کا مرد کو اور چھونا اس کا لمس ہے جو بوسہ سے عورت اپنی کا یا چھوئے اس کو اپنے ہاتھ سے





پھر بوسہ لے لیں اور کیسا دوسری کیا ٹوٹ جا یا ہونہ اور اسے فرمایا میں تو یہ حجت ضعیف ہے کیونکہ روایت کیا اس حدیث کو  
 داؤد قطعی نے اور اسناد میں ابی بکر بن عیسیٰ عبد اللہ کا ترک کر دی گئی ہے حدیث اسکی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے سند میں  
 میں ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے نہیں ہر بیچ بوسہ لینے کے وضو اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے قول ابن عباس کا  
 تو جیسا کہ حدیث میں اس باب میں ضعیف اور صحیح آئین تو یہ بات اس کے نزدیک جو منصف ہی ظاہر ہو گئی کہ حضرت وضو نہیں کرتے  
 تھے بوسہ وغیرہ سے اور یہی منہب ہے امام ابو حنیفہ اور امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کا کیونکہ اگر چھو یا عورت کا بے شہوت  
 بھی ناقض وضو ہوتا البتہ حضرت کی ازواج سے ضرور منقول ہوتا باوجود اس بات کے کہ انکو بہت حرص تھی مسئلہ بیان کرتے ہیں  
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحالت افکے ساتھ بہت رکھتے تھے جیسے کہ روایت کی حاکم نے عایشہ سے کہ نہیں ہوتا تھا کوئی دن  
 لیکن حضرت اس بدن ہمارے پاس آتے تھے اور بوسہ لیتے تھے ہمارا اور چھوڑتے تھے کہلو اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب  
 عورت کے چھونے سے وضو نہیں جاتا تو پھر اللہ تعالیٰ کے قول میں پس کیا مراد ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَوَلَمْ نَكُنْ لَكُمُ الْيَسَاءَ  
 یعنی تمہیں کہ اگر نیا دیا ہی جب کہ چھوؤ تم عورتوں کو جواب دے سکتا ہے کہ پس مراد اس جگہ جماع ہی جیسا کہ امام عبد اللہ بن عباس نے اعلیٰ  
 صل اور چھوؤ کہ کبھی وضو کو نہیں توڑنا **ف** کیونکہ روایت کی نسائی اور ترمذی اور ابو داؤد سے طلاق بن علی سے  
 کہ حضرت ابو جحیفہ گئے اس شخص سے جو چھوئے گا کرینا پھر وضو کرے سو فرمایا حضرت نے کیا ہو وہ مگر ٹکڑا تم میں سے اور روایت  
 کیا اسکو ابن حبان اپنی صحیح میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح تر ہے حدیثوں کی  
 اس باب میں اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اسناد اسکی مستقیم ہے نہ مضطرب اور روایت کی طحاوی ابن المدینی سے صحت اسکی جیسا  
 کہ گئے آویگا **صل** اور امام شافعی کے نزدیک وضو ان دونوں سے ٹوٹ جاتا ہے **ف** دلیل دینی یہ ہے کہ روایت ہے بوسہ نہت  
 وضو اسے فرمایا حضرت نے جو کہ چھوئے ذکر اپنے کو وضو کرے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اولیسا ہی  
 ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو احمد اور داؤد قطعی اور یحییٰ اور بخاری نے اور ہماری حدیث کو علی بن المدینی کہ جو استاد میں بخاری  
 کے کہا انھوں نے کہ طلاق کی حدیث اچھی ہے ہمارے نزدیک بوسہ کی حدیث سے نقل کیا اسکو طحاوی اور کما عریضی علی فلاس نے  
 کہ حدیث طلاق کی ہمارے نزدیک ثابت تر ہے حدیث بوسہ سے روایت کیا اسکو طحاوی نے اب ایک بات انصاف کی یہ ہے کہ نو بجا  
 جو شافعی مذہب ہیں لکھتے ہیں کہ مطابقت حدیثوں میں جب کہ ممکن ہو سکے واجب ہے تو اس جگہ دونوں حدیثیں مطابقت کی صحیح ہیں  
 مطابقت اس بطور پر ہو سکتی ہے کہ حدیث بوسہ میں وضو کے معنی ہاتھ دھونا ہو تو یہ حکم یعنی ہاتھ کا دھونا واجب ہوا اگر کوئی کہے کہ مطابقت  
 جب واجب ہے کہ دونوں حدیثیں جانیں کی قوی ہوں اور اس جگہ حدیث طلاق کی ضعیف ہے جواب یہ ہے کہ حدیث طلاق کے لاحق ہیں  
 سب ثقہ ہیں تو جب وقت علی بن المدینی اور عمر و فلاس اور طبرانی اور ابن حبان اور ابن خزیمہ اور امام طحاوی اور ترمذی یہ لوگ صحیح کو ترجیح  
 احتمال ضعیف کا کھانا صرف وہم ہو گا اور اگر کوئی کہے کہ امام شافعی کے لیے اس حدیث کے ماسوا اور بہت سی حدیثیں ہیں جواب  
 اسکا یہ ہے کہ اسوا ان دونوں حدیثوں کے دونوں طرف حدیثیں ہیں لیکن ضعیف ہیں اور حدیثیں امام شافعی کے مذہب کی ہیں  
 روایت ابو یوسف کہ فرمایا حضرت نے جو شخص چھوئے فرج اپنی کو تو چاہیے کہ وضو کرے اور اسناد میں اسکی اسحاق بن عبد اللہ مکرر  
 اور ایسا ہی سفیان بن عیینہ کا روایت ہے امام حبیہ سے کہا کہ سنائے حضرت سے کہ فرماتے تھے جو کہ چھوئے فرج اپنی کو لیکن چاہیے کہ

مزدک

مزدک

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

در حدیث

و منکر است از ساداتین اہل علم و ادب و اہل بیت کا نسبت کیا گیا ہے و طرہ قدر سے کہ اور مختلط ہو گیا تھا آخرین علامہ اسکے تبارک سے  
 اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ ترمذی نے کہا اس سے اس حدیث کو جمع نہیں دیکھا اور کچھ اس نے فاسد بن ابی سفیان سے سنا  
 اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کی تھی بن ابی اسیر اور بھی ضعیف ہے اور وہ جو ابن ماجہ نے باہر سے  
 روایت کی وہ بھی ضعیف ہے ساداتین اس کی عقبہ بیضا عبد الرحمن کا مہمبول ہے اور ایک روایت میں عبد اللہ بیضا انفع مدنی کا ضعیف  
 ہے اور روایت کی احمد بن ابی شیبہ نے ترمذی بن خالد سے کہ فرمایا حضرت نے من من متش من جہۃ فلیک من خدا یعنی شخص چھوڑ  
 ذکر اپنے کو تو وہ منکر ہے اور روایت کی احمد بن حنبلہ و طبری اور سنن بن ابی شیبہ سند اپنی میں عبد اللہ بن عمر بن العاص سے کہ شخص چھوڑ  
 ذکر اپنے کو تو وہ منکر ہے اور جو عورت کہ چھوڑے فرج اپنی کو تو وہ منکر ہے اور ہمارے مذہب کی حدیثیں یہ ہیں ابی امامہ کی روایت کہ  
 بوجھ گئے حضرت چھوڑے سے ذکر کے فرمایا کہ وہ مکر ہے یعنی اس کے چھوڑے سے وضو نہیں روایت کیا اس کو ابن ماجہ سے  
 یہ ضعیف حدیث ہے ساداتین اس کی دفعہ بیضا نے برکت کر دی گئی ہے حدیث اس کی اور ایسا ہی روایت ہے محمد بن مالک اور مالک شہرہ  
 و تہرہ سے روایت کی ابو یعلیٰ موصی نے عایشہ سے کہ سائینہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے میں پروردگار کا ہوں  
 میں اس کو چھوڑوں یا مالک اپنی کو اور ساداتین اس کی وہی دفعہ بیضا نے برکت کر دی گئی کہ روایت کی مالک نے قاسم سے  
 احمد بن حنبلہ سے کہ کتب چھوڑے عورت فرج اپنی کو ہاتھ پٹنے سے سوا و سپر و فوج تو جواب اس کا یہ کہ توبی و توبی بھلا  
 روایت کے باطل ہے نزدیک محدثین کے لیکن سب حدیثیں یہ ضعیف ہیں تو نہ باقی رہی صحیح حدیث شافعی کی طرف مگر بسبرہ کی  
 اور جاری طرف مگر طلق کی اور یہ کچھ بعض علمائے شافعیہ نے لکھا ہے کہ ابو ہریرہ نے نہ روایت کی حضرت سے کہ جو چھوڑے ذکر اپنا وضو  
 کرے روایت کیا اس کو شافعی اور حاکم اور داؤد طبری نے ابو ہریرہ سے پیچھے لائے تھے اسلام طلق سے تو اس سے معلوم ہوا کہ طلاق کا  
 حدیث منسوخ ہو گئی جواب اس کا یہ کہ طلاق کے اسلام لانے سے قبل ابی ہریرہ کے یہ بات لازم نہیں آتی کہ طلاق بچہ نہ کوٹے ہوں  
 اور وہ انکو محبت ہی ہو علاوہ اس بات کے حدیث ابی ہریرہ کی ضعیف ہے کیونکہ ساداتین اس کی مزید بیضا عبد اللہ مالک کا  
 اور وہ ضعیف ہے جواب کچھ محبت نہیں اگر کوئی کہے کہ جب حدیثیں مختلف ہوں تو اب تو اب معاجزہ متک ضرور ہے جواب یہ کہ  
 یہ تو ہمارا مطلب ہے روایت کی طحاوی نے حضرت علی اور عبد اللہ بن مسعود اور حسن بصری وغیرہم سے کہ وضو نہیں ٹوٹا اور یہی  
 مذہب ہے علامہ اور حنفیہ اور عید بن السیب اور عطاء اور حکم و ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ کا روایت کی امام محمد نے نو طامین اور ابن ابی شیبہ  
 نے علی اور ابن عباس اور حنفیہ اور عمر بن حصین سے کہ ان سب نے کہا کہ میں نہیں پروردگار کا ہوں کہ چھوڑ ذکر کو یا اپنی مالک کو اور  
 روایت کی ابن ابی شیبہ نے غار سے کہ وہ بوجھ گئے چھوڑے ذکر سے ہی غار کے پس کہا کہ میں ہی وہ مکر طلاق کہتے اور روایت  
 کی محمد بن ابی الدرداء سے مانند اسکے اور روایت کی سعید بن منصور نے انھیں سے ایسی ہی اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت  
 کی جو حضرت علی سے کہ وہ بوجھ گئے اس سے سو کہا کہ میں حرج ہی ساتھ اس کے اور ابن مسعود سے بھی ایسی ہی روایت  
 کی اور وہی نے سعد سے مانند اسکے روایت کی اور روایت کی محمد بن علقمہ سے کہ ایک شخص طرف ابن مسعود کے سو کہا کہ  
 چھوڑا سینہ ذکر اپنے کو غار میں تو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ ذکر تیرا نہیں ہے مگر غار سے اس سے بدن تیرے کے اور روایت کی محمد بن  
 ایک شخص نے پوچھا عطاء سے اور کہا کہ اے ابی محمد وہ شخص کہ چھوڑے فرج اپنی کو بعد وضو کے سو ایک شخص نے قوم سے کہا کہ وہ

بن عباس کہتے تھے کہ اگر تو نجس جانتا ہو تو کاٹ ڈال اور سکو کا اٹھا لے کہ یہی قول ہے عبد اللہ بن عباس کا اور امام شافعی کے مذہب کی طرف ابن عمر اور عمر بن الخطاب اور یوب اور زید بن خالد اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور جابر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے بیان

### باب غسل کے بیان میں

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں پہلے پانی موندین ڈالنا دوسرے ناک میں پانی ڈالنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ دونوں چیزیں غسل میں سنت ہیں **ف** دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا** یعنی اگر مومن جنب پس چاہیے کہ پاک کرو تو نہ ظہا نہ بالغے کا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ کئی وغیرہ بھی فرض ہے اور سوا سطلے نہ فرمایا حضرت شیخ ہر بال کے جب بت ہے سو کر اور وضو کر کو رویدن کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور یہ جو حدیث بیہ میں لکھی ہے فرمایا حضرت نے کئی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض ہیں غسل میں تو یہ حدیث بیہ نہیں پانی اور شیخ ابی امام نے فتح القدیر میں اس حدیث کو بیان نہیں کیا لیکن روایت کی ابن عدی ابی ہریرہ کہ فرمایا حضرت نے کہ کئی اور ناک میں پانی ڈالنا تہی فرض میں غسل میں اور یہ حدیث قابل اعتبار کے نہیں کیونکہ کہا ابن حبان اور داؤد قطنی نے کہ اس حدیث کو برکبیٹے محمد علی نے بنایا اور کئی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہیں وضو میں اور فرض ہیں غسل میں نزدیک امام ابو حنیفہ کے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک وضو اور غسل دونوں میں سنت ہیں اور امام احمد کے نزدیک دونوں وضو اور غسل میں واجب ہیں دلیل امام ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کی یہ ہے کہ روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ کہ انھوں نے وضو کیا بغیر مضمضے کے اور مستشق کے اور کہا کہ مضمضے ایسا ہی دیکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جامع الاصول میں ہر روایت ابی داؤد ایک روایت میں ہے کہ وہ تین کر مضمضے اور مستشق کا تین ہے اور دلیل امام احمد کی یہ ہے کہ روایت کی ابو داؤد نے لقیط بن صبرہ سے کہ فرمایا حضرت نے کہ جب وضو کرے تو پس کئی کر اور روایت کی داؤد قطنی نے ابی ہریرہ سے کہ کہا انھوں نے حکم کیا حضرت نے ساتھ مضمضے اور مستشق کے **وَاللَّهُ أَكْبَرُ** **يَا صَوَابُ وَالْكَيْدُ الْمُرْجِعُ وَالْمَاءُ ص** تو اگر غسل کیا اور بعد کئی کے اوسکے دانتوں میں کھانا رہا غسل درست ہو جاوے **ف** کیونکہ کھانے کے نیچے پانی پہنچ جاتا ہے **ص** تیسرے پہنچنا پانی کا تمام ظاہر بدن پر اور ملنا واجب نہیں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَاطَّهَّرُوا** یعنی پاک کرو اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **بَحْتُ كَلِّ تَغْسِلُ فَاَجَابَتْ** یعنی نیچے ہر بال کے جانب ہے **اِنَّ اَبْنِي دَاوُدَ** اور ملنا کچھ ہونے میں حال نہیں تو جب شاعر نے حکم فرمایا دھونے کا تو ملنا اوسکے لازم نہ آویگا جیسا کہ ظاہر ہے ہر عاقل **ص** اگر امام مالک کے نزدیک واجب ہے تو اگر اٹا ناخن میں پانی غسل درست نہ ہو گا بلکہ اوسکے نیچے کا دھونا واجب ہو گا اور اگر غسل ہو یا نہ ہو یا رنگ نہ ہو وغیرہ درست ہو جاوے گا سوا سطلے کے پانی او میں سما جاتا ہے اور اگر بدن پر روغن ملا بعد اوسکے غسل کیا جائے تو اگر چہ روغن پانی کو قبول نہیں کرتا اور اگر وہ جاتا ہے کہ بالی کے حبیب میں بغیر بالی ہلانے پانی نہ پہنچے گا ہلانے اور اگر بالی سوراخ میں نہیں ہے اور وہ جاتا ہے کہ نے تکلف پانی سوراخ میں پہنچے گا تکلف نہ کرے اور اگر جاتا ہے کہ بغیر تکلف کے نہیں پہنچے گا تکلف کرے اور اگر بعد بالی تکلف کے سوراخ بند ہو گیا ہے اور جاتا ہے کہ اگر پانی گذرے گا تو غسل ہو جاوے گا اور اگر غافل ہو گا نہ گذرے گا پانی اور نہ داخل ہو گا پانی کو اوسپر سے گذرے اور لکڑی وغیرہ کے داخل نہ سے تکلف نہ کرے اور اگر اوسکی انگلی میں تنگ ہو گئی ہے تو واجب ہے کہ دھو اور غسل میں اوسکو ہلانے تاکہ پانی وہاں پہنچ جاوے

حجۃ الاسلام

غسل میں نہ تہی نہ تہی

بہارِ شریعت



انزال ہو غسل ہمارے نزدیک ہے تہمین اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہوا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی یعنی نہانا پانی سے پہلے یعنی نہانی کے نکلنے سے ہر روایت کیا اسکو مسلم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے  
 اور یہ حدیث منسوخ ہو گئی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد وہی پانی ہے جو مشہور ہے سے نکلے کہ یا الف لام لہما الماء  
 میں دلالت کرتا ہے اس بات پر اور کجی دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یحییٰ  
 نے کہا انہوں نے حدیث بیان کی ہم سے ابو حنیفہ نے کہا انہوں نے حدیث بیان کی ہم سے عکرمہ نے انہوں نے عبد اللہ بن  
 مولیٰ سے انہوں نے اپنی ماں سے کہ پوچھا اونکی ماں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ندی کو لیں کہا کہ ہر نزدیکی کرتا ہے  
 اور تحقیق کہ ایک ندی ہے اور ایک دوی اور ایک مٹی لیکن ندی تو وہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کیلے سو ظاہر ہو جاوے اور اسکے اوپر کچھ یعنی  
 کچھ پانی تو دھو کر ڈالے انھیوں اپنے کو پھر وضو کرے اور غسل کرے اور لیکن وہ دوی وہ چلتی ہے بعد پشیمان کے دھو کر اپنے کو اور وضو کرے  
 اور غسل کرے اور لیکن مٹی تو وہ پانی بڑا ہے اس سے مشہور ہے اور وہ عین غسل ہے اور عبد الرزاق نے منصفین قتادہ اور عکرمہ سے  
 بھی ایسی ہی روایت کی ہے واللہ اعلم بالصواب اور امام ابی یوسف کے نزدیک فقط وضو سے مشہور نکلے اگر چہ وقت جد ہونے کے  
 مشہور نہ ہو تو اگر مٹی اپنی جگہ یعنی پشت سے مشہور جدا ہوئی اور اس شخص نے قبل اسکے کہ نکلے سر وضو کا تھا یا ماہان تک مشہور جاتی  
 رہی بعد اسکے مٹی غیر مشہور کے نکلے امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسل واجب ہو گا اور امام ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب کا  
 اور اگر پشیمان سے پہلے غسل کیا بعد اسکے پھر بقیہ مٹی کچھ طریقین کے نزدیک غسل بھر واجب ہو گا اور امام ابی یوسف کے نزدیک سری مرتبہ غسل واجب  
 اور ایسا ہی اگر خواب میں ہو غسل واجب ہو گا اور مرد عورت سب برابر ہیں اور ایک روایت میں امام محمد سے منقول ہے کہ اگر عورت کو حلال  
 اور لذت وغیرہ یاد ہو اور تر ہی نہ رکھے غسل واجب ہوا پس الامام نے کہا کہ اس روایت پر عمل کیا جاوے گا اگر سونے میں ایسا نہ ہو یعنی  
 جاگ کے فقط پانی دیکھا تو اسکا بیان لگے آتا ہے اور اگر سوتے میں یہ باتیں سب تھیں تو اسکو حلال کہتے ہیں تو صورت میں اگر تری  
 دیکھے گا غسل واجب ہو گا یا نہ ہو کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے اسلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ امام مسلم رضی اللہ عنہا نے  
 کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کیا عورت پر ہے جب کہ دیکھے غسل فرما کہ بان جب کہ دیکھے پانی کو آخر حدیث تک کہ روایت ہے  
 انس رضی اللہ عنہ سے کہ پوچھا ایک مرت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت سے کہ دیکھے خواب میں جیسا کہ دیکھتا ہے مرد خواب میں فرمایا  
 آپ نے کہ جب اوستا جو ہوتا ہے مرد سے سوچا ہے کہ غسل کرے روایت کیا اسکو مسلم نے تو وی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ معنی اسکے یہ ہیں  
 کہ اوستا مٹی نکلے جیسا کہ مرد جب سے مٹی نکلتی ہے غسل کرتا ہے اور اجماع مسلمانوں کا اس بات پر ہے کہ جب احتلام ہوا اور تری دیکھے غسل  
 لازم آوے گا اور روایت کی ابن ماجہ و بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے ایک تم میں کا خواب  
 میں سے اور تری دیکھے اور احتلام اسکو یاد نہ ہو غسل کرے اور جب یاد کرے احتلام کو اور تری نہ دیکھے تو وغیرہ غسل لازم نہیں اور سیوطی  
 جمع الجوامع میں لائے ہیں کہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پاؤں سے عورت پر ہے خواب کے  
 جو پاتا ہے مرد غسل کرے روایت کیا اسکو سیوطی اور ایک روایت میں ہے خولہ بنتی حکیم رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے نہیں ہے عورت پر غسل یہاں تک کہ نہ نزل نہ ہو جیسا کہ نہیں مرد غسل جب تک کہ انزال نہ ہو روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور  
 روایت کی احمد و ابن ماجہ و نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دیکھے ایک تم مجھ کو نہ نزلے

یعنی پشیمان  
 کرنے کے لئے پشیمان  
 دل اور بدن  
 شہوت طبعی  
 بے غیبتی حاج  
 ہو کر

اولہ زائل کرے تو چاہیے کہ فسل کرے اور وہ جو ہمیشہ روایت نقل کی ہو کہ جب عورت لذت وغیرہ نہ کھائے خواب میں اور تری نہ کھائے تو  
 غسل واجب ہو اور اس کا شوشہ لایا کرے کہ ماکہ اسپرٹ کیا جاوے گا تو بیل اسکی یہ کہ روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ انھوں نے  
 پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ عورت نہ کھائے جب خواب میں جو مرد دیکھتا تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب دیکھتے تو فسل کرے  
 تو خواب اسکا یہ کہ مراد اس سے جو دیکھتا ہو یعنی منی بھی نہ کھائے جیسا کہ دوسری روایت میں تصریح سے آیا اور بھی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے  
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فسل کرے جب دیکھے پانی کو کہ واللہ اشکوٰۃ انکڑ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہو جائے سر دکھا  
 قبل یا ڈیر میں اس صورت میں غسل دو نون پر یعنی فاعل و معمول ہر دو جب ہو گا ف کیونکہ روایت ہے سنن ابن ماجہ میں عایشہ  
 رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کھل جاوے دو نون ختنے فسل واجب ہو تا ہر روایت کی طحاوی نے  
 عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلتے تھے دو نون ختنے ملتے تھے اویسی میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ بیٹھے ایک تم من کا دربان چارون کو نون کے یعنی اپنی عورت کے کچھ چراغ کرے اس سے  
 تو تحقیق کہ فسل واجب ہوا اگر کھڑے نال نہوا اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے مانند اس کے روایت کی ایسی  
 ہی ترمذی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی نے واقع بن حدیج سے اور ابی امامہ سے اور روایت کی شیعہ زری نے القاب میں ما  
 اسکے اور طحاوی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول روایت کیا اور روایت کی دقطنی نے افراد میں ابی ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکاڑ کرے ختنے ختنے سے نال ہو یا تو تحقیق کہ فسل واجب ہو اور سعید بن مسعود نے اپنے  
 مسند میں ماہن حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کی ہے اور یہ جو حدیث چلیہ میں لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب  
 لمبا دے ختنے ختنے سے اور غائب ہو جائے سر تو تحقیق کہ فسل واجب ہو یا تو روایت کیا اس حدیث کو طحاوی نے اوٹ  
 میں ابن جریر رضی اللہ عنہ سے اور عبد بن و سب سے سنن ابی یوسف اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبد بن عمر رضی اللہ عنہ سے  
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لمبا دے ختنے ختنے سے اور غائب ہو جائے سر تو تحقیق کہ فسل واجب ہو اور روایت کیا ہاکون ابی  
 نے اپنی مختلف میں اگر اس جگہ کوئی کہے کہ یہ حدیث مخالف ہے اوچس حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی یعنی فسل پانی  
 سے یعنی منی نکلنے سے ہر روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے تو جواب سکا یہ کہ  
 یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اب حدیث منسوخ ہو گئی اس سے جو روایت کی احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے  
 ابی شیکمب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انھوں نے کہ یہ حکم پانی پانی سے ہے تھا حضرت اول اسلام میں پھر منع کیا گیا اس سے یعنی حضرت جاتی  
 رہی صحیح کیا اس حدیث کو ابن خیر و ابن جابر کو کہا اسکا علی نے کہ صحیح ہے اور پھر طحاوی کے اس جگہ کہ کوئی کہے کہ ابن ہارون اور  
 دقطنی نے یقین کیا اور کہا کہ زہری نے سنن سنن اس حدیث کو سہل سے اسکا ماہن ابن حجر نے کتاب ابو داؤد میں ایسا واقع ہے کہ معلوم  
 ہوا ہے اس سے حدیث منقطع ہو تو جواب اسکا یہ کہ سند ابو داؤد کی صحیح ہے اس واسطے کہ ثقہ ہے کہ زہری کا ایک ثقت نے یا اس سے جس میں بعضی  
 ہوں حدیث صحیح ہو گئی اور یہ بات کہ مستان نہیں کہ سہل ابن ماجہ و احمد کی منقطع ہو کیونکہ ممکن ہے کہ سہل نے سنا ہوا اسکا و ثقتی کے واسطے سے  
 سہل صحیح روایات کی سہل کی حدیث کی اون سے کو اب ترمذی نے دفع بدیگیا و اللہ التوفیق و ابو ذر الرقیق صحیح ہے کہ سنا ہوا اسکا و ثقتی کے واسطے سے  
 تھا ماہن ابن ماجہ و ثقتی کے حضرت فرمایا کہ جب ایک تم من کا اور کھینے تری اور ختم ماہن ابن ماجہ و ابو ذر و ابو ہریرہ روایت کی انہوں نے اسکا ابن ماجہ اور ابو داؤد





اور غسل افضل ہے کیا ترمذی نے کہ اس باب میں روایت ہے ابی ہریرہ اور عائشہ اور انس رضی اللہ عنہم سے اور کہا کہ حدیث  
سمو رضی اللہ عنہ کی سن ہے اور روایت کی ہے بخاری اور مسلم اور ترمذی اور مالک اور ابو داؤد و رحمہم اللہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
خطبہ پڑھتے تھے دن جمعہ کے کہ اگلا ایک شخص آیا تو ابتر رہا اور ایک حدیث میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ حضرت  
عثمان رضی اللہ عنہ کو اور کہا کہ کیا وقت ہے کہ ان کے کا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام ہے مجھ کو مشغول رکھا تھا آج کے روزاؤ میں  
گھر میں کیا تھا کہ آگاہ اور آنا اذان کی سنی اسی رو سے میں مسجد میں آیا اور کچھ دیر نہ کی میں نے مگر واسطے وضو کے حضرت عمر رضی اللہ  
نے کہا کہ فقط وضو ہی سے کیا اور حضرت نے حکم کیا ساتھ غسل کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کچھ نہ کوٹے اور نماز پڑھی اور پھر  
رضی اللہ عنہ نے کوٹے کا حکم نہیں کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے اور ایک حدیث سنن ابوداؤد میں ثابت ہے کہ کوٹہ لوگ  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے کہ کیا غسل دن جمعہ کے واجب ہے کہ جسے وہ قسم فرمایا کہ نہیں لیکن  
غسل زیادہ پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہے اس کے لیے جو غسل کرے اور جو شخص نہ کرے تو کچھ اور سپرد واجب نہیں آخر حدیث تک اور  
کہتے ہیں کہ مراد واجبے اذن حدیثوں میں ضروری ہے نہ واجب اصطلاحی تھی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤلفان میں لکھا ہے  
أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَرْزَاءٍ عَنْ سَالِحِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَمَاءَ عَنْ ابْنِ أَبِي حَتْمٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَةَ عَنِ الْغُسْلِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ  
وَالْغُسْلِ مِنَ الْجُمُعَةِ وَالْغُسْلِ مِنَ الْعِيدِ قَالَ إِنْ اغْتَسَلْتَ فَحَسَنٌ وَإِنْ تَرَكْتَ فَلَا كُفْرَ لَكَ بِكَ لَكَ الْحَدِيثُ  
یعنی خبر دی ہے کہ محمد بن ابان بیٹے صالح نے انھوں نے سنا حدیث سے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو چاہے سینا براہیم بنی  
رحمہ اللہ سے غسل دن جمعہ اور عید میں انھوں نے کہا کہ اگر غسل کرے تو چھپا ہوا اگر ترک کرے تو کچھ تیرے اور نہیں  
اور بھی روایت کی ہے صحیح مسلم میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم نے جسے نہ وضو کیا سو چھپا کیا وضو کو پھر آیا جمعہ کو اور سنا یعنی خطبہ واجب رہا نکشا بائیکاہ اسکے لیے جو کچھ کہ درمیان  
اسکے اور درمیان جمعہ کے ہو اور زیادہ میں ان آخر حدیث تک اور وہ جو ابوداؤد نے ابن عباس سے روایت کی ہے نہ کہ کسی صحیح  
ہو سیرت و ایک روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر سناتے تھے دن جمعہ کے اور  
ترک کرتے تھے اس کو اور اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ غسل سنت ہے و اللہ اعلم اور کچھ بیان اس کا باب محمد بن ابی یحییٰ اور اس کا کہ  
بہت سی روایتیں ہیں کہ ذکر کرنا افکار خالی طول سے نہیں صل دو سر دو نوں عیدوں کے واسطے یعنی عید الفطر اور عید الفصحی  
میں و ظہن چاہیے کہ عیدین غسل میں کئی چیزیں ہیں لیکن سنت خالی نہیں ہیں پہلے تو یہ کہ روایت ہذا کہ ابن سعد رضی اللہ عنہ  
کہ صحابی ہوا اور ان کا مشورہ ہے کہ ابی داؤد انھوں نے کہ تھے حضرت غسل کرتے تھے دن جمعہ اور دن عید فطر کے اور دن شہادہ  
کے روایت کیا اس کو امام احمد ابی داؤد اور طبرانی نے اپنی معجم میں اور سنن ابن ماجہ میں اور سنن ابی داؤد میں مروی ہے شیخ ابن  
نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے ایسا ہی مذکور کیا نوویؒ اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تھے حضرت کہ  
غسل کرتے تھے دن عید فطر اور دن عید الفصحی کے اور یہ بھی حدیث ضعیف ہے اور سیدوطی نے جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ زیادہ میں  
نے کہا ایک قوم کو کہ جو غسل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا ہی تھے دیکھا کہ یہ کہ تم غسل نہیں کرتے ہو چہ عید کے روایت  
کیا اس کو ابن مندو نے اور ابن عساکر نے اور کہا کہ صحیح ہے عباس سے اور زیادہ کہنا مضمون نہیں اتنی تو اس میں یہ کلام ہے کہ ابن عساکر

بجائے

مردن سے  
شیخ صاحب  
محدث دہلوی  
مستطاب

کی روایت کا اعتبار نہیں جب تک جال سے معلوم نہ ہوں اور اکثر احادیث ضعیفہ بھی ہو کرتی ہیں ان کتابوں میں اور علی الدین  
فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ اس باب میں دو حدیثیں آئیں ہیں یعنی ایک حدیث ابن عباس کی اور ایک حدیث فاکہ رضی اللہ عنہ کی جو دونوں  
میں نے اور نقل کیں یہ دونوں ضعیف ہیں اور بعض محققین نے کہا ہے کہ ہفتے سوا حدیث عیاض اور فاکہ کے تیسری حدیث اس باب  
میں نہیں پائی البتہ روایت ہر مؤطا میں ساتھ ساتھ صحیح کے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ واسطے نماز عید کے نکلے تھے غسل  
کرتے تھے پہلے اسلئے کہ جائیں لیکن یہ بات ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت کی تابعداری بہت کرتے تھے اور فراموشی بہت  
بھی ہو حضرت نے نہیں کی ہوتی تھی نہیں کرتے تھے اس معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حضرت کو غسل کرتے دیکھا ہوگا جیسا کہ فیروز آبادی  
کہا لکن حکم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما آتہ کا کہ تفسیر لکن عیداً قد شد فمبا لغتہ لئلا یغتہ الشکاک  
یقتضی ان الحدیث فی هذا الباب صحیحہ یعنی صحیح ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ غسل کرتے تھے واسطے عید کے اور شرت  
مبا لغتہ لئلا یغتہ متابعیت سنت کے چاہتا ہو اس بات کو کہ حدیث اس باب میں صحیح ہو فقط واللہ اعلم اور روایت کی نزدیکی اور  
طریقہ زید بن ثابت سے اور کہا کہ حسن ہے کہ حضرت نے کپڑے اتارے واسطے لبیک کہنے کے اور غسل کیا تو اس سے سنت ہوئی  
احرام نہ ثابت ہوتا ہے مگر یہ کہ عموماً میں نہیں بلکہ اس سے بچا جاتا ہے کہ ایک بار کیا تو غسل تعجب ہو جاوے گا نہ کہ سنت ایسا ہی کہا  
شیخ ابن اللہام نے فتح القدیر میں ہذا ما خلا سے یہ لکن اللہ یجذب بعد ذلک آتھا صحیح سے واسطے حرام کے  
ف احرام واسطے غسل کرنا ایمہ اربعہ کے نزدیک سنون ہو اور دلیل اس کی بھی گزری اور روایتیں اس باب میں صحیح ہیں اور بیان  
ج کے باب میں کہ کچھ صحیح تھے دن عرفہ کے ف کہ یہ کہہ کر پورے ہفتے ذکر کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے دن جمعہ کے  
اور عید فطر اور عید نحر اور روز عرفہ کے روایت کیا اسکو بزرگوار طریقہ نے اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور احمد وغیرہم جو حدیث صحیح ہیں اور بعض ضعیفہ

باب پانچ کے بیان میں جس سے وضو جائز ہو اور جس سے جائز نہیں

بازرہ وضو منہ کے پانی سے اور شیشے سے یعنی زمین کے پانی سے مثل کنوئیں وغیرہ کے ف اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
وَالَّذِينَ آمَنُوا كُفِّرُوا عَنْهُمْ أَسْأَفُ مَا كُنْزُوا كُفِّرُوا كُفِّرُوا یعنی اور اللہ تعالیٰ اتار دے اپنی آسمان سے پاک کرے انکو اس اور فرمایا  
وَالَّذِينَ آمَنُوا كُفِّرُوا عَنْهُمْ أَسْأَفُ مَا كُنْزُوا كُفِّرُوا كُفِّرُوا اور اتار دے آسمان سے پانی پاک کرنے والا یقین والالت کرتی ہیں آسمان کے  
پانی کے پاک ہونے پر اور زمین کے پانی کے پاک ہونے پر کنوئیں میں پانی یہ ہو چور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی ابی سعید خدری رضی اللہ  
عنہم سے کہ چونچا گیا حضرت سے کیا وضو کریں ہم کہیں بڑھاتے اور دو کنواں ہو کر ڈال دیتے ہیں اور کپڑے جیسے کے فرید بودا حضرت  
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی پاک ہے زمین نہیں کرتی ہو اسکو کوئی چیز اور حسن کہا جس پر پانی کو ترمذی اور ابن القطان رحمۃ اللہ  
علیہما اور امام رحمۃ اللہ علیہ اور نجاست پر اس کے دلیل جماع ہے جیسا کہ لگے دیگا اور ہمارے میں جو حدیث لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے پانی پاک ہے زمین نہیں کرتی اسکو کوئی چیز گرجب بدل جائے رنگ یا بو یا مزہ اسکا تو روایت کیا اسکو بہت ہی بے لگام  
رضی اللہ عنہ سے جیسا کہ لگے دیگا اور پانی وریکے پاک ہو پورے دلیل ہے کہ روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور نسائی  
نے تحقیق کر لیا شخص نے چونچا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سوار ہو ہیں دیبا میں اور وہ کھانہ  
پانے ساتھ پانی تھوڑا تو اگر وضو کریں ہم پیسے ہوں کیا وضو کریں ہم دریا کے پانی تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ یعنی

مہ لیا کہ ہر پانی اور سکادہ حلال ہے مگر وہ اسکا کہ ترندی ہے کہ پوچھا جیسے محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ تو کو کما حقہ  
 کہ حدیث صحیحہ پر اور باقی تفصیل اسکی خوب شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر عاشیہ ہدیین لکھی ہے وصل اور بیوت کے پانی سے اگر نماز ہو  
 اور اگر نماز ہو تو جائز نہیں ہے کیونکہ جس صورت میں بیوت مانند پانی کے ہے تو حکم اسکا پانی کا سا ہے وضو جائز ہوگا اور  
 جس صورت میں جی ہوئی ہو تو وہ پانی میں داخل نہیں کیونکہ پانی کی حقیقت میں ہنسنا بھی داخل ہے وصل جائز ہے وضو اس میں سے  
 جب رکھے رکھے بد بودار ہو گیا ہو یا اسکے کسی صفت کو پاک چیز نے مثل خاک یا اشیان یا صابون یا زعفران کے بدل دیا ہو تو  
 اسواسطے کہ ان سب پر پانی کا اطلاق آتا ہے اور روایت کی نسائی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا روز فتح کے  
 ایک برتن سے کہ وہ میں نہ لڑے کا تھا اور تفصیل فتح القدیر میں ہے وصل اور امام ابی یوسف کے نزدیک اگر پاک چیز لہی ہو کہ پاک کرنا  
 اس سے مقصود ہو تو وضو اس جائز ہوگا یہ کہ غالب ہو جاوے اور پانی کے شلکا کا ٹہکا کرے اور اسکی رقت اور سیلان یعنی  
 بہنے کو کہو تو وضو اس جائز نہیں اور اگر وہ چیز لہی نہ ہو یعنی اس پاک کرنا مقصود نہ ہو تو اس صورت میں اس سے دو ٹو  
 روایتیں ہیں ایک ایت میں غایہ شرط یعنی اگر غلب پانی پر نہ کرے تو وضو جائز ہے اور ایک روایت میں غلبہ شرط نہیں یعنی چاہے  
 غالب ہو چاہے نہ ہو وضو اس جائز ہے امام شافعی کے نزدیک اگر وہ چیز پانی میں مل گئی ہو زمین کی قسم سے نہیں وضو اس  
 پانی سے جائز نہیں اگرچہ غالب ہو تو وصل اور امتیاط آئین ہے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے وصل اگر پانی جاری میں کوئی  
 چیز پڑ جائے اور اسکا یعنی نیک و بوز نہ ہو تو وضو اس جائز ہے اسواسطے کہ نجاست اور میں نہ ٹھہرے بلکہ بہ جائے گی  
 ایسا ہی ہے علیہ میں والدہ علم بالحدود صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جاری کا سوا کہتے ہیں ملکات میں اختلاف ہے بعض تو کہ نزدیک پانی جانا  
 اس سے کہتے ہیں کہ گمان اس سے کہ وہ بہ کرے کو بالیجا وصل اسی کو صاحب شریح وقایہ نے اختیار کیا ہے اور بعض ان سے کہہ کر جاری  
 وہ ہے کہ جسکو لوگ جاری سمجھیں اور اسی کو درخت کے تن میں اختیار کیا ہے اور حق سیر نزدیک ہے کہ جاری اس سے کہتے ہیں کہ غلب  
 جریان میں پانا جانا ہو اگرچہ کسی ضعیف ہو والدہ علم وصل تو اگر ندی اور چھوٹے نہری جاکو اور پانی رسان رسان نکلتا ہے وضو اس کا  
 ہو کہ نہ وہ پانی جاری ہے اور پانی ضعیف میں جو آہستہ بہتا ہے اس طرح ہر وضو کے کہ پھر پانی مستعمل کو نہ دیکھا گیا وہ دیکھو کہ چھپے ہیں آبی  
 دیکھو کہ پانی مستعمل جاکو آہستہ علیانی کا بیان آگے آجایا وصل کیونکہ پانی مستعمل جس ہر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک  
 اور اسکا ذکر آگے ہم کیے وصل اگر جو فی دودہ کہ ہوا اور ایک غرض آئین پانی آتا ہے اور دوسری طرف سے نکلتا جاتا ہے ہر طرف  
 میں جو فیض کے وضو جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے در مختار میں ہے یہ فیض یعنی اسی پر فتویٰ ہے وصل اور بعض  
 کے نزدیک اگر چارہ چارہ ہو یا کہ تو جائز ہے اور اسے زیادہ میں جائز نہیں اور اگر پانی بد بودار ہو تو وضو اس سے معلوم ہو جاوے  
 کہ بودار کی نجاست ہے وضو اس سے درست نہیں اور اگر معلوم ہو تو وضو جائز ہو کہ نہ لکھی ہو بسبب زیادہ کہنے کے ہو جاتی ہے  
 واللہ اعلم اور اگر مردانہ ران ندی میں پڑا اور اس کے عرض کو نہ کیا اور پانی نہ کہنے کے اور جاری ہے اگر وہ پانی جو  
 کہتے سے لہا ہو کہ ہر اس پانی سے جو کہتے سے الگ ہو اسکے شیب میں وضو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے فقید ابو جعفر نے کہا ہے  
 کہ جھنسی پر اپنے شایخ کو پایا ہے اور امام ابی یوسف مروی ہے کہ اگر کوئی نصف پانی کا نہیں بدلا ہو تو اس سے وضو کرنے میں کچھ  
 خوف نہیں اور اگر پانی میں ایسا جو نر جاوے کہ پانی میں پیدا ہو یا اولیٰ میں مبیحہ ہو یا عیسیٰ عیسیٰ اور عینہ ک وضو اس سے جائز

فان چیزوں کے نہ ہونے سے سوا سوا پانی نہیں نہیں ہوتا کہ ان جانوروں کی جگہ سے پانی پانی ہوتا ایسا ہی ذکر کیا صاحب ہر پانی  
اور عاقل پر مبنی نہ ہو کہ اس سے لایم ہوتا ہو اگر درودہ خشکی میں مر جاوے تو چاہیے کہ جس نمونہ کی طرح درودہ کا مقام خشکی ہو لیکن اس کا جواب  
یوں ہو سکتا ہو کہ اس کے مروجہ ہو کہ بغیر اس کے جی نہیں سکتا اور ایسا سعد بن درودہ کا خشکی نہیں واللہ اعلم اور دوسری دلیل یہ ہے  
میں اس کی یوں لکھی ہو کہ ان میں خون نہیں کیونکہ جو جانور کہ دموی ہو پانی میں نہیں رہتا ہو ورنہ جانور تو پانی میں نہ ہو گا کیونکہ  
خون ہی جس کے لئے الہام کا شیخ ابن الہام حذا اللہ تعالیٰ ھو انا کھٹھ اور اگر پانی کے سوا اور میں مثل سر کے وغیرہ کے گھرے حیرت میں  
مر جاوے تو بعض وقت کہہ کہ سوا کھچلی کے اور میں پھر پھینکا اور بعض وقت کہہ کہ کسی میں نہیں نہیں ہو گا اور میں صحیح ہو کہ پانی الہام  
صل اور اگر پانی میں ایسا جانور نہ ہو میں ہوتا خون نہیں جیسے پھر اور کھچلی وضو اوس جائز ہو کیونکہ خون جو جس سے وہ ہوتا پانی میں ہو  
ف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمھارے پانی میں کھچلی گر پڑے تو چاہیے کہ اوس کو بڑے پھر اوس کو نکال ڈالے  
اوس واسطے کہ ایک پر میں اوس کے مرض ہو اور دوسرے میں تنہا ہو روایت کیا اسکو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے  
اور یہ حدیث نہایت صحیح ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہ خون کے حیوان کے نہ ہونے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور نہ دلیل لانا اور اس سے  
اچھا ہو جو دلیل لائے ہیں صاحب ہدایہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حلال ہو کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے  
اور پوری حدیث یوں ہے کہ روایت کی دارقطنی نے سلمان بنی السہمی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانا یا پینا یا وضو  
اوس میں وہ جانور جس میں خون نہیں اور مر جاوے اوس میں تو وہ حلال ہو کھانا اوسکا اور پینا اوسکا اور وضو اوس سے کہ دارقطنی نے نہیں  
مرفوع کیا اس حدیث کو کہ بقیہ نے سعید بن سعید زبیدی اور وہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے کہا کہ سعید یہ جھول ہے شیخ ابن الہام نے  
کہا کہ یہ بقیہ بنیاء و لید کا ہے روایت کی اس سے بہت مامون مثل حماد اور ابن المبارک اور یزید بن ہارون اور ابن جحیمہ اور وکیع اور  
اوزاعی اور سخی بن زہیرہ اور شعبہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم نے اور روایت کی اوس سے جماعت نے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے میں کہتا ہوں  
کہ پتہ جسے گئے پتہ میں بن میں بقیہ و سمعیل بن عیاش سے پس کہا کہ کھانا کھانے یعنی دونوں اچھے ہیں اور کہا بفرعہ زہری  
کہ بقیہ سیر نزدیک اچھا ہے سمعیل بن عیاش اور سعید بن سعید کہا ابن الہام رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ذکر کیا اوسکو خطیب نے اور کہا کہ نام اوس کے  
باپ کا عبد الجبار ہے اور وہ ثقہ تھے تو اب جو حالت جاتی رہی اور حدیث باوجود اسکے حسن کہ منہو کی تو معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی  
حدیث جو اوپر تینے ذکر کی اس سے زیادہ اور بہت صحیح ہے واللہ اعلم وھں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نزدیک پانی نجس ہوتا ہے  
اور قول اول جو مذہب امام صاحب کے ہے صحیح ہے پھر جو پانی درخت یا سیو سے پھوٹا جاوے جیسے پانی ریوان کا درخت سے  
پھوٹا جاتا ہے اور پانی سیب و انار کا میوے سے پھوٹا جاتا ہے وضو اوس جائز نہیں اور اگر خود درخت سے پتے جائز ہوں  
کیونکہ اسپر پانی مطلق نہیں بولا جاتا ہے مثلاً جو کوئی سرگڑھے سے تو یہ زمین کہا جاوے گا کہ خالنے نے پانی پیا اور قرآن شریف میں حکم  
کہ پانی پیا تو تم تم حکم کر وھں اور وضو اوس پانی سے جس پر کوئی چیز غالب آجائے اس طرح کہ پانی کو اوسکی طبیعت سے نکال دیا  
یا پکڑ دے سب سے غالب ہو جاوے جیسے کہ پانی باقلہ کا ہے یا این میں ہو کہ باقلہ کے پانی سے مراد وہ جو پانی کہ غالب ہو گئی ہو اوپر  
کوئی چیز پکانے کے سبب سے یا شور با جائز نہیں اور اگر پتے درخت کے پانی میں پڑے اور اوسکا رنگ یا کوئی وصف بدل گیا  
وضو اوس جائز نہیں کیونکہ وہ مانر پانی باقلہ کے پتے سے پڑا ہے میں ہو کہ جو پانی بغیر کپڑے کے بدل گیا ہو تو اوس سے وضو جائز ہو

اور باقی کے معنی جو صاحب ہاتھ بیان کیے شاید وہ شام و قیام نے مومنین لیے واسطہ علم صل اور جو بانی ہوتا نہیں تو میں  
 اگر نجاست پڑی یا ہو کہ تھوڑا یا بہت و نلوست جائز نہیں ہا جانہ پناستہ کہ بیان میں نہ سب ہیں تھلے تو یہ کہ پانی جو باری  
 نہیں تو میں اگر نجاست پڑی تو نجس ہو جاوے گا پانی تھوڑا ہو یا بہت مگر جب کہ وہ حوض وہ درود ہو اور اسکا ذکر گے گے گے گا  
 تو اس صورت میں مانند جاری کے ہوگا اور یہ نہ سب امام اعظم کا ہے جو دوسرا نہ سب یہ کہ اگر دیکھا کہ پانی ہو تو نجس نہ ہوگا اور یہ نہ سب  
 امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا ہے اور تیسرا نہ سب یہ کہ پانی تھوڑا ہو یا بہت جب تک کہ اسکا کوئی وصف نہ دے پانی نجس  
 نہ ہوگا اور یہ نہ سب امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا ہے اور امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ کہ روایت کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم  
 اور ترمذی اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیشاب کرے ایک تم میں کلچ  
 اس پانی کے جو جاری ہو پھر غسل کرے تو میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ غسل کرے کوئی تم میں سچ پانی دائرہ کے اور وہ  
 جنب ہو کہ اگر طس طرح حرکت اسی ہریرہ کہ کہ لے لے اس سے لیٹے کہ کوئی کسی ہریرہ مثلاً لے کر بیٹے اور پانی لے لے اور حضرت نے منع کیا ہے  
 ہریرہ پانی میں پیشاب کرنے سے روایت کیا ان دونوں کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور اس حدیث کو صحیح کیا بہت لوگوں نے روایت کیا کہ کوئی  
 کئی طریقہ تھوڑے اور بخاری بھی اور چاروں مالکون اور طحاوی اور طبرانی وغیرہم نے بھی اور حدیث مشہور ہے اور اس حدیث سے معلوم  
 ہو تا کہ جو پانی جاری نہیں وہ نجس ہو جاتا اور واسطہ کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا اور بھی روایت بھی ہے میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ جگہ کوئی تم میں اپنے خواستہ سونے الے ہاتھ پانچ مرتبہ کہ جہاں تک کہ وہ ہو و اسکا توین بار کیونکہ وہ نہیں جانتا  
 کہ کمان رہا تھوڑا اسکا اور یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے اور روایت کیا اسکو مسلم نے طریقہ تھوڑے سے اور روایت کیا اسکو ترمذی  
 نے اور کہ کہ صحیح ہے اور اس باب میں روایت ہوا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے اور بھی روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابی داؤد  
 اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور بھی حدیث مشہور ہے اور بھی روایت میں وہ ایک کی کنوین کے باب میں آویگی اور امام شافعی کے نہ سب کی دلیل  
 یہ کہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ انھوں نے پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پانی سے جو کہ بتا جو جگہ میں ابی ہریرہ میں  
 اس پانی چار پائے درندہ فرمایا آپ کہ جب ہو پانی قلتین نہ اور تھوڑا گانا پاکی اور روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی  
 اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن خرمیہ اور دارقطنی اور بیہقی وغیرہم نے ابن ترمذی اور ترمذی اور جابر  
 اور ابی ہریرہ وغیرہم سے اور ایک روایت میں ابو داؤد کی ہے کہ وہ نجس نہ ہوگا اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اور ابن ماجہ  
 چونکہ سنن تھوڑے میں اس لفظ سے لائے ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ اَوْ كَيْفَ فُلَّهُ یعنی جب ہو پانی چاہے نہ سب قلہ اول  
 ان نوکا حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور اسکو ضعیف کیا ابوباقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض طریقہ میں کوئی نجس ہے اور  
 بعضوں میں کوئی نجس ہے شکی اور پلٹا لیس اور طریقہ میں ایک انہیں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ساتھ اس لفظ کے  
 اِذَا كَانَ الْمَاءُ فَلْتَيْنِ خَمَاقٍ ذَالِكَ اَوْ كَيْفَ فُلَّهُ یعنی اور باقی ایک دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ  
 کے اِذَا كَانَ الْمَاءُ فَلْتَيْنِ فَصَاعِدًا اَوْ كَيْفَ فُلَّهُ شکی اور باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور بعض روایت میں  
 تو ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو بعض میں عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور بعض میں  
 قلوب کی روایت ابن مسعود نے بھی کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں تھوڑے میں اولاً یعنی قلتین ہوں یا میں اور بھی

روایت کی ابن عدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پہنچ جاؤ بانی چالیس قے پر در تھما  
 سکے گا نجات کا اور کہا ابن عدی نے کہ یہ حدیث صحیح نہیں غلط کیا ہو اہلین قاسم بن عبد اللہ عمری اور سیوطی اور سکاہنگ  
 کیا اور کہا کہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اسکو عقیلی نے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے  
 ساتھ سند صحیح کے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قال اذ ابکع الماء اربعین قلۃ کم یستجس یعنی جب پونچھ بانی چالیس قے پہنچیں  
 ہوگا اور بعض ایوں میں ہوا اربعین غمر یا اور بعضوں میں اربعین کوا سوا اس حدیث کی نقلوں میں اضطراب ہوا اور بعض  
 حدیثوں میں آیا ہے کہ یستجس شکی اور بعضوں میں کہ یحتمل الخبث اور بھی سند میں اسکی امتلاہت ہوئی اسامہ پر  
 لکھی تو کہتے ہیں عن النبی بن کثیر عن محمد بن یحییٰ بن جعفر اور بھی کہتے ہیں عن محمد بن یحییٰ بن جعفر بن  
 النبی بن جابر اسکا یہ کہ جابر رضی اللہ عنہ سے کہ اس حدیث میں ابی اسامہ کہا عن عبد اللہ بن  
 عبد اللہ بن عمر اور وہ ہے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر اور اسکا یہ جواب ہے کہ وہ دونوں بیٹے عبد اللہ بن عمر  
 رضی اللہ عنہ ہوں ہیں ان دونوں نے روایت کی ہوگی اور بھی ان حدیثوں میں ایک روایت میں ہے عن ابن عمر عن النبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک میں ہے عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور جواب اسکا  
 یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے بھی سنا ہوا اور آپ بھی سنا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکن  
 اضطراب لفظی اس حدیث میں بیشک بہت ہے کسی میں ہے قلنا کسی میں ہے اربعین قلۃ کسی میں ہے اربعین  
 غمر یا کسی میں ہے اربعین کوا کہا امام طحاوی و لا تروہی قلنا عنی او قلنا عنک الشک یعنی ترک کیا ہے حدیث ثلثین  
 کو اسواسطے کہ وہ روایت کی گئی ہو و قلنا و تروہی اگر کوئی کہے کہ چالیس قلوں کی روایت ضعیف ہو تو اعتبار اسی و ثلثین کا ہو و اکثر وہا  
 میں ہے جواب اسکا یہ ہے کہ دارقطنی نے نو مسنون میں اربعین قلوں کو لیا ہے اور ان میں سے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے اور  
 ابن عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور اضطراب لفظی تو اس میں پایا گیا اور اضطراب معنوی جو بعض لوگوں نے بیان کیا ہے  
 اور کہا ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ یستجس شکی یعنی نہیں لکھیا اسکو کچھ اور ایک میں کہ یحتمل الخبث یعنی نہ اٹھایا کچھ اسکا  
 کو یعنی نہیں ہوگا تو یہ چیز میں کیونکہ اکثر روایات کے معنی کو متخالف ہے اور بعد ہی کیونکہ سب سے اسکا قوت کرنا ثلثین ہو چکا ہے  
 وجہ نہیں معلوم تو ایک اضطراب یہ حدیث ضعیف ہوئی دوسرے ضعف اسناد بھی اس میں بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ صاحب ابی حنیفہ  
 ضعیفہ ابن کاد و اور بعض نسخ ہلین فی مسند بھی ہے اور وہ غلط ہے کیونکہ سنن میں ابوداؤد کے امین اسکا ذکر نہیں کیا  
 شیخ ابن ہمام نے وقیل لکھا فی عن سننہ یعنی کہا گیا کہ یہ غیر سنن میں ابوداؤد کے ہے والد علم اور کہ شیخ ابن ہمام نے  
 فتح القیر میں و تروہی ضعیفہ الحافظ بن عبد البر والقا ضعیفہ لا یستعمل بن ابی اسحق و ابی یحییٰ بن اسحاق  
 المالک بن یحییٰ یعنی جنہوں نے ضعیف کیا اس حدیث کو ان میں سے ہیں حافظ بن عبد البر اور قاضی اسماعیل بن ابی اسحق اور ابوبکر  
 بن السنن نامی لوگوں نے یعنی ان لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا ہے اور بدیع میں ہے عن ابن المذنب لا یثبت حدیث  
 الثلثین یعنی روایت ہے ابن المذنب سے کہ انھوں نے ثابت نہیں ہوئی حدیث ثلثین کی اور کہا صاحب قاضی سمرقانی سفر السعادت  
 میں باب اذ ابکع الماء قلنا کم یحتمل خبثا قال جماعہ کل یحتمل خبثا حدیث ضعیفہ یعنی باب ثلثین میں کہا جماعت نے



سنن البیہقی  
کتاب السنن  
باب السنن

کہ صحیح نہیں ہوئی اور میں نے اس حدیث کو دیکھا ہے کہ ابی ہریرہ السعادت میں ہے وہ صحیفہ بعض المتحدین کو دیکھا ہے کہ  
 اور غلط ہے کہ وہ سفر السعادت میں ہے میں نے اس نشان میں پوری عبارت دیکھی یوں روایت ادا بکم المائتین کہ ایک  
 شخص نے کہا کہ اجماعاً کو صحیح ہے حدیث ہے وہ صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 فی مصنفات ابی ہریرہ السعادت میں ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 میں نے اس حدیث کو دیکھا ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 کہ وہ حدیث صحیح ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 ضعیف اس کے اور صحیح میں ہے حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 شافعی کے ہیں حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 اور ان قولوں میں ایک نظر ہو وہ یہ کہ اس حدیث کا ضعیف بسبب رجال کے ان کو چونکہ مراد لیا ہوا ضعیف بسبب رجال کے  
 اگر ضعیف بسبب رجال کے ہو تو اس کو اس ضعیف بسبب رجال کے ہو تو اس کو اس ضعیف بسبب رجال کے ہو تو اس کو اس ضعیف بسبب رجال کے  
 کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 یعنی یہ حدیث صحیح ہے اور فی طریقہ بخاری اور مسلم کے اور ابی ہریرہ السعادت میں ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 اور صحیح کیا اور اس کو درستی وغیرہ اور کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 ثقافت لکھنے کے بعد وہ کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 والکما و یقولان کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 مجموعہ اور ہر سند اس حدیث کے بعض سے اور ابی ہریرہ السعادت میں ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 البتہ غلط ہے بلکہ اس میں بہت وقع ہے اور وہ جو حدیث ہے چالیس لکھوں کی روایت جابر رضی اللہ عنہ سے محمد بن سنان کی روایت نقل کی  
 بعض لوگوں نے کہا کہ ابی ہریرہ السعادت میں ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 کی کہ وہ ضعیف ہے ضعیف کیا اور اس کو حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 قال یصح ابی علی الذی قال یصح لحدیث محمد بن المنکدر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 ادا بکم المائتین کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 ابو عبد اللہ قاضی نے اس حدیث کو دیکھا ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 صحیح محمد بن المنکدر سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اس حدیث کو دیکھا ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 محمد بن المنکدر سے انھوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اس حدیث کو دیکھا ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور بھی روایت کی ہے ابی ہریرہ السعادت میں ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک  
 ابن عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو روایت کی ہے ابی ہریرہ السعادت میں ہے کہ حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک حدیث ہے کہ حدیث ہے صحیفہ کا لائن نہ دیکھتا ہے وہ کہہ ادا بکم المائتین کہ ایک

سنن البیہقی  
کتاب السنن  
باب السنن





مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے مابین دار و درہ تھے جن اور درہ سے اور گزے اور پونے گئے وضو سے اور نہ وضو سے  
 سو فرمایا آپ کے واسطے ان کے ہر دو اٹھایا اور انھوں نے اپنے بیٹوں میں اور انھوں نے تجھے ہر دو باقی رہ گیا پانی اور نہ ایت کی بنیاد  
 جابر سے بھی نہیں ہے اور ان میں بھی جو کہ ان الماء کا بیٹھنا شکی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے منصف ہیں یا نہ اس کے کہا  
 ابن ابی شیبہ نے حدیث ثنا ابی معاویہ عن عائیم عن عکرمہ سے آتا کہ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یقربہ فقالوا یا رسول اللہ ان الکلاب فیہ والسیباع فقال علیہ السلام لا یغسل فیہ ماء آتھ کان  
 فی بطنہ قال کلب ما آتھ کان فی بطنہ قال شربوا وکفوا قال ابو حنیفہ کہ باس یہ اذ کان غشیا  
 فی عنقہ ما کون یطعمہ وکفہ قال کونہ یعنی گزرے حضرت ایک گڑھے پر سو کما صاحبہ رضی اللہ عنہ نے اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کرتے ہوئے تھے جن و میں اور درہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے درہ و ان کے جو گویا انھوں نے  
 اپنے بیٹوں میں اور واسطے انھوں نے اپنے بیٹوں میں سوچا اور وضو کرکھا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نہیں حرج اس واقعہ  
 اس کے جب کہ وہ وہ درہ جب تک کہ نہ پڑے مرنے اور اس کا اور بواورنگ تولان حدیث میں امام مالک بھی تمکین نہیں کر سکتے ہیں کہ پوچھا  
 احتمال ہو کہ یہ سب گڑھے دو درہ ہوں اور پانی کا جب رنگ یا مرنے یا بوبل جاؤ تو پھر اس کیسے نزدیک وضو جائز نہیں کیونکہ  
 روایت کی ابن ماجہ اور انطونی نے ابی امامہ راوی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانی نہیں جس کراچا اور اسکو  
 کچھ کر جب کہ خالص جاوے کسی بویر یا مرنے یا رنگ پر کوئی چیز اور انطونی کا لفظ یہ ہے کہ لا ما علیہ من حیثہ وکفہ اور سننا  
 میں اس حدیث کی رشیدین بیضا سعد کا ضعیف ہو ضعیف کیا اسکو ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور کما شیخ ابن الہمام روایت کیا  
 اسکو بھی ہے اور دو طریقوں کے کہ ان میں رشیدین بن سعد میں ایک طریقہ ابی امامہ انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الماء طاهر الا ان یتلک من حیثہ او طعمہ او کونہ یجاسد یتحدت فیہ یعنی پانی پاک  
 ہو کر یہ کہ بدل جاوے اور اسکا بواورنگ ساتھ نجاست کے عاوت ہو و اس پانی میں اور دوسرے طریقے میں ہر الماء کا بیٹھنا  
 الا ما علیہ من حیثہ او کونہ یعنی پانی نہیں جس کراچا اور اسکو ترمذی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اور کما شیخ ابن الہمام روایت کیا  
 یعنی یہ حدیث قوی نہیں حال کلام یہ کہ اس حدیث کی قوی نہیں آئی ہو واللہ اعلم اور حدیث الماء طہور کو روایت کیا  
 بنو حنیفہ عن ابی القاسم بن عبد اللہ بن محمد بن الحنفی عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ  
 حدیثنا ابو محمد الحسن بن محمد بن حکم بن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ  
 الفضل ان ابی امامہ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ عن ابی ہریرۃ  
 بن رافع بن خدیج عن ابی سعید بن الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایق خاص من بیوضا عتہ ہی یقہ کلف فیہ الجیض وجمہ الکلاب والبتن فقال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طہور ما لا یجسہ شیء اور معنی اس حدیث کے کہ اوپر گزرے اور ایک  
 جواب بعض لوگوں نے یہ دیا کہ یہ حدیث ضعیف ہو کیونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسکو لائے نہیں اور ناچار وکرکب  
 قول نہری کا قال اللہ تعالیٰ کا باس یہ ما کون یطعمہ اور یہ اولیٰ حدیث یعنی کہ نہری نے

فصل پانچون کے بیان میں  
 حضرت امام مالک  
 رحمہ اللہ

فصل پانچون کے بیان میں

فصل پانچون کے بیان میں  
 حضرت امام مالک  
 رحمہ اللہ

کہ نہیں جرح ہوتا تھا اسکے جب تک کہ نہ بدلے اور سکا نہ ہو یا بویانگ اور یہ جواب غیث کی کہ نہ جانے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہ ہے  
چاہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ الثمین بیان لائیں علاوہ اسکے احتمال ہے کہ مقصود بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہایت کامع الاستسنا  
اور حدیث مع الاستسنا ضعیف ہے اور یہ کیا ضرور ہے کہ جو حدیث بخاری رحمۃ اللہ علیہ لائے ہوں تو وہ ضعیف ہو اور اسلئے اور حاصل  
ان سب تحقیقات کلیہ ہے کہ نہ ہب غنیوں کا اس باب میں بہت اور طریقہ سی پر عمل حتی المقدور کرنا چاہیے تو اس مقام کو اہل  
دیکھ اور ولیدی نکلتا کہ ظاہر حقیقت حال کی دانہ علم حاصل کرے کہ وہ درودہ جو اور نہ کھل جاتی ہو زمین چٹو لینے سے تو حکم  
اور حکم پانی جاری کا ہے تو اگر تباہی کی کہ چاہے لینے میں زمین محل جاتی ہو زمین بھی اگر نجاست ٹہریگی تو وضو جائز ہو گا  
مگر اس جگہ پر جان نجاست ظاہر ہو تو اگر نجاست و درودہ پانی میں دکھلائی دیتی ہو نہ وضو کرے مقام نجاست میں  
بلکہ دوسری جانب اور اگر دکھلائی نہیں دیتی وضو کرے سب جاتیوں اور جہان پانی استعمال کرتا ہو وہاں بھی وضو جائز نہیں  
مگر اگر حوض و درودہ ہوں ابجا کہ یہ بھی ہے انتہہ حدیث اسطریقہ نے اعتراض کیا ہے اور جواب اسکا شرح وقایہ عربی میں مذکور ہے  
لیکن اس میں بات ہے کہ وہ درودہ کی تقدیر بتا کر چھوٹے واسطے خواص کے گروی ہو اور معتبر ہے کہ وضو کرنے والے کی راسے جو ہو اوپر  
عمل کرے تو اگر اسکا گمان ہے کہ نجاست دوسری طرف نہیں پہنچتی ہو تو اس سے وضو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہ بھی صحیح ہے  
جیسا کہ سچ منہ خیر کے ہر وہ بھی ظاہر نہ اہل بیت ہر امام رحمۃ اللہ علیہ سے اور اسی کی طرف رجوع کیا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے  
اور تحقیق کیا سچ منہ خیر کے کہ یہی نہ سب ہر وہ بھی اہل بیت کی جاوید اور درودہ کا اندازہ کرنا کچھ اصل شرعی کی طرف رجوع نہیں کرتا اور  
جو جواب علماء الشریعت نے دیا ہے یہ کیا گیا ہے شیخ شمون درختار کا ہے اور درودہ اسکو کہتے ہیں کہ ہر جانب سے دس گراؤں  
مگر سو گراؤں جو جاتا ہے جیسا کہ اس نقشے میں ہے اور اگر معتبر کر کہ پاس کا ہے اور دوساٹ ٹھہری کا ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے

بہشت و نہشت کا اعتبار کیا ہے اور بعضوں نے پانزویہ  
در پانزویہ کا ایک مسج اول حصہ

فصل پانی استعمال کے بیان میں

۱۔ اور آئین علماء کے اختلافات میں پہلا اختلاف آئین ہے کہ  
کہ پانی کو استعمال کون چیز کر دیتی ہے غنیم کے نزدیک پانی  
استعمال ہو جائے حدیث کے منع کرنے اور یا نہایت عبادت

تو اگر وضو کیا جائے وہ نہ بغیر شریعت کے پانی استعمال ہو جائیگا اور اگر کچھ وضو کیا اور وضو نہ کرے تو کبھی پانی استعمال ہو جائیگا اور امام  
محمد صاحب کے نزدیک معتبر نہایت عبادت اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فقہاء حدیث سے گروہ حدیث تو ہوتا ہے وضو سے  
اور وضو میں ان کے نزدیک نہایت فرق ہے تو اب فقہ حدیث بھی بغیر شریعت کے ہو گا دوسرا اختلاف یہ ہے کہ کس وقت میں استعمال ہو جائے  
تو بدلتے ہیں کہ صحیح ہے کہ جب گراؤ وضو سے استعمال ہو گیا اور جامع صغیر میں ہے کہ جب گراؤ ایک مقام پر قائم کیا جب استعمال ہو جائے  
اختلاف آئین یہ ہے کہ اسکا حکم کیا ہے امام غفر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نہیں غلیظہ یعنی اگر بار بار ایک دم کے کپڑے یا بدن میں بچھو  
نماز ہو گیا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں غلیظہ ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پاک ہو کر پاک نہیں کرتا جس کو

۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲
۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳
۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴
۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵
۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶
۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷
۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸
۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹
۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰
۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱
۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲
۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳
۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵	۱۴
۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶	۱۵
۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷	۱۶
۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۷
۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸
۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹
۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۲۰
۳۰	۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱

نقشہ  
حوض  
دہ دروہ

۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

فت استی کو در مختار میں اختیار کیا ہو اور اسی کو اختیار کیا ہو مشایخ عراق نے اور محیطین نے یہ کہ یہی مشہور ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے بھی تو ایسا ہے جابر بن سوک کہ یہ پاک نہیں کرنا اگرچہ خود پاک ہو اور صاحب بار بار اسکے خنس ہونے پر دلیل لائے ہیں اس حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پیشاب کرے ایک تمسین کا اور نہ پانی میں جو جاری نہیں اور نہ غسل کرے اوہمیں جناب سے اور حدیث کا بیان گذرا اور اس حجت پر کتنا ضعیف ہے کہ مؤلف امین یہ بات نکلتی ہے کہ غسل جناب سے خنس پانی میں جابر نہیں کہ بہت تحریر کر اور پانی مستعمل کے خنس میں جابر کچھ دلالت نہیں والد علم ص اور امام اکابر شافعی رحمہ اللہ نیز دیگر ائمہ پر بھی کہ ہزار پاک کرنا بھی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اگر پاک ہو اور پاک کرے بھی تو جابر ہو گا سفر میں خواہ اس کچھ دینا اور اس کا کوئی قائل نہیں ہوا

فصل و باغت کے بیان میں

ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اگر سور اور آدمی کی **ف** دباغت کے معنی آگے بیان ہو ورنہ کہتے کہ کبھی کھال پاک ہو جاوے گی کیونکہ وہ بھی ماسوا ان دونوں میں داخل ہے اور صاحب ہدایت اسکی دلیل بیان کی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھال کہ دباغت کیجا سو پاک ہو جاوے گی اور میں گناہ داخل ہے اور سور اور سورسٹے پاک نہیں ہوتا کہ وہ کچھ عین ہی خلاف گناہ کے کیونکہ اس سے شکار کیا جاتا ہے اور نگہبانی کر لئی جاتی ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اور صحیح کیا اسکو عبد الباقی بن علی بن رضی اللہ عنہ اور روایت کیا مسلم وغیرہ اس حدیث کو اس لفظ سے **اذا اذبح** لکھا کہ **فقد طہر** اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور اس جگہ ہر شیئہ عرض کرتے ہیں غنیوں پر کہ وہ کہتے کہ کتے کی کھال کو کتے میں کہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور جواب سکا تحفہ ثناء عشرہ کہ یہ صد وسوم میں مذکور ہے علاوہ اسکے کہ **لا یطہر من لیس فیہ** الفقہاء میں جواب دہ کہ مذہب کی کتاب ہے ایک ایت لایا ہے کہ اگر کھال ستر ایک ڈول بنا دیں اور اوٹ ول سے پانی کھینچیں وہ وضو اور سوائے سے جائز ہو تو اب دیکھنا چاہیے کہ کتے کی کھال زیادہ پس ہے یا کتے کی اور آدمی کی کھال پاک نہیں ہوتی بسبب مرتہ اسکی کے ایسا ہی ہے ہر امین کہ شاخ ابن الہمام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب دباغت کیجا تو کھال آدمی کی پاک ہو جاوے گی لیکن نفع لینا اور پس جائز نہیں اور حق میرے نزدیک یہی ہے کیونکہ اگر کتے اور حوت کو نہ پاک ہو میں کیا دخل ہے البتہ ارتفاع میں ہے تو ارتفاع اور پس جائز نہ ہو گا اور ذرہ جالوز کی کھال بھی ہمارے نزدیک پاک ہو جاوے گی کیونکہ روایت کی ابو داؤد و مسند احمد بن حنبل و صحیح مسلم بن حنفی ابی اسحق بن عیسیٰ بن ابی اسحاق سے اور انھوں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کہا میمونہ رضی اللہ عنہا ہر دیکھا گیا واسطے ایک لوٹدی آؤد ہمارا ایک کبری صخر سے سووہ مرگئی تو گزرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو فایا کیونکہ دباغت کر لیا تھے کھال اسکی کو سوکھا اور انھوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مردہ ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حرام کیا گیا مگر کھانا اور سکا یعنی مرنے کا کھانا حرام ہے نہ دباغت کرنا اور بھی روایت کی ابو داؤد و مسند احمد بن حنبل و صحیح مسلم بن حنفی ابی اسحق بن عیسیٰ بن ابی اسحاق سے ایسی بابین اور روایت کی واقطنی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کہا انھوں نے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فائدہ لو ساختہ کھالوں مرد کے جب دباغت کیجاوین مٹی ہو یا ریت یا نمک یا پانی اور ہندو میں اس حدیث کی معروف بیٹے حسان کے مہول ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کھال مرنے کی دباغت سے پاک نہ ہووے گی کیونکہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے

پیشرفت کی گمان  
یا اوسکا گوشت  
کھانا خرم اور دنیا  
کمال مہر دہا

مجموعت بن جستان





[illegible]

مجلس

محمد بن عبد بن قاسم

4

تمیدار سلطان

سید الشہیدین علی مرتضیٰ



پانی خالاجا گیا وہ ہی ہو جو اوپر گزری اور بکری کا پیشاب نجس ہو اور امام ابی یوسف اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کیونکہ حضرت فرمایا کہ جو تم پیشاب سے اور بے طلق ہر شے کے پیشاب کو اول میں ریت کو روایت کیا جاوے گا کہ ہر یہ رضی اللہ عنہ اور کہا کہ اور پھر طہاری اور سلم کے ہو اور روایت کیا اسکو واطلسی نے النس رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو وبار نے عبادہ بن صفا رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب دن جانوروں کا جھکا گوشت کھایا جانا ہی پاک ہو اور دلیل دینی یہ ہو جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ انی ایک قوم عنہ بنیں سے مدینہ میں حضرت پاس تھے انکے جلد ہر ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باہر نکلیں اور صاف قے کے اونٹوں کا دودھ اور موت بیویں آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حکم اول اسلام میں تھا اور یہ حدیث منسوخ ہو ساتھ واصل ریت کے کہ جسکو حکم نے روایت کیا ہو واللہ اعلم بالصواب اور دو ابن موت اون جانوروں کا جو خلال میں امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری میں جانور نہیں اور دلیل دینی یہی حدیث ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں رکھی گئی شفا تمھاری اوس چیز میں جو حرام کی گئی تھائے اور پھر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہو مینا اوسکا نہ عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہو اور احتیاط اس میں ہو کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہو واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک ہو ووجود نہ ہو اور یہی قول صواب ہو اور تاویل اس حدیث کی جس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہیں یہ ہو کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹوں کے دھج سے پہچانی ہوگی واللہ اعلم بالصواب اوس اور اگر ممکن ہو تو دوا دمی جنکو پانی میں چھان ہو میں کر دین اور جتنا پانی بتا دین کھینچ ڈالاجاؤ اور امام محمد کے نزدیک دوسو ڈول یا تین سو پینچسٹون اور زائد میں ہو اگر اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو کھینچی کافی ہو جاوے گا اور روایت ہو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سو پینچاواو گاسے متوضی پر اور ایک روایت میں اونسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہو امام ابو سے کہ ایک گڑھا بقدر کنوئین کے کھودیں سو او میں پانی بھریں جب وہ بھر جاوے تو پھر کھینچیں ایسا ہی ہو زہدی میں اور امام محمد کے نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوین اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ بیچ لکھا ہے ہر حال اور اگر گریوے کے شیل میں معنی کے معاملے چالیس ڈول سے ساتھ کھینچیں کیونکہ روایت ہو ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کما انھوں نے بیچ معنی کے کہ جب مرجاؤ کنوئین میں کھینچے جاوین اوس چالیس ڈول ایسا ہی ہو یا میں اور یہ حدیث مجھ کو نہیں ملی کہ کہنے اسکو روایت کیا ہو لیکن روایت کی طحاوی شرح انارین حماد بن یمان کہ کما انھوں نے بیچ معنی کے کہ پھر کنوئین میں اور مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیس ڈول یا پچاس پھر نہ کیا جاوے اوس اور ابی جبرائیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہر او زلۃ القننین ہو کہ چالیس ڈول نکالے جاوین جیسے کہ روایت کی معنی حماد بن سیماں اور بھی روایت کی شعبی سے کہ کما انھوں نے بیچ پر نہ اور ابی جبرائیل کے ہر او زلۃ القننین کہ نکالے جاوین چالیس ڈول اور اسناد اسکی صحیح ہو کہا اسکو امام شافعی اور روایت کی ابو نعیم کے نکالے جاوین شتر ڈول اور روایت کی عبداللہ بن سبیر سے انھوں نے شعبی کہا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سینے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ معنی کنوئین میں اگر مرجاؤ کما نکالے جاوین اوس شتر ڈول اور روایت کی ابو نعیم سے کہ کنوئین میں اگر گڑھا جائے طہری یا ابی اور مرجاؤ کما نکالے جاوینگے چالیس ڈول واللہ اعلم ص اور اگر ناند چڑیا یا چوہے کے گڑھوں سے شتر ڈول لے کھینچے جاوینگے کیونکہ روایت ہر انس سے کہ کما انھوں نے بیچ چوہے کے کہ مرجاؤ کنوئین میں اور نکالاجاؤ اور بیوت نکالے جاوینگے اور بیچ بیس ڈول ایسا ہی ہو پھر میں اور یہ حدیث میں نہیں پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار میں

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو تم پیشاب سے اور بے طلق ہر شے کے پیشاب کو اول میں ریت کو روایت کیا جاوے گا کہ ہر یہ رضی اللہ عنہ اور کہا کہ اور پھر طہاری اور سلم کے ہو اور روایت کیا اسکو واطلسی نے النس رضی اللہ عنہ سے اور بھی روایت کیا اسکو وبار نے عبادہ بن صفا رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پیشاب دن جانوروں کا جھکا گوشت کھایا جانا ہی پاک ہو اور دلیل دینی یہ ہو جو روایت کی بخاری و مسلم نے کہ انی ایک قوم عنہ بنیں سے مدینہ میں حضرت پاس تھے انکے جلد ہر ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باہر نکلیں اور صاف قے کے اونٹوں کا دودھ اور موت بیویں آخر حدیث تک اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حکم اول اسلام میں تھا اور یہ حدیث منسوخ ہو ساتھ واصل ریت کے کہ جسکو حکم نے روایت کیا ہو واللہ اعلم بالصواب اور دو ابن موت اون جانوروں کا جو خلال میں امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بیماری میں جانور نہیں اور دلیل دینی یہی حدیث ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں رکھی گئی شفا تمھاری اوس چیز میں جو حرام کی گئی تھائے اور پھر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک درست ہو مینا اوسکا نہ عذر کے بھی کیونکہ وہ اونکے نزدیک پاک ہو اور احتیاط اس میں ہو کہ اوسکو حتی الامکان نہ پیے اور امام ابی یوسف کے نزدیک حلال ہو واسطے دوا کے اگر اور دوا پاک ہو ووجود نہ ہو اور یہی قول صواب ہو اور تاویل اس حدیث کی جس سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ دلیل لاتے ہیں یہ ہو کہ حضرت نے شفا اونکی پیشاب سے اونٹوں کے دھج سے پہچانی ہوگی واللہ اعلم بالصواب اوس اور اگر ممکن ہو تو دوا دمی جنکو پانی میں چھان ہو میں کر دین اور جتنا پانی بتا دین کھینچ ڈالاجاؤ اور امام محمد کے نزدیک دوسو ڈول یا تین سو پینچسٹون اور زائد میں ہو اگر اگر ایک آدمی صاحب بصارت ہو تو کھینچی کافی ہو جاوے گا اور روایت ہو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ سو پینچاواو گاسے متوضی پر اور ایک روایت میں اونسے سو ڈول کھینچنا چاہیے اور روایت ہو امام ابو سے کہ ایک گڑھا بقدر کنوئین کے کھودیں سو او میں پانی بھریں جب وہ بھر جاوے تو پھر کھینچیں ایسا ہی ہو زہدی میں اور امام محمد کے نزدیک تین سو ڈول نکالے جاوین اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ بیچ لکھا ہے ہر حال اور اگر گریوے کے شیل میں معنی کے معاملے چالیس ڈول سے ساتھ کھینچیں کیونکہ روایت ہو ابی سعید رضی اللہ عنہ سے کہ کما انھوں نے بیچ معنی کے کہ جب مرجاؤ کنوئین میں کھینچے جاوین اوس چالیس ڈول ایسا ہی ہو یا میں اور یہ حدیث مجھ کو نہیں ملی کہ کہنے اسکو روایت کیا ہو لیکن روایت کی طحاوی شرح انارین حماد بن یمان کہ کما انھوں نے بیچ معنی کے کہ پھر کنوئین میں اور مرجاؤ نکالے جاوین اوس چالیس ڈول یا پچاس پھر نہ کیا جاوے اوس اور ابی جبرائیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہر او زلۃ القننین ہو کہ چالیس ڈول نکالے جاوین جیسے کہ روایت کی معنی حماد بن سیماں اور بھی روایت کی شعبی سے کہ کما انھوں نے بیچ پر نہ اور ابی جبرائیل کے ہر او زلۃ القننین کہ نکالے جاوین چالیس ڈول اور اسناد اسکی صحیح ہو کہا اسکو امام شافعی اور روایت کی ابو نعیم کے نکالے جاوین شتر ڈول اور روایت کی عبداللہ بن سبیر سے انھوں نے شعبی کہا عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ سینے پوچھا شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ معنی کنوئین میں اگر مرجاؤ کما نکالے جاوین اوس شتر ڈول اور روایت کی ابو نعیم سے کہ کنوئین میں اگر گڑھا جائے طہری یا ابی اور مرجاؤ کما نکالے جاوینگے چالیس ڈول واللہ اعلم ص اور اگر ناند چڑیا یا چوہے کے گڑھوں سے شتر ڈول لے کھینچے جاوینگے کیونکہ روایت ہر انس سے کہ کما انھوں نے بیچ چوہے کے کہ مرجاؤ کنوئین میں اور نکالاجاؤ اور بیوت نکالے جاوینگے اور بیچ بیس ڈول ایسا ہی ہو پھر میں اور یہ حدیث میں نہیں پائی اور روایت کی طحاوی نے شرح آثار میں







بکرمہ

لا ینحی عنہ  
لحدیث ابی  
بن امیہ  
مدنی

ابن  
نعمان

۴۱  
محدث  
محدث  
محدث

ابن  
نعمان

یہ جواب ہے کہ کہا قاضی ابو بکر غزالی نے شرح نوادی میں کہ ابو یزید ولی عمرو بن حریف روایت کی اس حدیث میں کہ یسار بن عیسیٰ کو فی نے  
 ابو یزید بن قیس تو اس کے حالات ہائی رہی اور ابو یزید کے مہول سے کہ کا جواب یہ ہے کہ کہا شیخ تقی الدین بن تہمت العید نے کہ تہمت  
 ابو یزید میں نظر ہے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ایک جماعت اہل علم سے مثل سفیان اور شکیب اور یسار بن یزید  
 اور اس کے اہل تہمت بن الریح اور ابن حدیثی کہا ابو یزید راوی اس حدیث کا مشہور ہے اور نام وہ سکا لا شد بن یسار بن یزید  
 ایسا ہی کہا و تہمتی نے اور وہ جو بعض ملانے یہ قول شیخ تقی الدین کی کا ٹھہرایا ہے غلط ہے کیونکہ ابن الہمام نے یہ کہا ہے فقال  
 الشیخ انتی الذین فی الہا رواہ یعنی کہا شیخ تقی الدین نے امام میں اور امام کتاب ہے شیخ تقی الدین بن تہمت العید  
 کی نہ سبکی کی اور قاضی خان نے رجح امام غزالی اس قول سے لکھا ہے اور شیخ کا جو طعن ہے کہ میں امام ابو یزید نے چچا کے کہنے کو انکی  
 کتاب میں لا یخفہ للقیسین لکھا ہے کہ لا بأس بالشیخ تقی الدین کی کہ لا یخفہ لکے اللہ علیہ وسلم قال لا یخفہ لکے یعنی  
 نہیں ہے جس ساتھ وضو کرنے کے عینہ سے اس کے وقت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ہے اس اور اسکی تفصیل سے کہ میں غزوہ  
 فزقین میں نہ کہ ہے اور روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور طریق سے عبد السلام عباس بنی السدیک اور سادین اسکی سند میں  
 ضعیف ہے اور ایسا ہی ابن کثیر نے روایت کی ابو داؤد و عطاء و انھوں نے مکرر دیکھا وضو کو ساتھ وضو وہ ابو یزید کے اور کہا  
 کہ یہ صحیح ہے نزدیک ہے اس اور اس امام ابو یزید کے نزدیک تہمت سے ایک روایت میں جائز ہے اور ایک روایت میں ناجائز  
 ہے کہ کہہ کہ ابو یزید رضی اللہ عنہ کے چچا سمیت ابو العالیہ سے اس شخص سے کہ یہ بونچی اسکو جہالت اور غیبت میں اس کے ہائی  
 اور نزدیک اس کے نزدیک ہے کہ اس کے کہ کہ نہیں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے قال اللہ اعلم بالکتاب ص  
 اور امام ابو یزید کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں کرے اور یہ اختلاف اس پائی  
 میں جو شیرین اور قوی ہو ہوتا جہاں نہ پائی کے اور اگر سخت ہو جائے اور نہ دینے لگے کیسے نزدیک اس وضو جائز نہیں

باب تیمم کے بیان میں

تیمم جائز ہے روایت یعنی نے وضو کو واجب اور انشاء نفس کو ف اور بعضوں کا مذہب یہ ہے کہ جب کو تیمم کرنا جائز نہیں اور  
 یہی قول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لیکن اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جائز ہے اور یہی مذہب حدیثوں کے موافق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 اولا مسکوا النساء یعنی یا جماع کرو تم ساتھ عورتوں کو تو اس سے معاموم ہوا کہ جب تیمم جائز ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ مسک کے معنی جماع کے نہیں لیتے اور وہ جو پہلے صاحب ہدایہ لائے ہیں کہ کچھ لوگ جنگل سے آئے طرف حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے سو کہ ہم بہترین بتوں میں تین تینے پار سمیتے اور جوتے ہیں ہم میں جنب اور عائش اور نفسا اور ہم  
 نہیں پاتے پانی کو سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر تمھارے ہر زمین بھر بار بار ہاتھ اپنا اوپر زمین کے واسطے موند  
 اپنے کے ایک بار بچہ مارا دوسری مرتبہ مسح کیا اس اور وہ دونوں ہاتھوں اپنے کے کہ میںوں تک ایت کیا اسکو بن بھڑی  
 نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ضعیف ہے کہ کہہ کہ سادین اس حدیث کے متنبی بنیہ صیاح کے میں کہا احمد اور زہری نے  
 کہ وہ کوچہ نہیں اور کیا انسانی نے کہ تشرک ہے اور یہ حدیث صحیح ہے کہ روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ کہ آیا ایک شخص طرف حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے اور کہا کہ ہونچو مجھ جنابت سو تحقیق کہ ۴۰۰ یا ۴۰۰ تو نہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم

دو ضرب میں ایک ضرب پر واسطے مونہ کے اور دوسرا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہ انہوں تک روایت کیا اسکو عا کر لے اور  
 کہ اگر کہ مسیح الاسناد ہو اور نہیں انخریج کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور کہا و اقلیانی نے رجا لہ کلمہ نقات یعنی رجال اسے  
 سب ثقہ ہیں اور حجت کیا تھا عمار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی باب میں اور روایت عمرو بن العاص سے ایسی ہی  
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنب کو تیمم جائز ہے جیسا کہ آجکا صل جب کہ پانی پر قادر نہوں یعنی اتنے پانی پر کہ طہارت کو  
 کافی ہو تو اگر جنب نے سو افق وضو کے پانی پایا وضو واجب نہ ہوگا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب کا غسل کے  
 لیے تیمم کرے لیکن اگر جنب کو حدث بھی ہو تو وضو واجب ہوگا ستیمم واسطے جنابت کے ہر بالاتفاق اور جب کہ ملے وضو کو واسطے  
 اتنا پانی ہو کہ بغسل اعضاء دھو سکتا ہو اور بعض نہیں دھو سکتا تو اوس میں بھی نہ حالات ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی کے  
 نزدیک بعض کو دھو دے اور باقی کو تیمم کرے اور قدرت پیدا دین یہ لوگ پانی پر واسطے دور ہونے پانی کے ایک میل سے  
 برابر ہیں کہ مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں ص اور تیل مسیر حصہ فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار  
 پانسو کر کا ہوتا ہو یا ہزار گز تک کیونکہ روایت ہوا بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے ٹوٹ  
 آیا عصر کا شربہ نعم میں ستیمم کیا اور مسح کیا مونہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پڑھی عصر کی بھر دخل ہوئے یعنی نہ کو اور  
 آفتاب بلند تھا اسوز کوٹا یا ہمار کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہو اور مرد ایک میل پر ہو مدی طیبہ  
 سے ص یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہووے تو تیمم جائز ہے یا ایک میل جانب  
 غیر توجہ میں ہووے کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا اور پہلی  
 صورت کے موافق جائز ہووے گا اور مختار قول دل ہو ص وہ سیمما جسکو قدرت پانی کے استعمال کی نہیں با قدرت  
 ہو لیکن خوف زیادتی مرض کا ہو و سکو تیمم جائز ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہووے گا کہ خوف  
 تلف عضو کا ہووے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و ان کثرت من ضلی الا یہ یعنی اگر ہو تم میرا اختیار تک سو  
 تیمم کرو و شعی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہو ص اور اگر استعمال پانی کا سردی ضرر کرتا ہو یعنی ہمار کہ دیکھا  
 یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیکھا تیمم جائز ہو و اور یہ جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہو امام جب  
 کے نزدیک صاحبین کے نزدیک تیمم کرے ص اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا دزد سے وغیرہ کے کو بھی  
 جائز ہو یا اس کے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کر گیا تو پیاسا رہ گیا یا پانی کسینے نقطہ پینے کے واسطے مباح کیا ہو اور وضو  
 یا غسل کی اوس اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہو کہ یہ پانی نقطہ پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم اسکو  
 جائز ہو مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہو اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہو  
 کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہو مینا بھی اسکا جائز ہو اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہو اور اگر واسطے  
 وضو کے ہو پیتا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا تھی موجود نہ تو بھی تیمم جائز ہو و اسواسطے ان صورتوں میں تیمم  
 جائز ہو کہ قدرت پانی کے اور متحقق نہیں ہوئی ص اگر نماز عید کی تضا ہونی کا خوف ہو و دست ہو کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے  
 اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہو کہ اگر وضو کر گیا نماز جاتی ہے کی تیمم سے بنا کر ناجائز ہو

مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں ص اور تیل مسیر حصہ فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار پانسو کر کا ہوتا ہو یا ہزار گز تک کیونکہ روایت ہوا بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے ٹوٹ آیا عصر کا شربہ نعم میں ستیمم کیا اور مسح کیا مونہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پڑھی عصر کی بھر دخل ہوئے یعنی نہ کو اور آفتاب بلند تھا اسوز کوٹا یا ہمار کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہو اور مرد ایک میل پر ہو مدی طیبہ سے ص یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہووے تو تیمم جائز ہے یا ایک میل جانب غیر توجہ میں ہووے کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا اور پہلی صورت کے موافق جائز ہووے گا اور مختار قول دل ہو ص وہ سیمما جسکو قدرت پانی کے استعمال کی نہیں با قدرت ہو لیکن خوف زیادتی مرض کا ہو و سکو تیمم جائز ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہووے گا کہ خوف تلف عضو کا ہووے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و ان کثرت من ضلی الا یہ یعنی اگر ہو تم میرا اختیار تک سو تیمم کرو و شعی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہو ص اور اگر استعمال پانی کا سردی ضرر کرتا ہو یعنی ہمار کہ دیکھا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیکھا تیمم جائز ہو و اور یہ جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہو امام جب کے نزدیک صاحبین کے نزدیک تیمم کرے ص اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا دزد سے وغیرہ کے کو بھی جائز ہو یا اس کے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کر گیا تو پیاسا رہ گیا یا پانی کسینے نقطہ پینے کے واسطے مباح کیا ہو اور وضو یا غسل کی اوس اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہو کہ یہ پانی نقطہ پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم اسکو جائز ہو مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہو اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہو کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہو مینا بھی اسکا جائز ہو اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہو اور اگر واسطے وضو کے ہو پیتا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا تھی موجود نہ تو بھی تیمم جائز ہو و اسواسطے ان صورتوں میں تیمم جائز ہو کہ قدرت پانی کے اور متحقق نہیں ہوئی ص اگر نماز عید کی تضا ہونی کا خوف ہو و دست ہو کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہو کہ اگر وضو کر گیا نماز جاتی ہے کی تیمم سے بنا کر ناجائز ہو

مسافر ہوں یہ لوگ یا شہر کے باہر ہوں ص اور تیل مسیر حصہ فرسخ کا ہوتا ہو اور بعضوں کے نزدیک تین ہزار پانسو کر کا ہوتا ہو یا ہزار گز تک کیونکہ روایت ہوا بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ چلے زمین اپنی سے بیچ جرف کے ٹوٹ آیا عصر کا شربہ نعم میں ستیمم کیا اور مسح کیا مونہ اپنے اور دونوں ہاتھوں کو اور نماز پڑھی عصر کی بھر دخل ہوئے یعنی نہ کو اور آفتاب بلند تھا اسوز کوٹا یا ہمار کو روایت کیا اسکو شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اور جرف نام ایک مقام کا ہو اور مرد ایک میل پر ہو مدی طیبہ سے ص یہ حکم ظاہر روایت کا ہے اور حسن کی روایت میں دو میل جانب توجہ میں ہووے تو تیمم جائز ہے یا ایک میل جانب غیر توجہ میں ہووے کہ آنے جانے میں دو میل ہو جاوین تو اس صورت میں اگر جانب توجہ ایک میل ہوگا تیمم جائز ہوگا اور پہلی صورت کے موافق جائز ہووے گا اور مختار قول دل ہو ص وہ سیمما جسکو قدرت پانی کے استعمال کی نہیں با قدرت ہو لیکن خوف زیادتی مرض کا ہو و سکو تیمم جائز ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب تیمم جائز ہووے گا کہ خوف تلف عضو کا ہووے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و ان کثرت من ضلی الا یہ یعنی اگر ہو تم میرا اختیار تک سو تیمم کرو و شعی پاک پر اور امام شافعی کا مذہب ظاہر نص سے دور ہو ص اور اگر استعمال پانی کا سردی ضرر کرتا ہو یعنی ہمار کہ دیکھا یا جان یا کوئی عضو تلف کر دیکھا تیمم جائز ہو و اور یہ جب ہو کہ باہر شہر کے ہو اور اگر اندر شہر کے ہو تو بھی یہی حکم ہو امام جب کے نزدیک صاحبین کے نزدیک تیمم کرے ص اور تیمم جائز ہے دشمن کے خوف سے آگ یا دزد سے وغیرہ کے کو بھی جائز ہو یا اس کے خوف یعنی اگر پانی سے وضو کر گیا تو پیاسا رہ گیا یا پانی کسینے نقطہ پینے کے واسطے مباح کیا ہو اور وضو یا غسل کی اوس اجازت نہیں دی تو اگر مسافر نے پانی پایا اور وہ جانتا ہو کہ یہ پانی نقطہ پینے کے واسطے رکھا گیا ہے تیمم اسکو جائز ہو مگر جب کہ پانی بہت ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ پینے اور وضو دونوں کے واسطے ہو اور اگر پانی پایا اور وہ جانتا ہو کہ یہ پانی وضو کے واسطے ہو مینا بھی اسکا جائز ہو اور امام فضلی کے نزدیک اگر واسطے پینے کے ہو تو وضو جائز ہو اور اگر واسطے وضو کے ہو پیتا جائز نہیں اور اسی طرح اگر ڈول یا تھی موجود نہ تو بھی تیمم جائز ہو و اسواسطے ان صورتوں میں تیمم جائز ہو کہ قدرت پانی کے اور متحقق نہیں ہوئی ص اگر نماز عید کی تضا ہونی کا خوف ہو و دست ہو کہ تیمم کر کے نماز شروع کرے اور یہ بالاتفاق ہے اور اگر نماز عید میں اسکا وضو ٹوٹا اور جانتا ہو کہ اگر وضو کر گیا نماز جاتی ہے کی تیمم سے بنا کر ناجائز ہو

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحب کج نزدیک تیمم نہ کرے اور اگر تم سے شروع کی تھی اور تیمم سے بنائی کسی کے نزدیک جائز ہو  
اور اگر گناہ نہ تھے کی نفوت میں نہ کا خون بھی تیمم جائز ہو اگر باوجود اسکے کہ صحیح اور تندرست ہو اور پانی موجود ہو خصوصاً اگر وہ  
بائزیمین و یعنی اوس جگہ سے کا جو ولی ہو اور اسکے تیمم جائز نہیں اس واسطے کہ کوئل کا خون اور انتظار کرین گے  
اور اگر خون نہ ہو نماز جو یہ کسی ایک نماز کا یا پانچ نمازوں میں سے ہو تو تیمم جائز نہیں اور دوبارہ ہاتھ مارنا تیمم  
نہ نہ فرض ہے ایک تو واسطے مسح کرنے موندہ کے اور دوسرے واسطے مسح کرنے دونوں ہاتھوں کے مسح  
نہ نہ کے و اور یہی قول امام شافعی صاحب کا بھی اور امام احمد کے نزدیک ایک بار ہاتھوں کو طے اور  
مسح موندہ ہاتھ کا تہلیلین تک کرے قبل ہاتھ بندہ کی ایک تو حدیث جاہل رضی اللہ عنہ کی ہے جو اوپر گزری ہے  
میں لیل حدیث عابدین یا سر کی کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سوا ہاتھ تہلیلین لہی کو زبردستی کے  
بجھاڑا علی سے کچھ مسح کیا موندہ اپنے کا ایک بار پھر ہاتھ تہلیلین اپنی کوٹھی پر مسح کیا ہاتھوں اپنے کو رواج کیا  
لو ان ماوراء اللہ علیہ نے تشریح لیل حدیث ابی ہریرہ کی جو اوپر پروردگار سے ابن ابی ہریرہ کی گزری اور سند اس کی ضعیف ہو  
اور چوتھی لیل حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کہ ایک شخص گذشتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام کیا اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو جواب دیا اور کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
یمان تک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جائے کسی گلی مین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اپنے اور دیوار کے  
اور مسح کیا اوس نے اپنے موندہ پر پھر بار دوسری بار مسح کیا ہاتھوں اپنے کو کہیں تک کچھ جواب دیا سلام کیا اوس شخص کو  
اور فرمایا کہ جو سلام میں سے نہ وضو نہ منیہ مانع آیا تھا روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ابن جریر طبری نے اور روایت کیا اس  
حدیث کو طبری نے مختلہ الفاظ سے اور اصل روایت ہی ہو اور یہ حدیث ضعیف ہو کیونکہ اسناد میں اس کی محمد بن ثابت ہر اوس بن ابی ہریرہ  
قال ابو داؤد سمعت احمدا بن حنبل یقول روای محمد بن ثابت حدیثاً مشکلاً ای فی الکتاب  
قال ابن کثیر قال ابو داؤد وکم یثابہ محمد بن ثابت فی ہذا القصة علی فتویٰ یثابہ عن النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم سور ووفی فعل ابن عمر یعنی کہا ابو داؤد کہ سنا میں نے امام احمد بن حنبل سے کہتے تھے کہ  
روایت کی محمد بن ثابت نے ایک حدیث منکرہ تیمم میں کہا ابن داؤد نے کہا ابو داؤد کہ میں نے سنا ہے کہ یثابہ نے کہا ابو داؤد کہ محمد بن ثابت  
بجہ اس کا دہرہ بار ہاتھ مارنے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا اس کو ابو داؤد نے فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اتنی اثر  
ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سو تو قاصح ہی ہے پانچویں لیل حدیث اسامہ کی اور وہ میں ہو کہ دخلایا مجھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کیا  
مارا واسطے موندہ کے اور دوسری بار مارا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہیں تک روایت کیا اس حدیث کو طبری نے اور وہ بھی  
اخراج کیا اس کا ابن جریر نے اور میں اس کی ربع بن جبرع ضعیف ہو لیکن وہ عتضہ ہو حدیث عامر کی اور چھٹی لیل حدیث  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم دوبار ہاتھ مارا ایک بار واسطے موندہ کے اولیک بار واسطے  
دونوں ہاتھوں کے کہیں تک روایت کیا اس کو دارقطنی اور عالم ابو یحییٰ بن ولید سند میں اس کی حدیث بن جریر ہو کہا جاتو  
نے کہ منکرہ حدیث پر ساتویں لیل حدیث جو روایت کی حاکم ابو یحییٰ اور دارقطنی وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے

جیسا کہ غالبہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا جاوے اسناد میں اسکی علی بن نعیمان ہی ضعیف کیا اسکو ابو سعید اور قطان  
 نے اور کہا حاکم نے کہ وہ صدوق پر اور روایت کی گئی ہے یہ حدیث طریق سلیمان بن داؤد سے اور دوسرے کہ جو بخاری میں ہے  
 جو روایت کی داریقنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ تیمم کیا ہے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو مارا ہنسنے دو لون ہاتھوں  
 اپنے کو مٹی پاک پر پھر جبار ہنسنے ہاتھوں کو مسح کیا ہے اس سے منہ اپنے کو پھر مارا ہنسنے دوسری بار مسح کیا کہ نبیوں سے  
 ہتھیلیوں تک اور سادین اسکی سلیمان بن داؤد متروک ہے تو بن دلیل حدیث ابی امامہ کی ہے روایت کیا اسکو طبرانی نے اور  
 اسناد اسکی ضعیف ہے اور امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار کے لیے کہ کافی تھا جاکو یہ اور مارا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اپنا زمین پر پھر چھونکا اسکو اور مسح کیا اس سے منہ اور دونوں کف اپنے کو اور فرمایا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم میں حضرت **لَا تُوجِہُ وَاَلْکَلْکَلِ** یعنی تیمم ایک بار ہاتھ مارا ہے واسطے منہ اور کفین کے روایت کیا  
 ان دونوں حدیثوں کو امام احمد رحمہ اللہ صحیحین میں بھی اس قسم کی حدیث ہے اور صحیح کیا اکثر محدثین نے اور سی وف گئے ہیں امام مالک رحمہ اللہ علیہ  
 جیسا کہ اعلیٰ شرح مؤطا میں اور بعض تفاسیر میں اور یہ قول مخالف قول امام مالک کے مؤطا ابن مین قال یحییٰ مسئل مسالک  
**کیف التیمم واکت یبلغہ فہ فقال یضرب ضرباً لک وجہاً و ضرباً لک یداً و یمسح بکفہما علی راسک فی فکک**  
 یعنی کہ ایک ہی نے کہ پوچھے گئے مالک رحمہ اللہ علیہ کیفیت تیمم سے اور کہاں تک پہنچا کرے اسکو کہ مالک کے ایک واسطے منہ اپنے کے  
 اور ایک بار واسطے دونوں ہاتھوں اپنے کے اور مسح کرے دونوں ہاتھوں کا کہ نبیوں تک لیکن جواب اسکا یہ ہو سکتا ہے کہ یہ بیان  
 سنت بکر ہے اور فرض افیکہ نزدیک ایک بار ہاتھ مارا ہے پھر چھو لیے تیمم کہ کہ نبیوں کے بعد سے جیسا کہ اکثر احادیث میں جو اوپر گذرے  
 موجود ہے اور زہری کے نزدیک مؤثر ہوں اور بغلون تک چاہیے اور یہ مذہب مخالف احادیث صحیحہ کے ہے اور سید علی بن قبا  
 ص اور ترتیب ہمارے نزدیک شرط نہیں لیکن استیعاب شرط ہے یہاں تک کہ اگر کچھ تھوڑا سا باقی رہ گیا کہ دوسرا ہاتھ نہ چھو  
 تیمم جائز ہو گا کیونکہ تیمم قائم مقام ہر وضو کا تو جو وضو ہو تیمم کا بھی ہو گا ص اور اچھا طریق مسح کا اس طرح ہے کہ  
 کہ چھو گیا کی طرف سے تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی لیکے مع ہتھیلی کے اوپر ظاہر سید ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کہ نبیوں تک پہنچنے  
 یعنی اس کے اوپر گھلی شہادت اور انگوٹھے سے باطن ہاتھ کا مسح کرے انگلیوں کے سروں تک اور اسی طرح پھر بائیں ہاتھ  
 کو مسح کرے بعد اس کے اگر انگلیوں کے اندر غبار نہ ہو چھو جائے تو خال کرنا واجب ہے تو اب تیسری بار ہاتھ مارا پڑ گیا واسطے  
 خال کے طریق نزدیک جائز ہے تیمم اس چیز سے کہ جو جنس میں سے اور پاک ہو جو جیسے خاک اور رگ اور پتھر اور سمرہ اور تیرا وغیرہ  
 جزوین کی قسم سے ہیں اگرچہ بغیر غبار کے ہوں اور چاندی سونے کے ساتھ تیمم جائز نہیں مگر جب کو آلودہ ہوں اور اس طرح کہ  
 اور جو سے بھی جائز نہیں مگر یہ کہ گرد آلود ہوں اور اس جگہ جہاں نجاست پڑی تھی اور وہ خشک گئی تیمم جائز نہیں اور نماز جائز ہے  
 فنا سواست جائز ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **ذکوۃ الذکر** یعنی رکوعہ زمین کی خشک ہو جاوے اسکا اور  
 یہ حدیث پہچانی نہیں گئی اور تیمم سواست جائز نہیں کہ اگر ان شریف میں طیب کی بھی قید ہے اور خبر واحد مقابل نص قطعی کے نہوگی  
 اور صحیح حدیث پھر ناہی اس حدیث جیسا کہ بعض محققین نے عن حسن بن علی بن عیینہ **اللہ قال کانت الکلا حب شبق لک**  
**تقبل وکذا فی المسجدا فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما برز شوقا شت غایا من ذلک**

سلیمان بن داؤد متروک ہے  
 سلیمان بن داؤد متروک ہے

نہایت صواب  
 ابن شہاب زہری  
 منہ ہر ظلم  
 سلیمان بن داؤد متروک ہے  
 قتی نے اصل راہ  
 فی الفروع یعنی نہیں  
 اصل اسکی در فقہاء  
 منہ عریضہ  
 سلیمان بن داؤد متروک ہے  
 قاتی نے اصل راہ  
 ابن شہاب زہری



مردانہ

اور اسکے لیے جائز ہو جاوے گا اور اگر کافر نے نہ نیت کے وضو کیا اور پھر مسلمان ہوا تو نماز اوس سے جائز ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک مسلمان نہیں اور یہ طرح اگر ساتھ نیت کے بھی کیا تب بھی خلاف ہے اور تیمم درست ہے نماز کے وقت میں اور وقت سے پیشتر بھی درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک قبل وقت کے درست نہیں و دلیل ہماری یہ ہے کہ تیمم جب خلیفہ مطلق ٹھہرے اور وضو کا تو قبل وقت کے بھی جائز ہوگا اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صعب طیب پاک کرنے والی ہے واسطے مسلمان کے اور اگر چہ نہ پائے پانی دین کا اوسکے اوپر دلالت کرتا ہے اور اس حدیث کو روایت کیا ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ وغیرہم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح ہے اگر دو چیزوں میں پانی بھرے اور وہ میں ایک کا پانی پاک اور دوسرے کا ناپاک ہے اور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کون ہے اور پاک کون ہے تو اس صورت میں ہمارے نزدیک تیمم کرے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کرے اگر ایک شخص نے پانی اپنے ساتھی سے مانگا اور اوس نے نہ دیا تیمم اوس کو جائز ہے اور اگر بعد نماز پڑھنے کے دیا تو نماز جائز ہے نماز کو پھر پڑھا اور تیمم اوس کا ٹوٹ جاوے گا اور اگر چہ وقت نماز کا باقی ہو اور نہ علیل اور طاؤس اور کھول اور بن سیرین اور زہری کا یہ ہے کہ نماز کا پھر ٹوٹنا واجب ہے اگر وقت باقی ہے دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ شخص مکہ سے سفر میں اور وقت آیا نماز کا اور پانی اوس کے پاس تھا تو تیمم کیا صعب طیب پر اور نماز پڑھ لی پھر پانی پایا اودن دونوں نے اور وقت باقی تھا سو ایک نے اور دوسرے نماز پڑھی اور دوسرے نے نہ پڑھی اور کئے دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور دونوں نے یہ بات عرض کی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو جسے پڑھا نماز نہیں لڑنا پڑھی کہ یہ پوچھا تو سنت کہ اور جسے پڑھی تو اوس کہ کہ تجھے دوبارہ اجر ہی اجراج کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور حاکم اور دارمی نے اور اگر اوس نے اپنے رفیق سے پانی نہ مانگا اور تیمم نماز پڑھی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جائز ہوئی اور صاحبین کے نزدیک نہیں درست ہوئی اور ہاتھ میں ایسا بھی ہے اور مبسوط میں ہے اگر اگر اوس نے بغیر مانگے نماز پڑھی نماز درست نہ ہوگی اور بھی مبسوط میں ایک جگہ ہے کہ اپنے رفیق سے پانی مانگے کہ قول حسن بن زیاد پر ہے مانگے کہ مانگنا دولت کی بات ہے اور اس میں حرج ہے اور تیمم واسطے دفع حرج کے ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ پانی وضو کا اگر خرچ کیا جائے اور جو چیز کہ احتیاج کی ہے اور اسکے مانگنے میں کچھ دولت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت حاجتیں اپنی غیر مانگیں اور زیادات میں لکھا ہے کہ ایک شخص سفر تیمم سے نماز پڑھ رہا ہے اور دیکھا اوس نے کہ ایک شخص کے پاس بہت سی پانی ہے اور اوس کو گمان غالب ہوا کہ نہ بیگیا یا شک ہوا نماز پڑھ لیا اور نہ توڑے اور جب کہ باہر نماز کے دیکھا تو بغیر مانگے نماز پڑھنا اوس کو تیمم سے درست نہیں اور اگر نماز کے اندر گمان غالب ہو کہ دیکھا تو نماز توڑے اور پانی مانگے اور بھی زیادات میں ہے کہ اگر بعد فراغ ہونے کے نماز سے پانی اوس کا مانگا اور اوس نے دیدیا نماز پڑھ لیا اور یا قیمت دستور کے موافق مانگے اور اوس کو اوس پر قدرت ہے پانی لیا اور نماز پھر دوبارہ اور اگر اوس نے نہ مانگا کیا نماز اوس کی ہو گئی اور بعد انکار کے پھر اگر دیدیا نماز کو پھر پڑھے لیکن تیمم ٹوٹ جاوے گا اور اگر اوس نے نماز میں پانی دیکھا اور گمان کیا کہ نہ بیگیا اور یا شک کیا اور توڑ دیا نماز کو تو اگر پانی دیا تو تیمم باطل ہو گیا اور اگر نہ دیا تو تیمم باقی ہے اور اگر گمان غالب ہو کہ دیکھا اور پھر نماز نہ توڑی اور پوری پڑھ لی پھر بعد نماز کے مانگا تو اگر دیا نماز باطل ہوئی اور اگر نہ دیا تو نماز تمام ہوئی اور ایک تیمم سے فرض و نفل چھ چارے پڑھے یعنی ایک تیمم سے چارے دو نماز میں زیادہ فرض پڑھے ایک وقت میں یا کئی وقتوں میں اور جتنے چاہے نفل پڑھے خواہ وہ نفل دس فرض کی جمعیت میں ہوں یا انہوں میں

اور جو میں ہر مسئلہ  
مردانہ  
مجلس زیارات  
امام محمد بن حسن  
شیبانی کی کتاب  
فقہ میں ہر مسئلہ  
عم فہم



حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دو نمازین پڑھنا جائز تھیں اور اسی طرح نفل بھی اگرچہ فرض کی حیثیت میں ہو مکمل ہماری  
 یہ حدیث ہو کہ زمین پاک کرنے والی ہر مسلمان کی اگرچہ چھپا ہے ہانی دس ہر س روایت کیا اسکو بہت اہم حدیث ہے جیسا کہ امام گزالی  
 اور امام شافعی سبیل کے پڑھنے میں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں الشُّكَّةُ اَنْ لَا يَصْلُكَ بِالشُّكَّةِ اَكْثَرَ مِنْ صَلَواتٍ وَاحِدَةٍ  
 یعنی سنت یہ بات ہو کہ پڑھنی جائے ساتھ تہیم کے اکثر ایک نماز سے اس حدیث میں الشُّكَّةُ اَنْ لَا يَصْلُكَ بِالشُّكَّةِ اَكْثَرَ مِنْ صَلَواتٍ وَاحِدَةٍ  
 جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کسی تو دو نمازین حدیث مرفوعہ کے ہر اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا روایت کیا اسکو لوگ ان کے  
 نے مضبوط میں اور وہی جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے  
 اسکو دراصل نے اور تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تہیم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے روایت کیا اسکو یہی ہے اور جو اس کے ہر نماز کے  
 کوئی اثر نہیں ہوا کیونکہ ابن عباس میں کہا ابن ابی نعیم نے کہا کہ روایت کیا ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے  
 کہا کہ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ میں ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے  
 قطار کے اور کہا احمد اور ابی حنیفہ نے کہ محبت نہیں پکڑی جاوے گی اور اس کو کہنا بھی بن ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے ہر نماز کے واسطے  
 رضی اللہ عنہ کا اور میں انقطاع ہر اور اثر بن عمر کا اسناد میں اس کے عام حوالہ بنیضعیف کیا اسکو احمد وغیرہ نے اور تھوڑی کا ایک  
 ابو حاتم نے اور سلم نے بھی معاض حدیث مرفوعہ کا نہیں ہو سکتا ہو گا اگرچہ بعض الکتاب اور بھی اسکا عمل استحباب  
 پر کر سکتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق کہ سنت ہے یعنی واجب نہیں ہے تب ہر علاوہ اس کے کہ ابی الدرداء وغیرہ نے  
 شافعی نے سفر الہدایہ میں ولم یخلفوا فی حدیثہم اَنَّهُ لَیْسَ بِشَرِّهِمْ لِحُلِّ قِیَاسٍ تَلْکَ مِمَّا جَدَّیْہِ اَبِلَ اَمَّا سِیَہِ  
 مطلقاً اَوْ اَقَامَ مَقَامَ الْوُضُوْءِ یعنی نہیں پایا ہے کسی حدیث میں کہ حضرت تہیم کرتے تھے واسطے ہر نماز کے کہ کلام  
 کیا حضرت علی علیہ السلام سے تہیم کا مطلقاً اور قائم کیا اسکو مقام وضو کے انتہی اور روایت کی امام ابو حنیفہ نے حوالہ دے وضو کے  
 ابراہیم سے ایسا ہی اور یہی قول ہے جس اور عطا کا اصل جو پیچہ کر وضو کو توڑتی ہے تہیم کو بھی توڑتی ہے اور پانی پانا اتنا کہ وضو کی طہارت کہ  
 کافی ہے تہیم کو توڑتا ہو اگر وہ شخص نے موافق وضو کے پانی پایا اور وضو کیا اور پھر باقی نماز تو پہلا تہیم وضو کا ٹوٹ گیا اب ہر  
 تہیم کرے اور چاہے اگر تمام بدن کو وضو یا گویا چھوڑے اسکی باقی رہی اور پانی ہو چکا بعد اس کے حدیث ہو گیا اور دونوں حدیث کے  
 لیس ایک تہیم کیا بعد اس کے تہیم پانی پایا کہ وضو اور پیچہ دونوں کے وضو کو کفایت کرتا ہے تہیم دونوں حدیث کا باطل ہو گیا اور اگر تہیم کہ  
 نہ وضو کو کفایت کرتا ہے پیچہ وضو کو تہیم دونوں حدیث کا باقی رہا اور اگر فقط غسل کو کفایت کرتا ہے غسل کے حق میں تہیم ٹوٹ گیا  
 اور وضو کے حق میں باقی ہے فقط وضو کے لیے کفایت کرتا ہے پیچہ وضو کو کفایت نہیں کرتا ہے وضو کے حق میں تہیم ٹوٹ گیا اور غسل کے  
 حق میں باقی ہے اور اگر تہیم پانی ہو کر اس فقط وضو ہو سکتا ہے یا فقط پیچہ وضو دونوں میں ہو سکتے ہیں پیچہ کو وضو ہو جو اس  
 غسل میں باقی رہی تھی اب جو تہیم واسطے حدیث کے تھا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ٹوٹ گیا اب پھر تہیم کرے اور امام ابی یوسف  
 کے نزدیک ہی تہیم کافی ہے اور اگر اس نے پہلے تہیم کیا حدیث کا اور بعد اس کے پیچہ کو وضو یا آمین بھی دو نہ تین ہیں ایک روایت میں  
 پھر تہیم کرے اور دوسری روایت میں دو تہیم کافی ہو جاوے گا اور اگر اس نے اس پانی سے پیچہ کو نہ وضو یا بلکہ پہلے وضو کیا جناب کے حق میں  
 دیکھا تہیم ٹوٹ گیا دونوں روایتوں میں اب پھر تہیم کرے اور اگر غسل نے دو تہیم کرے تھے ایک واسطے جناب کے اور اس واسطے حدیث اور پھر پانی

اگر آتا یا اگر دونوں کے لیے کافی ہو دونوں تیمم ٹوٹ جاوے نیلے اور اگر ایک کے لیے بھی کافی نہیں کوئی تیمم ٹوٹ جائے اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہو پہلے جنابت کو رفع کرے اور باقی سب سے پہلے تیمم میں اور وہی حکم جنابت میں جیسے کہ اوپر گذرا اور اگر مصلیٰ نے تیمم وسطے جانتا کیا اور پھر اسکو حدت ہوا اور پھر تیمم نہ کیا تو میں کیا ہو اور پانی پایا اگر دونوں کے واسطے کافی ہو جنابت کا تیمم ٹوٹ گیا اور غسل و وضو کرے اور اگر آتا پانی ہو کہ کسی کے واسطے کافی نہیں جنابت کا تیمم باقی رہا اور حدت کے واسطے تیمم کرے اور حسب یہ بات ہو کہ اس پانی سے قبضہ دھوئی مجاہد و قتادہ کا جنابت کہ ہر وقت پہلی اس مقام پر رکھا ہو کہ یہ پاک پانی کا ضائع کرنا ہو نہ اب کیا ہو کہ ضائع کرنا نہیں ہو کہ وہ اگر شایر لگے جاکے اس سے پھر وضو اس پانی پایا کہ بقیہ ٹپچہ کو کفایت کرتا ہو تو جنابت اوسکی ادا ہو جائیگی تو اگر پہلے پانی سے ٹپچہ نہ دھو لیتا تو یہ پانی کفایت نہیں کرتا قناتا مثل فیہ واصل اور اگر آتا پانی پایا کہ ٹپچہ کے واسطے کافی ہو وضو کرے اور جنابت کا تیمم ٹوٹ جاوے اور حدت کے واسطے تیمم کرے اور اگر ٹپچہ کو کافی نہیں وضو کرے اور جنابت کا تیمم باقی رہے اور اگر دونوں میں سے ایک کے لیے کافی ہو تو جنابت میں سے جو باقی ہو اسکو وضو کرے اور حدت کے واسطے تیمم کرے اور اگر وضو کر لیا جائے ہو اور تیمم جنابت کا پھر کرے اور اگر پانی اوستے موافق اوس جگہ کے دھوئے کے پایا لیکن پہلے اوستے حدت کا تیمم کیا بعد اوسکے ٹپچہ دھوئی اب پھر تیمم حدت کا کرے یا اگر اس میں دور و آئین میں زیادات کی روایت میں پھر تیمم حدت کا کرے اور اصل کی روایت میں پھر کرے اور اگر اوسکے بدن یا کپڑے پر ایک درم سے نجاست زیادہ ہو تو پہلے نجاست کو دھوے اور جنابت کے لیے تیمم کرے مسئلہ اگر ایک شخص نے ایک جماعت کو کہ تیمم کرتی تھی پانی مباح کر دیا مثلاً کہ اسے لای جماعت تیمم کرنے والی پانی تھا اسے واسطے مباح ہو جو اُنسا شخص تم میں سے چاہے اسے وضو کرے اور وہ پانی ایک شخص کے وضو کے موافق ہو سب کا تیمم باطل ہو جائیگا تو اس صورت میں جب ایک شخص اوس سے وضو کر لیا سب لوگ پھر اپنا تیمم دوبارہ کریں گے کیونکہ ہر شخص کو کیا کیلئے قدرت پانی پر بیوقوفی تھی اور اگر کہے کہ آتا پانی سینے میں سب کو دیا اور انھوں نے لیا تو کہ یہ کا تیمم ناجائز لگا کیونکہ اوس پانی میں سب کا تیمم ہو اور آتا پانی نہیں جو سب وضو کون تو گو یا کہ سینے پانی موافق اپنی طہارت کے پایا پھر اگر وہ سب ملے سارا پانی ایک شخص کو دیدین نام نہانہ کے نزدیک تیمم اسکا باطل ہو گا اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو جائیگا اور تفہیم اصل کتاب میں ہے اگر تیمم کرنے والا قرآن یعنی کا قرا ہو جائے یا عذرا استغفر اللہ کا تو ٹپچہ لگا تو اگر پھر سلام لے لے اور تیمم اسکا باقی ہو اوس تیمم سے نماز درست ہے اگر کسی شخص کو اسید پانی ملنے کی ہوسکتی ہو اسکو نماز کا قیام کرنا اور جب اول وقت میں اسے نماز تیمم سے پڑھ لی اور پھر پانی پایا اور وقت باقی ہو پھر نماز کا اعادہ کرے اور اگر گمان ہو کہ پانی یہاں سے ایک غلو ہو دھوئے پانی کا واجب ہو جائیگا اور غلو میں سے قدم چارتی قدم تک کا ہو تاہم اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر پانی آتا ہو اور وہ کہ پانی لگنے سے قافلاً خارج ہو جائیگا تیمم جائز ہو اور صاحب محیط نے اوسکو اچھا کہا ہے اور اگر مسافر کے اسباب میں پانی ہو کہ وہ وضو کرے اور تیمم سے نماز پڑھ لے پھر پانی یاد آوے اور اگر چہ وقت موجود ہو نماز پھر پڑھے اور امام ابی یوسف کے نزدیک پھر پڑھے اور یہ اختلاف اوس صورت میں ہو کہ پانی کو خود یا غیر نے اوسکے حکم سے رکھا ہو ورنہ کسی غیر نے بغیر حکم اوسکے کے رکھا ہو بعضوں نے کہا تیمم اوسکو سب کے نزدیک جائز ہو اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں بھی اختلاف ہے اسباب بھی رکھا ہو علیہ السلام اور اگر وضو کا مانع بندوں کی طرف سے ہو تو تیمم جائز ہو جیسے مسلمان کا قرون قبضہ میں ہوں اور وہ وضو سے منع کریں یا قید میں ہوں اور اگر کسی شخص نے مصلیٰ سے کہا کہ اگر

توضیح کیا تو مل کہ یہ گناہ اور سکو جائز ہو کر شیعہ شخص چلا جاوے اور مانع باا سبب نماز کو پھر وضو سے پڑھنا چاہیے ایسا ہی ہر شخص

## باب مسج موزوں کے بیان میں

مسج موزوں کا احادیث سے باریعہ یعنی ثابت ہو اور تکرار شریف سے دھنا پیکر ثابت ہو اور اس باب میں حدیثیں بہت آئی ہیں  
 صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسج کے واسطے مسج کی مدت میں دن اور تین رات  
 مقرر کی اور سیم کے واسطے ایک دن اور ایک رات اور صحیح ابن خریزمین حضرت ابو بکر سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور امام ابو نعیم رحمۃ اللہ  
 علیہ نے ملامت اہل سنت میں مسج میں کو داخل کیا ہے اور عطاء بن یدع کیا ہے اور فرمایا کہ علیؑ علیٰ المؤمنین فی الشجر والکھنجر  
 یعنی مسج کرتے ہیں ہم و پوزوں کے سفر اور حضرت ابن کما امام صاحب نے کہ نہیں حکم کیا سینے ساتھ مسج کے یہاں تک کہ آتا  
 میرے پاس مانند روشنی میں کہ ایسا ہی ہے سبب ایسے سے مروی ہے اور اتفاق کیا اسپر لڑکے نے اور جو مسج کے گناہ بازنہ میں کہتا  
 وہ باریعہ ہے اور اس باب میں قرینہ بھی ہے کہ ایت ہے اور تواتر المعنی بعض لوگوں نے اس حدیث کو گناہ کی تفصیل اسکی حاشیہ شیخ ابن  
 وفیر میں مذکور ہے کہ چاہے ہاں نظر کرے اور یہاں اسبب اختلاف کے ترک کیا اصل سے وضو کو واسطے حدیث کے موزوں سے  
 مسج درست ہو کر یہ کہ جب تک مسج جائز نہیں ہے کیونکہ وہ عداوت میں عداوت میں عداوت میں عداوت میں عداوت میں عداوت میں عداوت میں  
 و سلم حکم کرتے تھے کہ جو جگہ جگہ ہوتے ہم سنہن یہ کہ نہ آوا میں موزوں میں تین رات اور تین دن تک گھر جاتا ہے اور آوا میں ہذا کے پچھلے  
 اور سونے سے روایت کیا اسکو ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ ص اور صورت اسکی یہ ہے کہ جب تک مسج کیوں اسکی اسکو حدیث  
 ہوا اور اسکی پاس منہ کو موافق پانی ہوا سنے وضو کر کے موزہ پہنا بعد اسکو موافق غسل کے پانی پالیا اور غسل کیا اور پھر پانی گم ہو گیا  
 پھر پانی مقدار وضو کے پایا سموات و پھر تم کو اسنے جنا ہے کہ تو اگر عداوت کرے تو وضو کرے اور موزہ آوا کا اور پھر پانوں وضو  
 اسواسطے کہ جب کو مسج جائز نہیں ہے اور سنت مسج موزہ میں یہ کہ تین اوچکوں ہاتھ کی کشادہ کر کے پانوں کی اوچکوں سے سے بدلی  
 تاکہ تین موزوں کے پچھلے اور اگر اوچکوں کی کشادہ تین موزوں کی اوچکوں مسج کیا جائز ہو گا اگر پہلے ایک اوچکی ترکی اور مسج کیا اور پھر ترکی اور  
 مسج کیا اور پھر ترکی اور مسج کیا اور تینوں بار علی علیہ السلام سے کہے تو درست ہے لیکن اگر تینوں بار ایک ہی جگہ کہیں چاہتے ہیں  
 اور اگر اوچکوں سے وضو کی اوچکی سے جبکہ کشادہ ہوں مسج کیا جائز ہے اور ایام جمعہ رحمۃ اللہ علیہ مسج موزوں سے پچھلے گئے فرمایا اپنے ہاتھ  
 کی اوچکوں کو موزوں پر کہیں بہتیلی کے یا بہتیلی کے پٹلی تک پہنچے اور اگر اوچکوں کے سرے سے مسج کیا درست نہیں مگر جب کہ وضو  
 اتنا تہیہ کیا کہ جسا واجب ہو تو جائز ہے ہی طرح لکھا ہے صحیحین اور صحیحین میں لکھا ہے اگر اوچکوں کے قطرے بہتے ہوں درست ہے اور مسج  
 سنت ہے بہتیلی سے اور اگر بہتیلی کی پشت سے مسج کیا جائز ہے اور پیر کی اوچکوں کی طرف مسج شریعہ کرنا سنت ہے لیکن اگر  
 بہتیلی سے شریعہ کر گیا درست ہو جاوے گا اور اگر مسج کو بھول گیا اور موزہ کا پانی اسکو موزوں کی پٹھیر پر پڑا مسج درست ہو گیا اور علاج  
 اگر سر کا مسج بھول گیا اور پانی اسکو سر پر پڑا مسج درست ہے اور اگر گھاس میں چلا اور ظاہر موزوں کا تر ہو گیا اگرچہ شبنم سے  
 موزوں سے درست ہے اور یہی صحیح ہے اور مسج ظاہر موزوں کے سرے سے مراد پشت موزہ ہے اور باطن مراد پچھلے موزوں سے  
 کے ہے جس کا احادیث صحیحین میں وارد ہوا ہے اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ  
 اگر کاروبار میں عین ہوتا ہے موزوں کا اولیٰ تھا مسج کرے میں اور پھر اسکو سے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کہ نہ

اور موزوں کے مسح کرنا واسطہ ادا ہے فرض کے ہر اور نیچے موزوں کے واسطہ ادا ہے مسحت کے ہر اور جو حدیث اس باب میں غیر روایت میں  
 رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ وہ کیا مسینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ تبوک میں مسح کیا آپ اور چھوٹے کے اور نیچے اسی موزوں کے  
 روایت کیا اسکا بوداؤ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث معاول ہر اور انصال اور سبکی مسند کا غیر قریب  
 ثابت نہیں ہے کہ اگر ترمذی کو چھپا مسینے بخاری اور ابو زرہ سے اس حدیث کو دونوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے ہر اور بوداؤ  
 و علی کو ضعیف کہا ہے اور بعض طریقین میں امام احمد اور بوداؤ و علی کا ذکر ہے کافظہ واقع ہو یعنی مسح کیا اور نظام موزوں کے  
 صل اور موزوں سے کہتے ہیں جو ٹخنے کو چھپا دے اور سیر کی جو چھپوٹی اور نگایان میں اس میں سے اگر تین اور نگایان کے برابر سیر  
 ظاہر ہوگا مسح درست نہیں اور اگر اس کم ہو درست ہے اور اگر موزوں ڈھیلے ہو کہ اوپر سے دیکھنے میں پانچوں دکھائی دیتا ہو  
 اور سپر جائز ہے اور مجرب موقوف پر مسح جائز ہے اور مجرب موقوف او سے کہتے ہیں جو موزوں کے اوپر پہنچ جاتے ہیں واسطے حفاظت موزوں کے  
 کیچڑ اور نجاست وغیرہا سے تو اگر چہرے کے ہن یا ماند اور اسکے اوپر مسح جائز ہے اگر چہ حفاظت موقوف ہوں اور موزوں اسکے نیچے ہو  
 اور اگر چہرے کے ہن یا ماند اور اسکے تو اگر نیک تین ایک اور موزوں کے پہنا ہو مسح جائز نہیں اور اس طرح اگر موزوں سے بھی موزوں کے نیچے  
 ہوں تب بھی جائز نہیں لیکن اگر تری اور سبکی موزوں کو پونچ جاتی ہے تو مسح جائز ہے تو اگر مجرب موقوف چہرے کے ہن یا ماند اور اسکے اور  
 موزوں پر مسح کر کے بعد حدیث کے اوکو موزوں پر پہنا مسح اوپر درست نہیں یعنی ہر کرے اور اگر قبل حدیث کے اوکو پہنا اور مسح کیا اور مجرب موقوف  
 کو اوقار ظاہر اور موزوں کو نہ اوقار اور موزوں پر پھر مسح دوبارہ کرے اور دوتہ کے موزوں پر اگر مسح کیا اور اسکے ایک تہ کو اوقار اور موزوں پر  
 پھر مسح کرنا اور جہتین ہر اور اگر ایک پیر کے مجرب موقوف کو اوقار اور اسکے موزوں پر مسح کرے اور دوسرے پیر کے مجرب موقوف پر پھر دوبارہ مسح کرے  
 اور امام ابی یوسف سے مروی ہے کہ دوسرا مجرب موقوف بھی اوقار اور مسح کرے دونوں پیر کے موزوں پر وہ مسح مجرب موقوف پر  
 اس واسطے درست ہے کہ روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے اور مسح کرتے تھے  
 غایہ اور مجرب موقوف پر مسح اور مجرب پر مسح درست ہے اگر سخت دھوا وغیرہ باندھنے کے حکم سکے اور نیچے اوکے چھڑا لگا ہوا تمام  
 یہ چھڑے کا سہو تو اگر بغیر باندھے حکم سکے ہیں لیکن چھڑا اس میں نہیں لگا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسح اوپر درست نہیں ہے اور حسان  
 کے نزدیک درست ہے اور مروی ہے کہ امام صاحب نے جو کہ کیا صاحبین کے قول کی طرف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہر اور مجرب موقوف  
 و مجرب اوکو کہتے ہیں کہ موزوں پر سبب حفاظت سردی کے پہنا جاتا ہو یا اور کسی کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک  
 مجرب پر مسح درست نہیں اور روایت کی احمد اور ترمذی اور بوداؤ اور ابن ماجہ نے بغیر دین شعبہ سے کہ مسح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے مجربوں پر اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مجرب پر مسح جائز ہے اور یہ حدیث محبت ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر اور روایت کی  
 امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ماند اسکا بوداؤ و علی نے بھی اور حدیث ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا مجربوں پر ضعیف ہے کیونکہ اسناد میں اسکی عیسیٰ بن یونس سنن ابن ماجہ میں ضعیف کیا اور اسناد میں حسین اور  
 ابو زرہ اور نسائی وغیرہم نے سنن ابوداؤد میں کہ مسح کیا مجربوں پر حضرت علی اور ابن مسعود اور براہین عازب اور انس بن مالک  
 اور ابواحمد اور سہل بن سعد اور عمر بن حنظل رضی اللہ عنہم میں نے مسح کیا اور روایت کی گئی ہے حضرت عمر اور ابن عباس  
 رضی اللہ عنہما سے بھی اسی اور مسح موزوں اور سہل و درست ہے کہ بعد پہننے کے وقت حدیث کے طہارت تمام ہو تو اگر ان سے

اول  
 حدیث میں

مسح جائز



مذہب حبشیہ اگر نہ خاص جو چیز کو وضو کو توڑتی ہو مسح کو بھی توڑتی ہو ہفت کیونکہ پیر ہونا ایک جز ہو وضو کا اور اس کا یہ قائم مقام ہے تو جس سے وضو توڑ گیا یہ بھی ٹوٹ گیا حالانکہ ایک موزیک بھی مسح کو توڑتا ہے اور پیر دونوں پیر کا وضو واجب ہو گا کیونکہ جمع غسل اور مسح میں نہیں درست ہے اور جو موزے کے اندر پانی چلا جاوے اور تمام پیر بھیک جاوے مسح ٹوٹ جائے اور فقہ ابو حنیفہ کے نزدیک اگر اکثر پیر بھیک جاوے مسح ٹوٹ جاوے اور جب مدت مسافر اور مقیم کی تمام ہو جاوے وضو پیر کا اہل حق قطع واجب ہو گا اگر کوئی وضو ہو اور اگر نہ ہو وضو کرے اور باہر نکلتا اکثر قدم کا موزے سے مسح کو توڑتا ہے اور یہی لفظ قدوری کا ہے اور متن میں جو لکھا ہے کہ نکلنا زیادہ ایڑی کا طرف سے پنڈلی کے مسح کو توڑتا ہے مروی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور اگر موزہ موافق تین اونگی چھوٹی کے بیٹھ جاوے اور پیر اتنا ہی موزے سے کھنچ جائے مسح جائز نہیں اور مسح اگر کم چٹا ہو تو درست ہے اور اگر نہ چٹا ہو اور تین اونگیاں برابر ساقی ہیں لیکن اتنا کھلتا نہیں مسح درست ہے اور اگر بلا ہوا ہو لیکن چلنے کے وقت اتنا کھنچا جائے مسح درست نہیں اور جو موزے سی وغیرہ سے بٹا ہوا درہمچے سے کھنچا کھلا ہو اگر سورت وغیرہ سے باندھ لیا جاوے اس طرح پر کچھ اور عین سے کھلا نہیں رہتا تو اس پر مسح درست ہے اور اگر کھلا رہتا ہو تو اگر مقدارتین اونگی کے یا زیادہ کھلا ہو گا مسح درست نہیں والا درست ہے اور اگر ایک موزے میں بہت جگہ چٹا ہو گا جمع کرنے سے تین اونگی کے موافق بٹھرے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر دونوں موزے پٹے ہوں اور دونوں جمع کر کے ہتھکڑے سے مسح درست ہے اور اگر تین موزے پر مسح کیا اور لیکن رات گزرنے سے پہلے مسافر ہو تین رات دن بعد قیامے اور اگر مسافر لیکن ایک رات گزرنے کے پہلے مسافر ہو ایک رات بعد قیامے اور اگر مسافر بعد ایک رات و ایک دن کے مقیم ہو یا مقیم مسافر ہو اس کو پیرت اوقات کے پیر پیر دھو مسح شروع کرے

### فصل چہرہ پر مسح کرنے کے بیان میں

چہرہ پر مسح درست ہے اگرچہ وقت حدت کے باندھی ہو اور جبیرہ کا گرنا مسح کو باطل نہیں کرتا ہے کیونکہ زخم اچھا ہو گیا ہو جبیرہ پر مسح کرنے کا حضرت علی علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تھا اور ایت کیا ہے اسکو ابن ماجہ نے اور سند اسکی بہت ضعیف ہے اور کسواسے کہ موزے کے اوتارنے سے زیادہ اس پر پانی ڈالنا ضرر کرتا ہے اور جب موزے کا مسح درست ہو تو جو چیز کا مسح درست ہو گیا اور اگر زخم اچھے ہونے کے بعد جبیرہ گری تو اس مقام کا وضو فرض ہو گیا پھر اگر اس کا وضو ہو گا تو نقطہ اسی مقام کو دھو دھو اس پر مسح کرنا جبیرہ پر ضرر کرے تو ترک کرنا اور اس کا درست ہے عرف کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو حضرت علی علیہ السلام کے زمانے میں زخم لگا تھا اور اس کو ہتھکڑیاں لگا کر کھنکھاتا تھا تو اس نے غسل کیا اور اس کا وضو کرنا کہ مر گیا اور حضرت علی علیہ السلام کو اس کی خبر ہوئی کہ اس عطا نے کہ یہ بوجہ ہما کو فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے کاش دھو لیتا تمام بدن پانی اور چھوڑ دیتا سنہا جس جگہ اس کو زخم لگا تھا نہایت کیا اس کو ابن ماجہ وغیرہ نے صحابہ اور ان کے بعد تو اس میں کمی روا تین تین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے ترک کرنا اس کا اور فتویٰ اس پر کہ ترک کرنا درست نہیں اور اس میں کچھ شرط نہیں ہے کہ جبیرہ طہارت کے وقت باندھی ہو اگرچہ سنے طہارت کے باندھی ہو تو بھی درست ہے خواہ محدث ہو یا جبیرہ سے کہ گدرا پڑھیدہ نہ رہے کہ مسح جبیرہ پر جب درست ہے کہ جب مسح اس عضو کا کر سکے حبشیہ کہ وضو نہیں سکھا اس طرح پر کہ پانی اس کو دھو کر کرنا ہے یا جبیرہ باندھی ہو اور کھولنے میں اس کے ضرر کا خوف ہو تو اگر وضو کے مسح پر تار ہو ہو گیا جبیرہ پر مسح جائز نہیں



اس بات سے کہیں ہسپتہ غلہ کے ہر دو بپ غلہ نہ ہو چکا تو مسیح بھی چارہ نہ ہو گا صل اگر اس کا سبب ملے کہ بھٹے ہون اور اس کے  
 دھوئے سے عاجز ہو پانی پانا اور سپرد از دم تو اگر کوہا نہ سکے تو ادھی جاگہ کا مسح کر لیا اور اگر مسح سے بھی بڑھ جاتا تو پھر کھڑے  
 اور گردا و سکہ و حویلیہ و فانی لکائی ہوئی اس کی مدد سے بن عباس بنی اسد غلہ کی جو اور کھڑی صل اور اگر باقی اس کے بھٹے میں  
 کھرد و فتنہ نہیں کر سکا اور ستر سے کرے تو اگر دوسرے سے اس سے کرا لیا اور تھم کر لیا جائز ہے اور یہاں چھین کے نہ دیکھتے ہیں اور اگر  
 اونے ٹکری ہائی کی جگہ پر دانی لکائی ہوئی پانی کو دوا پر کھڑا کر دیا اور اگر پانی بہا یا اور کھڑا کر لیا اگر ٹکری اگر تہی سے گری ہو اور اس  
 مقام کو بھڑکھڑا کر تہی سے تہی سے نہیں کری تو تو نہ دھو و اور اگر کسی شخص نے فسد لی اور کھڑی رکھ لے اس کے اوپر ٹی پٹا  
 بیش نہ کر کے نزدیک ہی پر مسح دست نہیں بلکہ کھڑی پر کرے اور بعضوں کے نزدیک اگر ٹی پٹا ہو تو کھڑی دوسرے کے کھڑی سے  
 تو مسح اور پھر خاتم نہیں اور اگر آپ نہیں باندھ سکتا جب تک سر شغرض باندھے تو پٹی پر مسح جائز ہے و اس سے کھڑی سے  
 مذر کے ہر دو جب پٹی آپ کھوں ہر دو آپ باندھ سکتا ہو تو پٹی اور تارے میں بند نہیں اور اگر آپ باندھ نہیں سکتا تو اور تارے  
 غلہ یا جاو چکا تو مسیح بھی درست ہو چکا صل اور بعضوں کے نزدیک اگر ٹی کھولنے سے اور اس کے نیچے مسح کر لے سے صحیح ہے اور اگر  
 زخم کو کچھ ضرر ہوئے تو مسیح پٹی پر جائز ہے اور اگر ضرر نہیں تو پٹی پر مسح درست نہیں و اور یہی قول مختار ہے صل اگر  
 کھولنا پٹی کا ضرر نہیں کرتا لیکن مقام درست سے اقرار حاضر کرتا ہو کھولے اور اس کے نیچے کو مقام حرجت تک دھو و اور پھر  
 باندھ لیا اور تمام حرجت کا مسح کر لے اور اکثر مشائخ اس پر ہیں کہ پٹی پر مسح درست ہے اور گردہ میں دو گردہ پٹی کے گردہ میں کھلایا  
 مسح اور پھر درست ہے کہ نہ دھوئے میں خوف اس بات کا ہے کہ پٹی تہہ جاو تری اور اس کی زخم تک پہنچے و پٹی پٹی کی گدی پر جا  
 جاتی ہو اور اس کو غصا بھی کہتے ہیں صل اور تمام ٹی اور عفتا کا مسح کرنا چاہیے جس کی روایت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے  
 اور یہی مذکور ہے اسرار میں اور بعضوں کے نزدیک اگر ٹی اور عفتا کے کا اکثر مسح کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر ٹی اور عفتا پر مسح کر لیا  
 اور پھر ادھو و اتارے اور پھر باندھ لیا مسح پھر کرے اور اگر مسح نہ کر لیا تو بھی درست ہے اور اگر ادھو و اس کی جگہ دوسری پٹی یا عفتا باندھے  
 بہتر ہے کہ پھر مسح کرے اور اگر نہ کر لیا تو بھی درست ہے اور تین بار مسح کرنا بھی یا عمل نہ کا کچھ ضرر نہیں بلکہ ایک بار کافی ہے۔ پٹی کے  
 مسح کیو سب سے کچھ مدت نہیں جیسا کہ مسح موزے کے واسطے ہو تو اگر ٹی گر ٹی لیکن آجھہ ہونے سے گری جی اس جگہ کا دھو و اور  
 جو خاص کرے اور اگر لے آجھہ نہ گری تو مسح باطن نہ ہو چکا تھا اس سے سوچے کہ اگر آپ سوچ لیا تو دوا و نون ہر کا دھو و واجب ہے

### باب حیض کے بیان میں

تین خون خاص ہیں عورتوں کے ساتھ حیض اور استحقاق اور نفاس اور حیض ہوس خون کو کہتے ہیں جبکہ رحم حوت بالذکا تھا  
 ہر دو حوت بالغہ میں ہیں ہوتی ہر دفعہ کسی عورت کی اور سن نامیدی کو بھی نہ پہنچی ہو تو وہ خون رحم سے نہو و چکا حیض نہیں اور  
 ای طرح خون نو برس قبل آدھیا اور ایسا ہی جو عورتی آدھیا اور جو خون ہمیشہ جاری ہو بعض خون تیش ہو گیا اور بعض ہمارے  
 اور جو خون بعد جتنے کے عورت کو آتا ہو اس کو نفاس کہتے ہیں وہ بھی عورتوں میں داخل نہیں اور بھی ہے کہ حیض بعد اس لباس نہیں  
 ہوتا ایس کسوفی نامیدی کے ہیں تو گویا اس تیش کا نامیدی ہو باقی ہر صل اور اس لباس میں کے نزدیک آٹھ برس ہیں  
 انیسوں کے نزدیک چھ برس اور یہی بخیر کیا و شایع بخلا اور خورزم نے وف بمانا اور غلہ مذم نام شمس کے ہیں

**ص** تو جو خون عورت بعد از سن کے دو گھنٹے وہ ظاہر نہ رہے میں جین نہیں وقت چلی چٹائیہ شرح وقایہ میں ہو کہ قوی  
 ہمارے زمانے میں اوپر اسکے ہر ایک پچاس برس جین تین اور ہی قول ہے حضرت عائشہؓ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما  
 اور فتویٰ اسپر کہ جب خون سیاہ یا خوب سرخ ہو گئے تو بیض ہو اور عین رت کو حیض نہ آتا ہو تو اسکی عدت طلاق اور نسخ نکاح میں  
 آتا ہے اور ڈیڑھ مہینہ لوندی کا ہو تو قبل تمام ہونے اس عدت کے اس عورت نے وقت یعنی جو حیض سے ناامید  
 ہوئی اور نہ ایاس کو پہنچی ہو **ص** ایسا خون دیکھا عدت مہینوں باطل ہو جاوے گی اور بعد تمام ہونے عدت کے اگر ایسا خون  
 دیکھا تو عدت باطل نہوگی اور اگر زرد یا سبز یا خالی ہو تو وہ حیض نہیں آتا **ص** امتحانے کا گنگے بیان آو گیا **ص** اور  
 کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت ہیں دن ہیں اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم مدت دو دن اور اکثر مدت  
 دن کا ہو اور نزدیک امام شافعی کے کم مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ دن **ص** حدیث میں ہے کہ کم مدت  
 حیض کی واسطے عورت کے بارہ ہوا یا تین دن اور تین رات اور اکثر مدت دس دن اور جو زیادہ ہو وہ آٹھ دن یا تین دن یا ایک دن  
 یا قطنی نے ابی امامہ سے کہا واقعہ طبعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عبدالملک اسناد میں اسکی مہجول ہو اور علامہ ابن کثیر ضعیف ہو اور روایت  
 ابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حیض تین دن اور چار اور پانچ اور چھ سات آٹھ دس دن ہیں اور جب زیادہ ہو اس  
 تو وہ آٹھ دن یا سبب حسن بن دینار کے ضعیف کیا اسکو اور حدیث مشہور ہے محمد بن ابی بکر اور روایت ہے تو قنولانس رضی اللہ عنہ  
 کہا ابن عبدی حسن بن دینار میں کہ نہیں دیکھا میں نے اسکو شدید بخار میں بلکہ حدیث اسکی تخریب ضعیف ہے اور روایت کی واقعہ  
 عبد اللہ بن زید اور روایتی انھوں نے عبد اللہ بن عمر سے انھوں نے ثابت ہے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے کہ عورت حائض نہیں  
 دن تک اور جو زیادہ ہو وہ آٹھ دن یا تین دن یا ایک دن یا قطنی نے ابی امامہ سے کہا انھوں نے کہ عورت حائض نہیں  
 اور نہ دو دن میں یہاں تک کہ پہنچے دس دن کہ سو کو وہ آٹھ دن یا تین دن یا ایک دن یا قطنی نے ابی امامہ سے کہا انھوں نے کہ عورت حائض نہیں  
 کہ عائشہ جب تجاؤ کرے دس دن کو تو وہ بہتر لڑے مستحاضہ کے غسل کرے اور نماز پڑھے اور عثمان یہ صحابی ہیں اور روایت کی سعید  
 بن جبیر کہا کہ حیض تیرہ دن ہیں اور روایت کی مثل اسکے سفیان رضی اللہ عنہ سے اور روایت کی واقعہ طبعی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 بھی انکہ ابن اشع سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہو اور اکثر مدت دس دن ہو اور ضعیف کیا اسکو کہ محمد  
 بن ہبمال مہجول ہیں اور روایت کی ابن عقیل کا مل میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے حیض  
 تین دن اور نہ اوپر دس دن اور ضعیف کیا اسکو محمد بن سعید شامی سے کہ وہ واضح حدیث ہے اور روایت کیا اسکو و عقیل نے  
 معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ضعیف کیا اسکو محمد بن حسن صوفی سے کہ مہجول ہیں اور روایت کی ابن جوزی غلط تھا یہ میں خداری  
 رضی اللہ عنہ سے کہ کم مدت حیض کی تین دن ہیں اور اکثر مدت دس دن اور کم مدت درمیان دو حیض خون پندرہ دن ہیں اور ضعیف کیا اسکو  
 سلیمان بنی نے ابو داؤد اور وہ واضح ہے حدیث کا اور یہ حدیث حجت ہے امام شافعی پر جامع ترمذی میں ہے کہ اختلاف کیا اہل علم  
 نے مدت حیض میں بعضوں نے گناہ کہ کم مدت تین دن اور تین رات ہیں اور اکثر مدت دس دن اور نبی قول ہے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ  
 اور اہل کوفہ کا اولیٰ استیفاء کیا ہے ابن المبارک نے اور عطا جو تابعی ہیں امام شافعی کے مذہب کی طرف گئے ہیں باقی کوئی حدیث صحیح  
 نہیں باب میں ابی **ص** اور شروع حیض کا جیسے ہوتا ہے کہ خون نرج خارج تک آجائے تو اگر کسی عورت نے نرج داخل میں کر سفا کیا کہ

جولہ

علاء بن کثیر

حسن بن دینار

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

ق کر سفت اوسکو کہتے ہیں جو عورتین مقام حیض میں اپنے ایک کپڑا باروٹی کا ٹکڑا کھیتی ہیں ص اور خون اوسکی جہت سے بندہ  
یعنی فرج خارج نکلتی ہیں پھر نچا پڑھتے ہوگا اور نماز کو نہ توڑے گا تو کر سفت کہتے وقت حیض میں جہت تحقیق ہوگا کہ خون فرج خارج  
سے کر سفت تک آجائے تو اگر فرج داخل کا کر سفت سرخ ہو گیا اور فرج خارج کا سرخ نہیں ہوا جس میں تحقیق ہوگا مگر جب کر سفت  
اوشٹا لیا جاوے تو اوشٹا کے وقت سے مدت مقرر ہوگی اور یہی حکم بخون استیاضہ وہ نفاس اور عورت کے پیشاب کا یعنی فرج خارج سے  
انہیں کوئی آویگا تب حکم اوسکا تحقیق ہوگا اور اگر مرد اپنی اخیل میں یعنی سونے ذکر میں رشتی رکھی ہے حکم ہر اور قطعہ خارج میں  
داخل ہر طرف فائدہ سے کہتے ہیں ہمان تک کہ فتنہ کیا جاتا ہے تو وہ میں اگر پیشاب آجائیگا نماز ٹوٹ جائیگی اگرچہ باہر نکلتے  
صل اور نہ کہنا کر سفت کا کیا کو یا حیض میں مستحب ہو اور زیب کو ہر وقت اور مقام سے کہنے کر سفت کا مقام بکارت کا ہے اور فرج داخل  
میں رکھنا کہ یہ ہر اور اگر کسی پاک عورت نے اول رات میں کر سفت رکھا اور جب صبح ہوئی اوپر اثر خون کا دیکھا حکم حیض کا خون  
دیکھنے کے وقت سے ثابت ہو گیا اور اگر عورت ماہیہ نے کر سفت کیا اور صبح ہوئی سفیدی دیکھی تو حکم طہارت کا بس وقت سے  
رکھا تھا ثابت ہوگا اور جو طہر کر دینے کو کچھ میں واقع ہو مدت حیض میں اگر ہوگا تو حیض ہر اور جو رنگ کہ مدت حیض میں  
سوائے سفیدی خالص کے دیکھا سب حیض ہر طرف حیض سے پاک ہونے کو طہر کہتے ہیں اور بہت کم مدت طہر کی پندرہ روز میں  
اور زیادہ کی حد نہیں اور طہر متخلل کہتے ہیں اوس پاک کو جو عورت و حیض کے بیچ میں دیکھتے قبل تمام ہونے مدت حیض کے  
اور خون کے کئی رنگ ہیں سب عجیب رنگ علما نے بیان کیے ہیں سرخ شبنم سیاہ پتھرہ رنگ اور مٹی کے رنگ سفید تیرہ رنگ اور  
مٹی کے رنگ میں یہ فرق ہے کہ تیرہ میں سفیدی شامل ہوتی ہے اور مٹی کے رنگ میں سیاہی تو حاصل مسئلے کا یہ ہر عورت مائتہ  
ان چھ رنگ میں سے کوئی رنگ دیکھے حیض ہے اگر سفید جب ہو تو وہ حیض نہیں اور بظہر متخلل کلیان شروع ہوتا ہے تنفس الہام کی جتنی بیان  
نہیں کی جو قول مفتی ہے ہر اسکو ذکر دیا اور باقی بظاہر کتب شرح علی پر چھوڑا ص جو طہر کر پندرہ دن کم ہو تو حیض نہ ہو کچھ نہیں  
تو اگر تین دن بھی کہ تیرہ جب کہ نزدیک حیض ہے اور اگر تین دن چوبیس یا زیادہ میں تو امام ابی یوسف کے نزدیک امام غزالی کے ایک آیت  
میں بھی حیض میں داخل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اسی پر فتویٰ ہے کہ چونکہ امین آسانی ہر فتویٰ پوچھنے والے اور فتویٰ دینے والے ہر طرف  
ہند میں لکھا ہے وَاكْثَرُ رِيحًا الْقَوَالِ اَلْحَيْضُ يَتَرَكُ كَرَا سَاقَةَ قُرْآنِ کے آسان ہر اور یہی ہے آخر قول امام صاحب  
کا اور پانچ مذہب امین اور میں امام محمد کی روایت امام صاحب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ابن المبارک کی روایت امام صاحب  
سے ابو یوسف کا قول حسن بن زیاد کی روایت امام صاحب ابو یوسف میں ان مذاہب کے خواص کا قطعہ فائدہ ہے عوام کا کوئی فائدہ  
متصور نہیں اس واسطے ترک کیا ص رنگ حیض کا اگر سرخ سیاہ ہو تو سب نزدیک حیض ہے اور اسی طرح اگر خوب زرد  
ہو تب بھی صحیح مذہب میں حیض ہے اور زردی اور زردی ضعیف اور تیرگی اور خاک کی ہار سے نزدیک حیض ہر طرف اور فرق  
ان دونوں میں بیان کر چکے اور بعض علما مومن کے نزدیک یہ سب رنگ حیض نہیں بلکہ لیل انکی ہے کہ روایت کی بوداؤ اور بخاری علیہ  
سے کہ کما انھوں نے ہم نہیں کہتے تھے تیرگی اور زردی کو بعد پاک کے کچھ بھی حیض میں داخل نہیں کرتے تھے اور روایت کیا اسکو  
ابن ابی نعیم اور حضرت عاریہ رحمۃ اللہ علیہ ایسا ہی مروی ہے سن ابن ماجہ میں اور ہلکے میں ہے کہ حضرت عاریہ رضی اللہ عنہا نے سوائے  
سفیدی کے سب کو حیض گردانا اور جب حیض کے رنگ خارج ہوئے تو اب حکم میں کلیان کیا جاتا ہے ص عورت مائتہ نماز ہر

۱۱ روزہ نہ کرے اور جب پاک ہو جائے تو روزے کی قضا رکھ دے اور نماز کی قضا کرے۔ کیونکہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کیا نہیں جب کہ عائشہؓ ہوتی ہو عورت نہ نماز پڑھتی ہو نہ روزہ رکھتی ہو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور روایت کی ابو داؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہم حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے روزے کے اور زمین حکم کیے جاتے تھے ساتھ قضا کرنے نماز کے اور بعض خواج کے نزدیک نماز کا بھی قضا کرنا لازم ہو اور یہ جب مخالفتِ حدیث مشہورہ اور مردود ہوگی۔ اگر کسی عورت کو اخیر وقت نماز کے حیض آیا نماز اس کے فرض سے ساقط ہو چکی اور اگر مرد نہ ہو پاک ہوئی آخر وقت میں نماز وہ واجب ہوگی اگرچہ وقت ایک لمحہ باقی ہو اور وہیں کہ میں اگر پاک ہوئی تو اگر نماز کا اتنا وقت ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر ہو سکتی ہو نماز وہ واجب ہوگی اور اگر اس کے وقت ہو واجب ہوگی اور اگر روزہ دار عورت کو حیض آیا اور اگرچہ آخر وقت روزہ میں ہو تو اگر روزہ فرض ہو قضا اسکی واجب ہوگی اور اگر نفل ہو قضا اسکی واجب ہوگی اور نماز میں اگر حیض آیا قضا اسکی واجب ہو اگرچہ نفل ہو اور اگر حائضہ عورت رمضان میں نہ ہو پاک ہوئی اور کچھ بچھا یا وہ روزہ کوئی نہ ہوگا کیونکہ اسکو واجب ہو اور اگر رات کو وہ نہ ہو پاک ہوئی اسکو کل روزہ رکھنا واجب ہوگا اگرچہ رات ایک لمحہ باقی ہو اور اگر دن میں نہ ہو پاک ہوئی تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ غسل اور تکبیر تحریر ہو سکتی ہو تو کل روزہ واجب ہوگا اور اگر اس کے بعد واجب ہوگا اور اگر روزہ قضا اور اسے غسل نہیں کیا روزہ اسکا باطل ہوگا اور حائضہ کو درست نہیں کہ مسی بین کے لئے رطوفِ خاند کعبہ کا کرے۔ اس واسطے کہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ہفون کہا کہ جب آنکھ میری بین کہ نام لکے تمام کا ہو تو حائضہ ہوتی میں سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کرتے ہیں حاجی لوگ سو اس بات کے کہ تطوان کہ خاند کعبہ کا جب تک کہ پاک نہ ہوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور سی بین داخل ہونا اسواسطے منع ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تم نے کو سہی لیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہوں تو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض سے پہلے کہ باقی نہ ہوے اور اسی واسطے کوئی چیز باہر لینا حائضہ کو سہی سے درست ہو اور ہلے میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں حلال کرتا ہوں سہی کو واسطے جنب اور حائض کے روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ و ترمذی اور طبرانی نے اور ضعیف کیا خطابی نے اس حدیث کو اور کہا کہ اسناد میں سلی غلت بن خلیفہ عامری کو فی جہول الحال ہو اور کہا ابن النعمان کہ وہ منکر ہے جو روایت کیا یہ کہ ابن النعمان کا قول صحیح نہیں مردود ہو اور کسی امام نے ایسا بیان نہیں کیا بلکہ کہا احمد نے کہ میں دیکھتا ہوں میں ساتھ اس کے کچھ حرج و مرج کیا اسکو ابن خرمیہ نے اور حسن کہا اسکو بخاری میں مظاہر دلائل اعظم۔ اور اگر تطوان کہ لیا حلال ہو جائیگا۔ یعنی وہ چیزیں کہ وقت احرام سے حرام ہو جاتی ہیں حال ہو جائیگی اور حائضہ کو ناف سے نیچے زانو تک چھونا درست نہیں اور چھونے سے ملا یہ ہو کہ مباشرت کرے یا ان میں ان ملائے اور پس لینا اور اوس مقام کے سوا کچھونا درست ہو اور امام محمد کے نزدیک فقط مقام فرج سے پرہیز کرے اور باقی سب سے استماع اور فائدہ لینا درست ہو۔ کیونکہ روایت ہے زید بن اسلم سے کہا انھوں نے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورت کی عورت کیا درست ہے جس حالت میں وہ حائضہ ہو وہ سو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندہ تہ و سپر اور کچھ چھو اختیار ہونا اس کے اوپر کا اور وہ جو بعضوں نے اس حدیث کو کہا ہے کہ یہ مرسل ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ مرسل وقت



اور غلاف اس سے کہتے ہیں کہ جلد ہو سکے تو اب جلد کا جائز ہونا ممکن نہیں لہذا نجس ہونا بھی اوس کا درست نہیں اور کھانا قرآن کا اگر  
 بیچو نہیں جاتا ہو کھانے کو درست ہے نزدیک امام ابی یوسف کے اور نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے جائز نہیں آیت طہارت  
 کی اس آیت سے چھوٹا مکروہ اور اوس روایت سے کہ سیرت قرآنی لکھی ہو نہ چھوٹے طہارت کر تھیلی میں ہوں تو چھوٹا تھیلی کا جائز نہ  
 مارو نہیں اور جو عورت کہ دس دن میں تین سے پاک ہو قبل غسل کے اوس سے صحبت کرنا درست ہے اور جو اس سے قبل میں پاک ہو  
 قبل غسل کے اوس سے صحبت جائز نہیں اور یہی نفاس کا حکم ہوتا یعنی اگر نفاس کی رات پوری ہوئی یعنی چالیس روز کے بعد  
 پاک ہوئی تو قبل غسل کے اوس سے صحبت درست ہے اور اگر کم میں اس پاک ہوئی تو بغیر غسل کے درست نہیں اور وجہ اس کی صحت یہ  
 ہے یوں لکھی ہو کہ خون کبھی جاری ہو جاتا ہو اور کبھی بند ہو جاتا ہو اور جب دس دن میں جنس سے فارغ ہوئی اور چالیس دن میں نفاس  
 سے تو یہ اکثر مدت ہے اس سے زیادہ یعنی نفاس نہیں ہو سکتا اور جو کم میں پاک ہوئی تو احتمال ہے کہ شاید خون پھر جاری ہو جاوے  
 اور جب غسل کر لیا تو جانب انقطاع کو ترجیح ہو گئی واللہ اعلم بالصواب اور اگر دس دن میں پاک ہوئی اور اوس پر وقت موافق  
 غسل اور تکبیر تحریر ہو گئے گزر گیا تو اب صحبت اوسکی بغیر غسل کے درست ہے ہفت کیونکہ نماز اوس وقت اوس پر فرض ہو گئی تو حکم  
 گویا پاک ہو گئی اور اگر خون اوس کا بند ہو گیا اوسکی عادت سے کہ تین دن سے زیادہ میں تو قربت اوسکی جائز نہیں تب تک کہ  
 عادت کے موافق وقت ناگزیر دے اگرچہ اوس سے غسل بھی کر لیا ہو و کیونکہ عادت میں خوف ہر خون کے پھر آجائیکا تو احتیاط پر نہیں ہو لگا  
 فی الھکایہ ص اور اگر عورت عاقلہ دس دن سے کم میں پاک ہوئی اور تین دن یا زیادہ گزر گئے ہیں مگر عادت اسکی کہ  
 وہ جب تک اوسکو کہ نماز کی تاخیر کرے اتنے وقت تک کہ مکروہ نہ ہو جاوے و توجیب ڈر ہو جاوے وقت کا اوس وقت غسل کرے اور نماز پڑھے اور اگر عادت  
 کے برابر ہو گیا یا زیادہ عادت ہو جاوے یا زیادہ عورت بہت یہ ہو کہ تاخیر کرنی غسل کی مستحب ہوتی مبتدیہ اوس عورت کو کہتے ہیں جو اولیٰ  
 جائزہ ہوئی ہو اور پہلے اوس کے کبھی جنس نہ ہوا ہو و ص اور اگر تین دن سے کم میں پاک ہوئی نماز کی تاخیر کرے اور قبضہ ہونے کا  
 غسل کرے اور پڑھ لکھو اور ان صبحے رتوں میں اگر پھر دس دن کے اندر خون آگیا حکم طہارت کا باطل ہو گیا مبتدیہ یا معاہدہ ہو اور اگر  
 کوئی عورت دس دن یا زیادہ میں پاک ہوئی دس دن گزرنے سے حکم طہارت کا کیا جاوے اور غسل اوس پر واجب ہو گا اور جو معتادہ  
 کا ایک دن میں کبھی ہو اور دوسرے دن طہر جس دن خون نہ کھائے اوس دن نماز ترک کرے اور جس دن پاک ہو اوس دن غسل کرے اور نماز پڑھے  
 تو میرے دن پھر نماز ترک کرے اور جو تھے دن پڑھے اسی طرح دس دن تک کرے اور کم مدت طہر کی پندرہ دن ہیں اور اکثر مدت کہ  
 حد نہیں ہفت ابداً یعنی سے بھی ایسی ہی روایت ہے اور اکثر کا یہ حال ہے کہ کبھی برس و دو برس تک طہر نہ تھا و ص مگر معاہدہ کا  
 موافق عادت طہر ہو گا اور اختلاف ہے طہر کے اندازے میں اور صحیح یہ ہے کہ ایک گھڑی کم چھ مہینے میں حضورت اوسکی یوں ہو کہ ایک عورت کو  
 بارہ مرتبہ آیا اور اسے دس دن میں دیکھا اور چھ مہینے پاک ہی پھر خون اوس کا بار بار جاری رہا عادت اوسکی اسی دن میں گھڑی کم ہوئی اس وقت  
 کہ تین جنس کا ایک مہینہ ہوا اور تین طہر کے چھ ترک تھا وہ مہینے میں تین گھڑی کم ہو تین ایک گھڑی اور پھر طہر سے اوپر تین گھڑی کم

### فصل استنجاء کے بیان میں

جو خون تین دن میں رت سے کم ہوے یا دس روز سے زیادہ ہو یا نفاس چالیس روز سے زیادہ ہو وہ استنجاء ہے اسی طرح جو خون کہ عورت  
 حیض کی عادت سے زیادہ ہو اور دس دن سے زیادہ ہو یا نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور چالیس دن سے بڑھ جاوے وہ بھی استنجاء ہے







پاک کرنا اگر پانی سے صحت ہو جائے یا اگر ہو جاوے اور نہ ہاں سے کہ کھانی میں نہ پیتی تین بار کے دھونے کو ہر بار کے پھر دینے سے پاک ہو جاوے گی اور میری بات میں غریب و افغان زبردست ہے تو اگر نہ ہو سے پہنچو تو پاک ہو گا ایسا ہی ہر غافلین میں ہر پاک پھر نہ ممکن تین تین بار دھونے اور ہر ایک کے خشک کرنے سے پاک ہو جاوے گی اور خشک کرنا یہ کہ قطر و نم سے اور ٹپکتا سو تون ہو جاوے اگر روز سے میں ہی ہاں سے جب تک کہ ہو جو پھر پاک اور خشک ہو جاوے میں ہر طے سے پاک ہو جاوے اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر تروندہ بھی ہو جو اور خوبش پاک ہو جاوے گا اور اسی پر فتویٰ ہے اور جو دلدار ہو وے دھونے سے قطع پاک ہو جائے گی پیشاب قطع دھونے سے پاک ہو جائے اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت ابی ہریرہؓ کہ فرمایا حضرت صالحی علیہ السلام نے کہ جب بھر جاوے متحارے جو میں ہاں سے تو مٹی اس کے واسطے پاک کرنے والی ہے اور ایسا ہی ہر موزنی عایشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مذہب یہ ہے کہ اگر خواست تروندہ ہو تو وہ بغیر دھونے پاک ہو جائے گی اور اگر خشک نہ ہو جو بیات کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب تیرے کپڑے میں چلنے سے کوئی ہاں سے تروندہ ہو تو دھوا دھو اس کو اور اگر خشک نہ ہو تو کچھ لازم نہیں تیرے اوپر روایت کیا اسکو زین ص اگر کسی چیز میں بنی بھر جاوے تو وہ یا خشک دھونے سے پاک ہو جائے و حاصل اس مسئلے کا یہ ہے کہ یعنی سے بغیر دھونے کپڑا پاک نہیں ہوتا اور سوکھی سے بھی دھوئے پاک ہو جاوے اور سوکھی بھی اگر کپڑے سے کچھ ڈالے تو بھی پاک ہو جاوے گا لیکن یہ جب ہو کہ منی اس قدر غلیظ ہو وے کو قابل کھرنے کے ہو کہ روایت حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ دھوتی تھیں بنی کو حضرت صالحی علیہ السلام کے کپڑے سے روایت کیا اسکو ابو داؤد وغیرہ اور بنی ہریرہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ تھیں حضرت صالحی علیہ السلام کو کھو مٹی کو بھر نکلتے تھے تاکہ کو اسی کپڑے میں اور میں دیکھتی تھی نشان دھونے کا اور میں روایت کیا اسکو تین مرتبہ علیہ السلام اور ایک روایت میں کہ منی کھرتی تھی بنی کو آپ کے کپڑے پھر نماز پڑھتے تھے اسی کپڑے میں اور ایک روایت میں کہ منی کھرتی تھی سوکھی بنی کو ناخن سے اٹھکے کپڑے سے اور کہ امام طحاوی نے مسئلہ الامین حدیثنا یونس بن حسان ثنا عبد اللہ بن المبارک و یونس بن الفضل عن یونس بن یحییٰ عن سلیمان بن سلمان عن عائشہ قالت کنت اغتسل المیزب من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما یخرج الی الصلوۃ و ان بقیم الماء لکنی ثوبہ یعنی کہا حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کہ میں ہوتی تھی بنی کو حضرت صالحی علیہ السلام کے کپڑے سے اور تھیں کہ نشان پانی کے اور ان کے کپڑے میں ہوتے تھے ص اگر سرور کیا پاک ہر اس طرح پر کہ پیشاب نہ نکلے یا بعد پیشاب کے استنجا کیا اور منی خشک ہو گئی کھرنے سے پاک ہو جاوے گی کپڑا جو کہ یابدن اور حسن بن زیاد نے امام صاحب روایت کی ہے کہ بن بنی اگر منی لگے خشک نہ ہو کھرنے سے پاک ہو جاوے گی جب کہ دھو دیکھا ص صاحب سنیہ دوسری یون بیان کی ہے کہ ان حدیثا کہ البکاء جائز بشک یقولون الی ان یسیروا و البکاء لا یخرج من ثوبہ کہ حرارت بن جاذب ہر سو نہ ہو کہ بنی طرف ہر دم کے خشکی سے بعد بن کو نہ ہو گا مگر بنین ص نماز پھر ہی ہو جو اس کے مثل چیز میں ہیں طے سے پاک ہو جاتی ہیں بن بر یا اسی اور ہر جو کہ جو چھو ہو یا ہو کہ دھوا دھو ہر ایک ت دن اور ہر پانی ہاں سے پاک ہو جاوے گا اور زمین پاک با انہیں بھی ہوتی ہیں یا نہ کل کا گھر اور خدمت اور گھاس اگر کچھ ہو کہ اور خشک ہو جاوے اور انہیں خواست پاک باقی نہیں ہے پاک ہو جائے گی اور بنی ہاں سے زمین خشک





اور روایت ہے من بن ماجہ بن عایشہ رضی اللہ عنہما سے کہ دھوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چٹا لہجہ کو تین بار کہا  
 عبد اللہ بن عمر نے سنو کیا ہے ابو سکوا سے ابو سکوا دو اور پاکی اور راوی اس حدیث کے ثقہ ہیں اور روایت کی محی اسنیوی  
 اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نازل ہوئی بیچ اہل قبائک کہ بیچ اوس مسجد کے ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے  
 طہارت کو فرمایا کہ تھے استنجا کرتے پانی سے سونا زل ہوئی اوس میں یہ تیرت صحت پہلے دو ہاتھ دھوئے پھر مخرج کو ڈھیل چھو کر خوب  
 صاف کر کے ٹکڑے دھو کر اور ایک انگلی یا دو تین انگلیوں کے باطن سے دھو کر اور انگلیوں کے سرے سے دھو کر پھر دونوں ہاتھ دھو  
 اور اگر نجاست مخرج سے درم پر بھی تباہ کر کے گی دھو کر اوسکا شستین کے نزدیک واجب ہو اور امام محمد کے نزدیک اگر مخرج سمیت دھو کر  
 جاؤ اور سکا بھی دھو کر مخرج پر اور کھانے اور پڑی اور گوہر و دہنت ہاتھ سے استنجا درست نہیں لیکن ہندی اور گوبر سے سو  
 کہ روایت کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے گوبر کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انا کہ رجس یعنی روئیس ہو گیا کہ اگر گوبر  
 اور بھی روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے ابن مسعود سے کہ جب کے قاصد جن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک  
 کہا اوٹھو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرو مت اپنی کو کہ استنجا کو ہنڈی اور گوبر سے یا کوئلے سے پس تحقیق کہ اللہ کیا اولیت  
 رزق سے منع کیا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اور روایت ہے ابو یوسف سے بھی ایسی ہی اخراج کیا اسکا ابو داؤد اور نسائی نے  
 اور ای باب میں روایت ہے ترمذی بن ثابت رضی اللہ عنہما سے کہ اس اخراج کیا ان دونوں کا ابن ماجہ غیر حنفی اور کیلین استنجا کرنا دینے  
 ہاتھ سے سو روایت ہے حضرت سلمان بنی امیہ سے کہ منع کیا انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ استنجا کرین ہم دہنت ہاتھ سے روایت کیا  
 اسکو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ و ترمذی وغیرہم احمد اور روایت کی بخاری اور ترمذی اور ابو داؤد وغیرہم نے  
 ابی قتادہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پیشاب کرے کوئی تم میں سے پس پکڑے ذکر اپنے کو دہنت ہاتھ سے اور استنجا  
 کرے دہنت ہاتھ سے اور روایت کی ابو داؤد نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھا دہنت ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 طہارت کے اور کھانے کے اور باہان ہاتھ دہنت چٹا لہجہ وغیرہ کے اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ اوٹھو کہ سنا  
 عثمان رضی اللہ عنہ کرتے تھے کہ نہیں چھو مینے ذکر اپنے کو دہنت ہاتھ سے جب سے کہ میںہ بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 اور سلام لایا میں تعجب خوش تھے اس کے نہ استنجا کیا انھوں نے دہنت ہاتھ سے اخراج کیا اس ریت کار بن بن معاویہ عبدری نے  
 صل اور بیچا نے میں قبیلہ کی طرف پیچ کرنا اور مونہ کرنا کہ وہ ہر تحریری اور کتب اور میدان میں بھی تھکے نزدیک ہی حکم ہوا کہ کوئلے  
 روایت ہے ابی ایوب سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم چٹا لہجہ کو سو نہ مونہ کر و طرف قبیلہ کے اور نہ پیچہ کر و طرف اسکا اور  
 لیکن مشرق کی طرف مونہ کر و اور مغرب کی طرف اور پیشاب اسطے عین کے کوگون کے کوئلے یا قبیلہ کا مشرق اور مغرب نہیں اور  
 قبلہ مشرق یا مغرب ہو اور کوئلہ شمال کی طرف مونہ کرنا چاہیے روایت کیا اسکو صحیحہ علون نے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا  
 میں اور روایت کی اسی باب میں ابن ماجہ نے ابن جہل سستی اور سناہ میں اسکی ابو زید یحییٰ بن کماہ کے نام اور بخاری و موطا میں  
 تعلیہ کا موطا میں ابو یوسف حدیثی اور سناہ میں اسکی ابن امیہ جعفیہ اور دوسری روایت میں بھی ابن ماجہ کی ابی حیدر  
 حدیثی ابن امیہ اور دوسری حدیثی اور بخاری و ترمذی میں اسکی ابن امیہ جعفیہ اور دوسری روایت میں بھی ابن ماجہ کی ابی حیدر  
 میں تو تھیں اوس میں کھڑ بیان طرف قبلہ کے سو پھر تھے ہم اوس اور استغفار کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ مکان میں بھی

ابو داؤد  
 ابن ماجہ  
 ترمذی  
 ابن مسعود



موند طرف قبلے کے کرنا منسوخ ہو وقت پچانے کے اور بعضوں نے رخصت دی ہو قبلے کی طرف موند کر کے کی جب کہ قبلہ اور اس کے  
 درمیان میں کوئی چیز داخل ہو جیسا کہ روایت ہے مردانِ اصغر سے کہا او غوثؑ رکھا سینے میں عرض الیہ عنہ کو کہ ٹھکرایا اور ٹھونکے  
 تو شئی اپنی کو طرف قبلے کے پھر بیٹھے اور پشاب کرنے لگے طرف اوشی کے پس کہا سینے اوشے کیا نہیں جھج کیا گیا اس سے کہا  
 اور ٹھونکے کہ ان منع ہو سیدان میں لیکن جب ہو درمیان تیرے اور درمیان قبلے کے کوئی چیز کہ چھاپے ہو جگو سو کچھ حج نہیں اہم  
 کیا اسکو ابوداؤد نے اور بعضوں نے مطلق رخصت دی ہو لیکن موند کرنے میں طرف قبلے کے سوا کمال لائے ہیں حدیث جاہلی  
 اور سنہ سے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہم موند کریں طرف قبلے کے پشاب میں سو رکھا سینے انکو ایک سال پیشہ قبول و ناسک  
 کہ وہ کہتے تھے طرف قبلے کے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کما ترمذی کہ یہ حدیث حسن و غریبہ کا شیعہ ابن القیم نے کہا  
 ترمذی کو چھاپا سینے بجای صحیح حدیث کو پس کہا او غوثؑ گریہ و ریشہ صحیح جو وضعیف کیا اسکو میں حرم نے کہ یہ حدیث مروی ہے  
 میں صالح سے اور وہ بھول ہیں اور نہیں محبت تو بھول کی روایت اوچا پکھیا کہ کہا ابن مسددؒ کہ ابان بن اسلم ثقہ پڑھو اور پش  
 والا جو روئے ابان بٹیا صالح میثاعیہ کا ہو محمد بن حنفیہ روایت کی اوس سے ابن جریر اور ابن عکلمان اور ابن اسحق اور عبد اللہ بن ابی  
 جعفر نے اوشہادت لایا ساقدار روایت اوسکی کے بخاری ہی صحیح میں مجاہد بن سہل اور عطاء و توفیق کی اوسکی ہی صحیح میں  
 ابویہ حاتم اور ابو زرعہ و زوی اور نسائی نے اور الدہجد بن ابان کا روایت کی اوس ابوداؤد و ابوداؤد و ابی اسحق و ابن ماجہ  
 نے اور اس حدیث پر انفراد کیا محمد بن اسحق اور نہیں محبت بکری جاوگی اوس سے احکام میں تو پھر کیا اسعاض کو نہ کر ہوگی اما روایت صحاح  
 کی اور کس طرح منسوخ ہوگی اوس سے حدیث میں منع کی باوجود اس بات کہ اس حدیث کی تاویل ہو سکتی ہو کہ شاید یہ مکان میں ہو و ان  
 لوگوں کہ یہ ہب پر جو مکان میں رخصت دیتے ہیں بالترتیب مکان نکھا کا شیعہ ابن القیم نے بعد اسکے بیان کذا لکھتے تھے  
 سئل انھم مخرج القیم فیہ فیہ بالمتنع یعنی پس کس طرح مقدم کی جاوگی یہ حدیث اور یہ صریح ہے بالمتنع پھر اگر کوئی  
 کہے کہ اس حدیث کا حدیث ضعیف ہو گیا کہتے ہو روایت عراق میں عائشہ رضی اللہ عنہا دباب نہت کے توجو اب سکایہ ہو کہ حدیث صحیح  
 نہیں یہ موقوف ہو اور چالیس فی حدیث کا ہا ترمذی کتاب اللیل میں نقل عن البخاری او کہ بعض حافظین نے حدیث کے  
 کہ حدیث صحیح نہیں اور اسکے سبب بڑے عالم لوگ حدیث کے پچانتے ہیں اور وہ یہ کہ اسناد میں اسکی جو خال دیا ابی اسحاق  
 ہر اوشے اس حدیث کے متن کو یاد نہیں کیا اور اسکی اسناد کو قائل رکھا مخالفت کی اوسکی اوس حدیث میں ثقہ ثبت صاحب کتب  
 نام اسکا جعفر بن برقیہ نقیہ ہو روایت کیا اسنے اسکو عراق سے اوشے عروہ سے اوشے عایشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ انکا کرتی تھیں  
 مستحکم ہو اور روایت خال کی عراق سے اوشے عایشہ رضی اللہ عنہا مستحکم ہو اور صحیح جعفر کی باوجود کہ اسکی مخالفت جانب احادیث  
 صحیحہ ملد ہوئی ہیں اور کما عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کتاب الکراہ میں اثرم سے کہا اسنا سینے ابو عبد اللہ کہ ذکر کیا بعضوں  
 حدیث خال کو عراق سے اوشے عایشہ رضی اللہ عنہا اسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو کہا او غوثؑ جو یہ حدیث مستحکم ہو اور زیادہ  
 تحقیق اسکی شرح ابو داؤد میں ہر اس جگہ کہ خوب و لازمی کتاب کہ مختصر کیا تو تفصیل کو راوندی کو پیچیدہ کرنے میں طرف قبلے کے دلیل  
 لائے ہیں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ غوثؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچانہ پھرتے دیکھا کہ موند تھا اچھا طرف شام کے شیعہ  
 طرف قبلے کے اور روایت کیا اسکو بخاری سلم ابوداؤد و نسائی نے اور جن یہ ہو کہ رخصت میں بھی حدیث صحیح ملد ہوئی ہیں

ابن ماجہ

ابن ماجہ







اور نورانی سے اس کی شرح میں لکھا کہ سایہ ٹیلون کا بہت اخیر وقت چڑھا ہوا ہے آفتاب بہت اوجھل ہوا ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ اگر  
 کو وقت بعد سے یہ پیش کے بانی ہوتا ہے اور حدیث ابوہریرہ سے باب میں ناخبر حدیث امامت ہو گئی تو اول وقت عصر میں یہ حدیث امامت  
 ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الْعِلْمَ لَمَوْلَا الْعَقْلِ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَاً بِأَمْرِ قِيَّاسًا یعنی تحقیق کہ نماز پر مسلمانوں پر نماز  
 وقت مقرر کیا گیا تو اس سے ثابت ہوا کہ نماز کے واسطے ایک وقت علمی و جاہلیہ اور اس محبت میں امام صاحب کی کلام پر اور حق پر ہی ہر کہ  
 وقت نماز کا ایک مثل تک رہتا ہے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغُيُوبِ لیکن اتنی بات ہر کہ شیخ غفرلہ عنہ احتیاط اور معتقد جملہ فقہاء و علماء سے  
 شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اسکو چاہیے کہ نماز کی ایک مثل سے پہلے چڑھے کہ سب مامون کے نزدیک درست ہوا ہے  
 کی بعد میں کے سب کے نزدیک درست ہوا اور گری میں تاخیر کرنا ظہر کا اسکا بیان لگے بھی کچھ اور گیارہ وقت نزدیک اکثر علماء کا اور ایک  
 روایت میں امام ابو حنیفہ کے سرخی کا نام ہے اور ایک روایت میں امام صاحب نے فرمایا کہ شفق نام صغیری کا ہے اور بعض شریعہ میں ہے  
 کہ امام صاحب نے جو جمع کیا اس سے جو لوگ کہتے ہیں کہ سرخی نام شفق کا ہے اور ان کی محبت یہ ہے کہ فرمایا اَنْعَمْتَ صَلَّی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفق سرخی  
 ہے جسے غیب ہے جو جاکو واجب ہو گئی نماز حدیث کیا اسکو ابن عساکر نے فرج غروب مالک کے حدیث یحییٰ بن یعقوب نے اخوان مالک سے انھوں  
 نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے روایا اللہ ایت کیا اسکو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اور طریق سے اصحیح کیا یہی تھی نے وقت اسکا کہ  
 صاحب بیرونی و مسافر و مؤمن و غیر علی اِنَّ اَمْرًا کَرِهَی اللہُ عَزَّوَجَلَّ اور روایت کیا اسکو مالک نے داخل میں اور روایت کی  
 داؤد بن ابی اور محمد بن خزیمہ نے صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور نفع کیا اسکو اور صحیح کیا اسکو اور کہا ابن خزیمہ نے اگر صحیح ہو جاوے  
 یہ روایتیں تو پھر نہ پر والی ہو جائے سب روایتوں سے لیکن مستفرد ہوا ساتھ اسکے محمد بن زید کا قاضی بن محمد بن زید بن یحییٰ  
 اور کہا یہی رشتہ اللہ علیہ نے کہ مذہبی ہے حدیث عمر اور علی اور ابن عباس اور عبادہ اور شداد اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم جمع ہیں سے  
 اور کوئی حدیث اس میں صحیح نہیں لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور حسن محبت ہے مثل صحیح کے اور صاحب ہادیہ نے دلیل امام صاحب  
 کی لکھی ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر وقت مغرب کا جب کہ سیاہ ہو جاوے افق اور چوڑی صبح سے اور ہر مذہبی ہے کہ مذہبی  
 آسمان کناروں میں ظاہر ہو جاوے اسکو صحیح صادق کہتے ہیں روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہ فرمایا حضرت صلی  
 علیہ وسلم نے کہ فجر دوہین ایک فجر کہ حرام کرتی ہے کھانے کو اور حلال ہے اور دوہین نماز اولیک فجر وہ کہ حرام ہے اور دوہین نماز اور حلال  
 ہے اور دوہین کھانا روایت کیا اسکو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو ابن دوہین اولیک روایت میں حاکم کی ہے کہ حرام کرتی ہے  
 کھانے کو یعنی ایک یعنی وہاں افق کے کنارے آسمان میں جاتی ہے اور یہی صبح صادق ہے اور صبح کاذب کو بیان کیا آپ نے  
 کہانہ ہم سیرجان کے صحن تاخیر فجر کی یہاں تک کہ روشنی ہو جاوے مستحب ہے اتنی کہ بالیس آستین پڑھ سکے اور پھر اگر ناسد  
 ہوئے وقت تو روٹ سکے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاخیر کر و فجر کی کہ اس میں بہت اجر ہے و ہر روایت کیا  
 علی ابی اساتذہ اسانید متعددہ کے اس حدیث کو نافع بن خبیث سے اور ایک روایت میں ہے کہ یوسف بن ابی العقیلی یعنی یوسف بن  
 فجر کو اور ایک روایت میں ہے کہ اَصْحٰبُ الْاُصْبَحِ وَالْاَصْحٰبُ الْاَصْبَحِ کہ روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی  
 اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور روایت کیا علی بن زینب نے نقی و ابی لیلہ لیلہ یا النجفی قد رجا  
 یحییٰ بن القاسم صحیح اقم تباہ یعنی روشن کرا لیا بلال فجر کو اور سدر کہ دیکھیں لوگ مقام کرنے شریعت کو اور

روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور کہا کہ روایت ہوا اس باب میں میں نے شعبہ اور تیم اور علی بن حسن بن علی اور ابی الوالد  
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم جمعین سے اور بہت سے تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرف گئے ہیں اور روایت ہوا اس  
سے کہ تھے اصحاب عبد اللہ بن مسعود کے روشن کرتے تھے فجر کو اور روایت ہوا ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نہیں جمع ہوا اصحاب  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر جیسا کہ جمع ہوئے متواتر فجر پر روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طحاوی نے  
تو اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جمع ہونا خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو سکتا تو  
اس حدیث تعلیس یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز اندھیرے میں پڑھنا منسوخ ہوگا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عجیز  
میں بھی مؤید ہلے مذہب کی ہوا اولاً امام شافعی کے نزدیک اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہو کیونکہ روایت ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے صبح کو سو پھرتی تھیں عورتیں اور زمین بچانی جاتی تھیں تاریکی سے اوجھل بھی ہو کر تاخیر کرنا  
فجر کی مستحب ہوا دوسری مذہب ہو اکثر اصحاب و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور بعض علما نے جو اس حدیث کے معنی  
یوں بیان کیے ہیں کہ قرات کرو یہاں تک کہ روشن کرو فجر کو خلاف آثار اصحاب و تابعین کے ہو اور خلاف ہوتا ہوا کہ واللہ اعلم  
صحر گری میں تاخیر کرنا ظہر کی مستحب ہو اور جاکر میں جلدی کرنا صبح بخاری میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈے وقت  
پڑھو نماز ظہر کی کیونکہ شدت گرمی کی جوش و خروش اور صبح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہو  
صلو اور عصر کی تاخیر جب تک کہ آفتاب نہ برے مستحب ہو وقت کیونکہ روایت کی دارقطنی نے عبد الواحد بن نافع سے  
کہ انھوں نے کہیں کوئے کی مسجد میں داخل ہوا سواذان ہی مؤذن نے عصر کی اور ایک شیخ نے ملاست کی اوسکو اور کہا بخاری  
سے کہ روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ تاخیر نماز کے اور میں نے پوچھا نام اون شیخ کا سومیان کیا اون کو کوئی اور علیہ  
بن رافع بن خدیج ہیں اور ضعیف کیا اوسکو عبد الواحد کہ سبب اور روایت کیا اوسکو بخاری نے تابعی کہ یہ ہیں اور کہا کہ میں متابعت  
ایکجا بنی عبد الواحد پر اور صحیح رافع کی حدیث سے ہو پھر روایت کی رافع سے کہ ہم پڑھتے تھے نماز عصر کی ساتھ بنی اللہ علیہ وسلم  
کے پھر قرانی کجانی تھی اور دوسرے کہ جاتے تھے اور پھر پکڑے جاتے تھے اور کھاتے تھے ہم پکڑے گوشت کو قبل غروب آفتاب کے کہا  
شیخ ابن الہمام نے کہ ممکن ہو غروب تک اور جسے باہر پکڑنے والوں کو دیکھا ہوگا تو کچھ اوسکے نزدیک بعید نہیں ص اور تاخیر عشا  
کی تہائی رات تک مستحب ہو وقت کیونکہ روایت کی ترمذی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاف ہوتا میری امت پر  
تو البتہ تاخیر کرنا میں عشا کی تہائی رات تک یا ادھی رات تک اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہو اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ عشا کے قبل سونا  
اور بعد عشا کے باتین کرنا منع ہو کیونکہ روایت کی حنفیہ عالمون نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھتے تھے سونا قبل عشا کے اور باتین  
کرنا بعد عشا کے اور بعض روایت جانر کھا ہوا تو ان کو بعد عشا کے گرمیوں میں اور ذیل انکی یہ ہو کہ روایت کی ترمذی صلوہ میں اور سائی  
نے مناقب میں حضرت منی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتین کرتے تھے نزدیک ابی بکر رضی اللہ عنہ کچھ رات کسی ایسے میں  
مسلمانوں کے امور سے اوجھل میں بھی ابی بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواز اوسکا معلوم ہوتا ہو اور روایت کی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ  
عمر کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں جائز ہو باتین کرنا بعد نماز عشا کے مگر واسطے دو شخصوں کے مصطفیٰ اور مسافر کے اور روایت  
میں ہو کہ واسطے دو شخص کے اور بعض روایت کہا ہو کہ گرمی میں جلدی پڑھی جاوے تاکہ جماعت کم نہ ہو اور ادھی رات تک تاخیر اوسکی مباح ہو



اور دھڑلے کے بعد کہ وہ دیر ص اور دیر کی آخرت تک اگر جاگئے کا یقین ہو تب بھی اگر جاگئے کا یقین ہو تو خوش  
 ساتھ چڑھ کر اور غرب کی جلد ہی تھب ہوتی اور جلد ہی یہ معنی ہرگز کا اذان اور است میں دیر کرے مگر ساتھ ایک غلط فہمی  
 کے کہ وہ کہ شہادت کی الوداد میں مشرین عبد اللہ کے ایک بیٹے طویل اور خواہ سکایہ جو کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے یہ کہ ہر ایک ہر ایک  
 نیکی چاہیے تاکہ دنیا کی کریمہ مغرب کی ستاروں کی روشنی تک اور اس کے خوب پھیلانے تک اور اس کی اس میں ان کی سچائی  
 صلوات کا جو ایام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے ثبات میں اور اگر بالفرض ثبات ہو تو بھی قبول ان میں کما شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ  
 ہر مسلم اور کھدیش میں اور روایت کی انھوں نے مانند ثوری اور ابن ابی اسیر اور حماد بن زید بن یزید اور ابن عیینہ اور عبد اللہ  
 اور ابن ابی مالک نے اور طویل کیا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کی خوشنویں میں اور ذکر کیا اور سلیمان بن ابی اسیر نے انھوں نے ایام مالک  
 رحمۃ اللہ علیہ نے جو جمع کیا اور میں کام کرنے سے نقطہ صواب کے ان میں سے اور یہ تھا کہ علمی تھب ہی اور اور نمازوں کی تاخیر  
 اس واسطے کہ تاخیر نماز میں قلت جماعت کی ہو سبب پانی کے اور تاخیر عین کو ختم ہو اس بات کا کہ وقت کو نہ ہو جائے  
 اور غیر میں ہو واسطے تو ختم نہیں کر یہ مدت مدید ہو دوسرے یہ کہ ہمیں تا طلوع آفتاب کوئی وقت کر دینا یا ایام صاحبہ مروی ہے کہ  
 سب میں تاخیر تھب ہر واسطے اعتیاد کے کہ یہ نماز بعد وقت آنے کے جائز اور قبل وقت کے جائز نہیں اصل افتاء کے طلوع  
 کے وقت اور غروب کے وقت اور جب وقت عین دو پہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازہ کی جائز نہیں وقت کیونکہ روایت ہے کہ  
 عقبہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسلم وغیرہ میں کہ ان میں سماعت میں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے کہ نماز میں ہم ایام  
 وقتوں میں یا غیر میں کہیں ہم دونوں کو جب کہ اقامت طلوع کے یہاں تک کہ بلند ہو جاوے اور جب وقت میں دو پہر ہو جائے تک والی اقامت  
 کا اور جب کہ بلند ہو جائے تک کہ دو پہر ہو جائے تک کہ نماز میں ہو کر منع کیا حضرت علی علیہ السلام نے نماز میں ان سماعتوں میں اور ایام شامی رحم  
 کے نہ کہ نہ ان میں کہیں ان وقتوں میں جائز نہیں اور ایام ابو یوسف کے نزدیک نفل جمعہ کے دن دو پہر کو جائز ہے اور یہ حدیث ثبت ہے کہ سب  
 اطلاق کے ان دنوں پر دلیل ان کی یہ ہے کہ روایت ہے حضرت علی علیہ السلام سے جو شخص کہ بھول گیا کو کسی نماز کو پھر یاد کرے اس کو  
 تو پھر پڑھ لیا اس کو جب یاد آوے اس کو اور جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبی عہدینا کہ  
 نہ منع کرو کہ سیکو طاعت کرے اسے اس گھر کے یا نماز پڑھنے سے جب وقت چاہے کہ پڑھے دن میں یا رات میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے کہ اس اہل روایت کیا اس کو وہ یقینی نے اور یہی نے اور وہ حدیث چاروں سے ضعیف ہر اول تو انھیں صلح ہر وقت میں مجاہد بن ابی  
 سے اور ضعیف بن موطا سے اور ضعیف حمید بن موطا سے اور ضعیف ابی اسیر سے اور روایت کیا اس کو وہ یقینی رحمۃ اللہ علیہ نے اور نقل کیا  
 قیس بن سعد کو در میان جیسکا اور عباد کے اور روایت کیا اس کو سعید بن سالم نے اور ساتھ ان کو یاد اس کو در میان ابی اسیر کی دلیل ہے جو  
 جو مستطیع بن جری ہر روز رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے دو پہر کو گزرنے جسے کے اور سجدہ تلاوت بھی  
 منفرہ نماز کے ہر صواب کے غروب کے وقت فقط اس میں کی عمر لہجہ عینہ کہ وقت اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہو کہ جس نے پانی  
 ایک کعت نماز سے سو گھنٹہ کہ پانی انھوں نے ساری نماز روایت کیا اس کو سید بن طاہر نے اسنا حج سے اور حج کی نماز میں یہ حکم اس واسطے کہ  
 کہ وہ نماز کا اہل جب تک تو انھیں انھوں کی جہالت منفرہ کے کہ وہ جب وقت مکر وہ میں انھیں یہ جب ہوئی تو انھیں ادا ہو جائے گی  
 واللہ اعلم بالصواب اصل ایام میں جسے کے خطبہ کے واسطے اٹھنے نفل اور قضا اور نماز جنازہ پڑھنا اور جب نماز

انھوں میں

حدیث موطا















رحمۃ اللہ علیہ نے اور مسلم نے ص نماز فرض میں فرض کا معین کرنا نیت میں شرط اور زبان سے کہنا اور دل میں نیت کرنا  
افصل ہو اور نوازل اور سنت تراویح میں مطلق نیت کافی ہو اور مقتدری کو نیت اپنی نماز کی اور امام کے اقتدا کی کرنا چاہیے

### باب نماز کی صفت کے بیان میں

فرض نماز کے اندر سات ہیں پہلے اللہ اکبر کہنا نماز کے شروع میں **ف** کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ**  
اور رب اپنے کی تو تکبیر کر اور حدیث میں آیا ہے **مَقَاتِلُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُ التَّكْبِيرِ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ**  
یعنی تکبیر نماز کی طہارت ہے اور تحریم اس کی تکبیر جو یعنی جب تکبیر کے توجہ افعال ممانی صلوة میں وہ سب حرام ہو گئے اور سی سب سے  
اوسکو تحریم کہتے ہیں اور تحلیل اس کی سیلیم جو یعنی جو چیزیں حرام ہو گئیں تھیں وہ اب سب سلام سے حلال ہو جاوے گی اور  
کیا اوسکو ترندی نے اور ابی داؤد نے اور حسن کہا اوسکو نو سوچی **ص** اور اوسکو تکبیر تحریم کہتے ہیں اور ہاتھ اٹھانا اور  
سنت ہو و ستر کھڑا ہونا یعنی قیام کرنا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وَقُوْا لِلّٰهِ قَائِمِيْنَ** یعنی کھڑے ہو واسطے  
اللہ کے ساکت اور عیب یا شغوع و مضموع سے **ص** بیس ترورات یعنی پڑھنا قرآن کا **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **فَاقْرَءْ**  
**مَا تَنَزَّلَتْ مِنَ السَّمَاءِ اِلَيْكَ** ان یعنی پڑھو تم جو آسمان ہو قرآن سے **ص** جو تھے رکوع یا پنجویں سب۔ ہا تھے اور ناک سے  
اور فقہا ناک سے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہو لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک درست نہیں اور  
پرفتنوی ہوتے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **اِذْ كَعُوْا اَمْ يَكُنْ لَكُمْ رُءُوسٌ** رکوع کر اور سجدہ کرو **ص** چھٹے اخیر کا قعود یعنی بیٹھنا آخر  
نماز میں **ف** کیونکہ روایت میں ابو داؤد کی ہیں مسعود رضی اللہ عنہ سے جب سکنا یا تھا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے تشہد کہ جب کہا تو نے یہ اور ادا کیا تو فرمایا سو تو ادا کر چکا نماز کو اپنی اگر چاہے تو کھڑا ہو تو کھڑا ہو اور اگر چاہے بیٹھ تو بیٹھ  
اور روایت دارقطنی میں ہے **اِذَا فَعَلْتَ هَذَا افْعَلْ تِلْكَ** اور بعضوں نے کہا ہر کہ یہ جملہ حدیث میں داخل نہیں  
بلکہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ **اِنْ تَفَقَّحْتَ فَافْعَلْ اَعْلٰى اَنْ تَعْمَلَ رَجْعًا**  
یعنی اتفاق کیا حفاظ نے اس بات پر کہ یہ جملہ سیرج ہے یعنی حدیث میں داخل نہیں اور کہا شیخ ابن الہمام نے اوسکے جواب  
میں **وَقَالَ اَنْ تَعْمَلَ رَجْعًا اَنْ تَعْمَلَ مَوْقُوفًا وَلَمْ يَوْقُوفًا فِي مِثْلِهِ حُكْمُ اَنْ تَعْمَلَ مَوْقُوفًا** یعنی حق یہ ہو کہ  
قائیت اور اج یہ ہو کہ یہ حدیث موقوف ہو گئی اور موقوف اوسکے مثل حکم میں ہو واللہ اعلم اور اختلاف ہے قعود اندر زمین  
لیکن صحیح یہ ہو کہ مقتدا تشہد کے یعنی عہدہ در سو لٹک اور اسی کو اختیار کیا ہو گا کی میں اور فتح القدر میں **ص** ساتویں سجدے  
کام سے نماز سے باہر آنا اور واجبات نماز کے گیارہ ہیں پہلے ناک کا پڑھنا دوسرے سورت ملائیمہ سے رعایت ترتیب  
کی اور کاموں میں جو نماز میں کر لیتے ہیں تو تکبیر تحریمہ اور قعدہ اخیر وہیں رعایت ترتیب کی فرض ہے جو تھے قعدہ اول یعنی چوتھے  
دو کھڑے چار کھڑے نماز میں بیٹھتے ہیں پانچویں تشہد و اون قعدوں میں اور اخیر میں کھڑے ہیں پہلا قعدہ سنت ہے اور اخیر قعدہ  
ہو اور تہہ میں کھڑے ہوا پڑھنا پہلے قعدے میں سنت ہے اور دوسرے قعدے میں واجب ہو لیکن صاحب وقایہ کا یہ  
یہی ہے کہ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا واجب ہو تھتے لفظ سلام کا کہنا اور امام شافعی کے نزدیک یہ فرض ہے ہوتے  
ولیکن دونوں مذہب کی اور گذرین امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا **وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ**



بیعتی نے مثل حدیث مالک بن انور کے کہ ابو الفرج نے استاد اسلمی صحیح سے روایہ ایک طرح سے معارضہ باقی نہیں رہا کہ جس میں  
 ہو کہ حضرت ہاتھ بٹھاتے تھے کا نہ خون تک مرہ سے ہو کہ ہاتھ کا نہ خون تک اور انگوٹھ لوگ ان کی ایسی ہی تھوڑی کی لاٹھیاں  
 رحمۃ اللہ علیہ نے قالہ اعلم خص اور انگوٹھین کو نہ بہت ملا اور نہ بہت کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑے اور عورت و زون  
 مؤذن خون تک اوٹھائے اور اس کے ساتھ مد الف تسکے اور اس کے اکبار ساتھ ملانے الف کے درمیان کے اور سے کے نہ کہ اور  
 بجا بکیر کے اللہ اجل یا اللہ اعظم یا اللہ اکمل یا اللہ اکبر یا اللہ الا اللہ درست ہو جائیگا اور فارسی یا ہندی یا اور کسی زبان  
 میں اگر تکبیر کے مثلاً یہ کہے اس بزرگ مرتب یا اللہ بزرگ ہو یا قوت فارسی میں یا اور کسی زبان میں عذر سے پڑھے یا جانور  
 ذبح کرنے کے وقت فارسی وغیرہ میں بسم اللہ کے تو درست ہو اور اگر دعا کے الفاظ کے جیسے اللہم اغفر لی ای وغیرہ بخشہ سے  
 محکم تو درست نہیں۔ اس بات میں بجا ہو جواب اس کا نواز انوار وغیرہ کتاب اصول میں مذکور ہے اور اہنا ہاتھ  
 بائیں پر رکھے ناف کے نیچے اور قوت اور نماز جنازہ میں بھی ہاتھ باندھے اور بعد رکوع کے تب کھڑا ہوا اور عیدین کی تکبیر میں چھوڑ  
 اور ہاتھ باندھے۔ اول امام مالک کے نزدیک سب نمازوں میں چھوڑے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینے پر باندھے  
 جیسے ہمارے مذہب میں عورت سینے پر باندھتی ہو دلیل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ ہے جو امام احمدیث ابو یوسف وغیرہ نے اپنے  
 میں روایت کی ساتھ صحیح کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے دونوں ہاتھ اوپر سینے کے اور روایت کی احمدیث  
 بن اُبَی سے اور بخون اپنے باپ کو دیکھا سینہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھتے تھے ہاتھوں اپنے کو سینے پر اور فقط ہاتھ باندھے  
 میں بنین چھوڑے جاری میں مروی ہیں جسے حجت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ قائم ہوئی ہو اور کاشیخ ابن النہام نے ذیل قول صاحب  
 میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کی یہ بات یعنی رکھنا واسنہ ہاتھ کا اوپر بائیں کے نیچے ناف کے یہ حدیث مرفوعہ  
 نہیں معلوم ہوئی ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس کے رکھنا ایک کف کا اوپر دوسرے کف نیچے ناف کے روایت کیا اسکو ابو داؤد  
 نے اور احمد اور دارقطنی اور زرین اور بیہقی نے اور اسناد میں اسکی عبد الرحمن بن اسحاق کو فی ضعیف میں ضعیف کیا اور انکو  
 احمد وغیرہ نے اور اس ضعیف سے ضعیف حدیث کا لازم نہیں آتا کیونکہ ابو حنیفہ مقدم ہیں اور سیر اور کہا بعض جہلانے کہ نہیں ہو کر  
 حدیث مرفوعہ میں بائیں ہاتھ غلط ہو کر نہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حدیث ثنا وکیع عن عن شری  
 ابن جسر عن علقمہ بن وائل بن جسر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم وضع  
 يمينه على شمالك تحت الشرة يعني روایت ہر وائل بن جسر سے کہ دیکھا سینے میں صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھتے تھے  
 ہاتھ داہنا اپنا اوپر بائیں کے نیچے ناف کے کہا بعض علمائے و هذا احديث صحيح من حديث السنن  
 لان فيه رجاء كما في نسخة سيوطي الصحيح في ثقافت یعنی یہ حدیث صحیح ہے سو اسطے کہ جتنے راوی ہیں اس میں صحابی کو چھوڑ کر  
 سب ثقہ ہیں اور صحابی کو چھوڑ کر اسو اسطے کہ امامی سب ثقہ ہیں کسی میں احتمال کذب کا نہیں لیکن فقہ ہونا وکیع کا تو کہا حافظ بن حجر نے  
 مذہب الیہ تہذیب میں کہ وکیع بیاض جرح بیاضیج و اسی کا کثرت اوکی ابو سفیان ہر روایت کی اوخون نے اپنے باپ اور اسماعیل  
 ابن ابی خالد اور یمن بن ابی اور ابن عون وغیرہم سے اور روایت کی اولسے ان کے بیٹوں نے سفیان اور علیہ اور شیخ نے ان کے  
 سفیان ثوری سے اور ابو یوسف بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ دونوں بھائیوں اور ابو یوسف کی امام احمد بن حنبل نے نہیں دیکھا اسنے مانع ہوا



ابن عمرؓ نے اور یہ ثابت ہوا اہل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہاتھ نہ دھو کر نہ پانی نہ دھو کر نہ تواتر اسکی تو معلوم ہوا کہ یہی اکثر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور یہی اخیر تھا اور انکے فعل سے انھیں میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہو اور میں اور دعا ہی ذکر کیا اور اسکو شیخ ابن امام رحمۃ اللہ علیہ نے اور کہا وہو آخر من الکمل لک انک مستحق علیہ وسلم ذلک لویقل یسکت بہ عینا اسکا میں کہا یہ مکرر ہوا ذبقت یعنی یہ صحیح ہر کل روایتوں اس واسطے کہ اتفاق کیا اسپر بخاری و مسلم نے اور باوجود اسکے نہیں کہا کیسے ساتھ سنیت خاص سبب انک اللہم کہ تو اگر وہ دعا اسکے چلے پڑے کچھ صحیح نہیں اور باقی نہ فقط اور نہ جو روایت ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محمول ہو اور پھر نفل کے ایسا ہی ذکر کیا صاحب یار نے اور مؤید ہر اسکی جو مروی ہو صحیح ابن عوانہ اور سنن نسائی میں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ہوتے تھے نازل کو کہتے اللہ اکبر بن و جہت و صحیح آخریک بخلاف سبب انک اللہم کہ کہ وہ ثابت ہو نوافل میں حص اور بعض کے تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہ وہ کیونکہ فرمایا اللہ جل جلالہ ہم کو اے و اذ اقرأت القرآن فاستعذ باللہ یعنی جب پڑھے تو قرآن کو تو نبیاء علیہ السلام کے مراد یہی کہ شیطان سے پناہ مانگے کہ وہ حاج نوافل قرآن میں ص اور مقتدی تعوذ نہ پڑھے اور سبق پڑھے تو تعوذ تابع قرات کا و نہ تابع ثنا کا سو شخص قرات کرے وہ تعوذ بھی پڑھے اور جو شخص قرات نہ کرے تعوذ بھی نہ پڑھے اور یکبارت عیدین کے بعد تعوذ پڑھے اور بعد بسبح اللہ الرحمن الرحیم کہے اور ناسخ اور سورت کے چھ میں نہ پڑھے اور ثنا اور تعوذ اور تسمیہ کہے اور امام شافعی کے نزدیک تسمیہ کو نہ پڑھے اور بت سی حدیث میں صحیح دارودین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین قرات کو اکمل للہ رب العلمین سے شروع کرتے تھے و اس سے معلوم ہوا کہ ثنا اور تعوذ اور تسمیہ کہتے پڑھتے ہوتے اور صاحب جلیل لکھا ہے قبل ابن سعید و چاہین کہ آہستہ کہے اور ذکر کیا او نہیں تعوذ اور تسمیہ اور آمین کو روایت کیا اور اسکو ابن ابی شیبہؓ ابراہیمؓ رحمۃ اللہ علیہ سے اور روایت کی ابی داؤد سے انھوں نے عبد اللہ کہہ کر دئے تھے کہ تسمیہ کہتے لیکن اولیٰ لیسے کہ ابو یوسف ابن خریزہؓ ابن حبان اور نسائی میں ہو نعم محمد سے کہ غازیؓ ہی میں ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوا پھر ہی انھوں نے بسبح اللہ الرحمن الرحیم پڑھی فاتحہ بیان تک کہ پوچھے ولا الصلا لکین تک پھر کہی آمین پھر سلام پھر کہے کہ تسمیہ اور قرات کی جسکے قبضے میں میری جان ہو تحقیق کہ میری نماز مشاہیر ہر ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ابن خریزہ نے نہیں شک ہوا اسکی صحت میں اہل معرفت کے نزدیک یہ حدیث مستلزم کہ کہیں کہ جائز ہو سنا نعیم کا باوجود آہستہ پڑھنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نہ کرے انھار میں تب تک سنائی دیتا ہو خصوصاً پاس والہ مقتدی کو تصحیح عربیہ بسبب عباس بنی اللہ عنہ سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر کرتے تھے بسبح اللہ کا حکم فی صحیح ابو یوسف کے اور صحیح کیا اور اسکو دارقطنی نے اور کہا ترمذی نے نہیں ہوا اسناد اسکی قوی اور ضعیف کیا اور اسکو اکثر محدثین نے اور کہا بعض حفاظ نے نہیں ہوا کوئی حدیث صحیح جہر میں مگر اسکی اسناد میں گفتگو ہو اور اسی سبب صاحبانیدار بعد اور امام احمد نے احادیث جہر کو خارج نہیں کیا باوجود اشتغال انکے کے احادیث ضعیفہ پر کہا امام العلماء رضی اللہ عنہ شیعہ تھے ان ابن تیمیہ نے اور روایت کی کہ منہ دارقطنی سے کہ نہیں صحیح ہونی حضرت سے جہر میں کوئی حدیث اور مروی ہو دارقطنی سے













موسلا

ماہی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس سجہ کرتے تھے بہت اونگھیں کو بھیلاتے تھے اور بہت تنگ کرنے تھے بلکہ  
اوسط درجے میں رکھتے تھے اور نہ کرتے تھے اونگیوں کا طرف قبلہ کے اور نہ اس میں جو کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کہ جب تک کہ آواز میں سجدہ کرنا ہی غصہ اور اس سے پس چاہیے کہ نہ کرے اپنے غصہ کا طرف قبلہ کے حتیٰ القدر اور اس حدیث پر لفظ میں  
مطلع نہیں ہوا اور تسبیح جو کہ عروج و حود میں کی جاتی ہے اگر تین سے زیادہ کہ تو لازم ہے کہ طاق کے مثلاً پانچ یا سات یا نو طرح کی کہ  
حدیث میں آیا ہے کہ گان کی تھم یا لور یعنی ختم کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسبیح کو ساتھ دے کر کے کہا صاحب فتح القدر رحمہ اللہ  
واللہ سبحانہ اعلم یعنی یہ حدیث غریب ہے اور اس کے ساتھ جاتا ہے صریحاً اگر آدمیوں کے مجموعہ کے سب کچھ اس حدیث سے دوسری کی پڑھیں  
کیا اگر وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہے تو درست ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتا پڑھتا ہے تو وہ نماز جو سجدہ کرنے والا پڑھتا ہے نہیں پڑھتا تو یہی دعا کا  
درست ہو گیا اور حدیث میں کہ اگر اس لئے اور بعد اس کے پھر سر اٹھا دے اور تکیہ کہ اور اطمینان سے بیٹھنے اور پھر تکیہ کہ اور سجدہ  
تھر کے ف کہ یہ کہ حضرت نے حدیث اعرابی میں ارشاد فرمایا پھر اٹھا سر اپنا بیان تک کہ بیٹھتے تو سیدھا اور اگر سیدھا نہ بیٹھا او  
دوسرا سجدہ کر لیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہو گا اور مجاہد کے نزدیک اور انارذہ نے بین اختلاف کیا ہے اور صحیح ہے کہ اگر سجدہ کی طرف  
قرب ہو گیا نہ میں جائز ہو گا کیونکہ وہ شمار سجدہ میں ہے اور اگر بیٹھنے کی طرف تریب ہو جائز ہو گا اس واسطے کہ وہ شمار کیا جاوے گا جس  
صل اور پھر تکیہ کہ اور اٹھا دے سر پھر ہاتھ پھر زانو اور سیدھا کھڑا ہو کر بغیر تکیہ کے اور دونوں سجدہ سے سر اٹھا کر پھر تین  
پڑھ بیٹھ بلکہ فوراً کھڑا ہو جاوے اور امام شافعی کے نزدیک بیٹھنے اور اس کا وجہ تسرحت کہتے ہیں وہاں اور دلیل امام شافعی  
کی وہ ہے جو روایت از مالک بن انس حدیث سے کہ انہوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ نماز کے کہ جب اٹھتے تھے دونوں سجدہ  
سے ہمیں اٹھتے تھے جب تک بیٹھ نہ جاتے تھے سیدھا اور جواب سیکھا یہ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اضیفی میں تھا والہ نماز  
موضوع تسرحت کے اسلئے ہمیں اور دلیل اس پر ہے جو روایت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب اٹھتے تھے آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم نماز میں اٹھتے تھے اوپر کمرے قدموں کے خارج کیا اسکا ترندی خالد بن ایاس انھوں نے صلح مولیٰ تو ائمہ سے انھوں نے  
ابلی ہریرہ سے اور کنا ترندی اسی پر جو عمل اکثر اہل علم کا اور خالد بن ایاس کا اور کہا جاتا ہے ابن ایاس ضعیف ہے نزدیک تھاجیج اور اس سے  
ضعیف کیا اس کو ابن عدی لیکن کہا کہ کھجی جاوے حدیث اس کی باوجود ضعف اس کے کہ ایسی القحان اور جس تعبیر کی اگر  
خالد میں موجود ہے صلح میں اور وہ احتمال ہے تو کچھ وجہ ضعیف خالد کی نہیں اور قول ترندی کا کہ اسیر علی اہل علم کا مقتضی ہے اس کی  
قوت اصل کو اگرچہ ضعیف ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے اس سے جو کہ وہ اٹھتے تھے نماز میں اور کہا ہے قدموں  
اور زمین بیٹھتے تھے اور امام اس کے حضرت علی سے اور سید طرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور عمر سے اور روایت کی شعبی سے کہ تھے عروفا  
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اٹھتے تھے نماز میں اور کہا ہے قدموں کے اور روایت کی یحییٰ بن یحییٰ سے کہ پایا  
بہت لوگوں کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی سر اٹھاتا تھا سجدہ ثانیہ میں پہلی رکعت یا دوسری رکعت میں تو  
اٹھتا تھا جیسا وہ ہوتا تھا یعنی پھر بیٹھتا تھا اور اخراج کیا اسکا بیہقی نے عبد الرحمن بن یزید سے کہ انھوں نے دیکھا ابن مسعود کو  
اس کے جو کہ نماز اور روایت کیا اس عمل کو عبد اللہ بن مسعود اور ابن عباس اور ابن عمر سے توجیب اتنے صحابہ کثیر سے یہ عمل موی ہوا  
کہ جب اٹھتے تھے اوپر کمرے قدموں کے ان میں بیٹھتے تھے تو عمل اس پر واجب ہو گا صریحاً اور دوسری رکعت بھی اس طرح ہے کہ اگر تو

صالح بن مسعود























صلی اللہ علیہ وسلم سنتے قرار تک ایک جوان کی انصار سے سوزا نزل ہوئی کہ بیت و اذان اقرحی القرآن ان فاستمعوا لہ  
واصطبقوا اور روایت کی ابن مردیسیہ نے تفسیر میں کہ کہا کسی صحابی نے یہ آیت نازل ہوئی نماز میں پیچھے امام کے

### ص باب جماعت کے بیان میں

جماعت سنت ہو کہ نہ ہر قریب واجب ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جماعت سنن ہادی میں  
ہو نہیں تخلف کرتا ہر اوس سے مگر نافع اور یہ حدیث ہے کہ میں ہر روایت ہر امام ابو یوسف سے کہ پوچھا میں نے امام ابو حنیفہ  
جماعت کو پیچھے کیچھ کر غیرہ کے تو کہا لا اجد فیہ تو کھا یعنی نہیں دوست رکھتا ہوں میں ترک اسکا اور کہا امام محمد نے ہر نماز میں  
کہ حدیث میں نخصت ہر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ترمو جاوین نعلین تو نماز اپنی جگہ میں ہر یعنی اوسوقت تکلیف جماعت  
نہیں اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو باوجود کثرت تکالیف کے اذن ترک جماعت کا دنیا اخراج کیا اسکا ابوہریرہ  
اور حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سننے نہ لکوا اور نہ اوسے جماعت میں تو نماز نہیں اسکی  
ما بعد سے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کہا کہ یہ شرط بخاری و مسلم پر ہے **ص** اور بہت امامت کے لیے جو احکام نماز کو خوب ثابت  
پھر جو قاری زیادہ ہو پھر جو پرہیزگار زیادہ ہو پھر جو سن میں زیادہ ہو **ف** روایت کی جماعت نے سوا بخاری کے کہ فرمایا  
حضرت امامت کرے قوم کی جو زیادہ پڑھنے والا ہو کتاب اللہ کو تو اگر قرأت میں برابر ہوں تو جو زیادہ جانتا ہو سنت کو  
اور اگر سنت کے جاننے میں برابر ہوں تو جو اقدم ہو ہجرت میں تو اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو پہلے سلام لایا ہو اور روایت کیا اوسکو  
ابن حبان اور حاکم نے لیکن کہا حاکم نے بد افعالہم ہر مسئلہ کے قافقہ ہو فقہا یعنی جو فقہ کو زیادہ جانتا ہو اور اگر فقہ میں برابر  
ہو ورنہ تو جو سن میں برابر ہو گا ما شیخ کمال الدین نے کہ یہ نظر غریب ہو لیکن اسناد اسکی صحیح ہے اور میں کہتا ہوں کہ روایت کی ابن ابی  
شیبہ نے تصحیح ابو سعید انصاری مائت اسکے اور اسکے الفاظ یہ ہیں یقاً ثم القوم افس و ثم لکتاب اللہ فان کانوا فی  
العمراء سواء فاکملہم بالسنة فان کانوا بالعلم فی السنة سقاء فاکملہم بمرئۃ فان کانوا فی  
الخط سقاء فاکملہم سبکاً یعنی اگر ہجرت میں برابر ہوں تو پھر جو سن میں برابر ہو اور فرمایا کہ نہ امامت کے لیے اس  
وہ ہر شخص کی امامت کی جائیں اور نہ بیٹھے اوسکے گھر میں اوس جگہ پر جو اسکی عزت کی جگہ بیٹھنے کی ہو مثلاً ایک مکان میں  
فرش ہو اور ایک جا پر صاحب مکان کا مقام عین ہر اکو میں مسند وغیرہ زیادہ اہتمام ہو تو بغیر افس اوسکے کے یہ نہیں چاہیے  
کہ اوسکی جا پر بیٹھ جاوے اور روایت کی عطار سے کہ کہا انھوں نے امامت کرے قوم کی جو افس فقہ ہو یعنی فقہ والا ہو اور اس حدیث  
میں اور ہر مذہب میں مخالف نہیں کیونکہ مراد است اسے اعلم بالقرأت ہے اور قرأت بھی ایک سنن میں ہے اور بعض اس میں ہے  
کہ جو اوسکے پھر اعلم السنہ جو ابتدا فرمایا تو اوسکی جا پر ہو گا اور صاحب ہر بیٹے لکھا ہے کہ اوس زمانے میں جو اوسکے بیٹھے ہو  
اعلم ہی ہوتے تھے بخلاف اس زمانے کے کہ اکثر لوگ قرأت ہوتے ہیں اور اعلم نہیں ہوتی اسی واسطے جسے مقدم کیا اعلم کو اقر یا قرأت  
کی حاکم نے کہ امامت کرین قوم میں وہ لوگ جو بہترین تم میں اور یہ حدیث ضعیف ہو لیکن کہا شیخ ابن الہمام نے فتح القدر میں  
کہ لا افاض الضعیف علیہ الموضع یعمل بہ فی فضائل الاعمال یعنی حدیث ضعیف عمل کیا جاوے گا انفسائل  
اعمال میں **ص** اور نماز غلام اور گنوار اور فاسق اور اندھے اور بدعتی کے اور ولانہ ان کے پیچھے مکر وہ ہے **ف** لیکن



حضرت عمار علی اور حسن وغیرہم سے صلہ جو ان عورتوں کا ہر نماز جماعت میں اور ٹہر ہیون کا ظہر اور عصر میں حاضر ہونا اور  
 اور فجر میں ٹہر ہیون کا آنا مکروہ نہیں **ف** اور چنانچہ جاسیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھینچ ہوا کہ نہ منع کرو نہ بولو  
 کو اللہ کی سب سے بڑی نیکوئی اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب افن ہائے عورت تمہارے کیلئے کسی مسجد میں جا کی تو منع  
 کرے اور سکاؤ و دلیل منع کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عورتوں کو عشاء میں یا عصر پہلے سے اور صبح سہ پہل میں یا عصر پہلے سے  
 کرو عورتوں کو مسجد میں جائے مگر رات کو یعنی رات کو جائے سے منع کرو اور فرمایا حضرت عائشہؓ نے کہ اگر کوئی عورت رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو جو کچھ لائے اور عورتوں بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے البتہ منع کرے اور کو جیسا کہ منع کی گئی عورتیں نبی اسلمیل کی اور روایت  
 ابن عبد البر کہ تمہید میں عائشہؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ای وادیوں منع کرو عورتوں کو ریت کے پھنے سے اور اگر لکڑی  
 و کھانے کی رو سے مسجد میں جانے سے کیونکہ نہین لعنت کیے گئے نبی اسلمیلؑ سے تاک کہ تخلین عورتیں بولنے و کھانے کی رو سے مسجد میں  
 صبح ہی ہر کہ اس نے بن حصہ ممالک ہند میں احتیاد اور تقویٰ اور عقائد دیناری یہ ہے کہ گھر میں آنے عورت نماز پڑھا اور باہر نکلا اور  
 منع کیا و گھٹنے سے اور اسی پر فتویٰ ہے **ص** مستوحی کو میتیم کے پیچھے اور دھونے کو مسح کرنے والے کے پیچھے اور سیدھے کھڑے ہونے والے کو  
 پیچھے اور کھڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنے والے کو پیچھے اشارے سے بڑھنے والے کے اور نقل پڑھنے والے کو فرض پڑھنے والے کے پیچھے  
 آقا اور ست ہر **ف** پہلے سے میں خلاف ہر محمد رحمہ اللہ کا اونکے نزدیک جائز نہیں اور قیصر سے میں بھی امام محمد کا یہی مذہب ہے  
 وہی قیاس و لیکن ترک کیا ہے اسکا قیاس کو ساتھ نفس کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر نماز پیچھے کے اور  
 لوگ اونکے پیچھے کھڑے تھے اور پڑھی حضرت ابوبکرؓ نے نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مرض موت میں آجھم ہوئے  
 بہت روایتیں اور اخرج کیا اسکا بخاری و مسلم نے **ص** آقا امام کی ساتھ عورت اور لڑکے اور بچے کے اوپر اٹھا کھانا تھہرنا  
 و نقاری کی ساتھ آن پڑھے کے اور پھیننے والے کی ساتھ ننگے کے اور اشارہ کرنے والے کی ساتھ اشارے سے بڑھنے والے کے  
 نہ من پڑھنے والے کی ساتھ نقل پڑھنے والے کے درست نہیں اور اسی طرح جو مقتدی اور فرض پڑھتا ہو یا امام دوسری نماز  
 فرض پڑھتا ہو تو بھی درست نہیں مقتدی کی نماز **ف** اقتدا ساتھ عورت اور لڑکے کے سوا سطلے جائز نہیں کہ لڑکے کے اور فتو  
 نماز نقل پڑھنے والے کی اقتدا ساتھ نقل پڑھنے والے کے درست نہیں اور کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے کرو  
 عورتوں کو کیونکہ پیچھے کیا اونکو اقتدا اور مروی ہر مصنف بن ابی شیبہ بن کمالہ اعطاء اور عمر بن عبد العزیز نے کہ نہ امامت کرے  
 لو کہ قبل اختلاف کے فرض میں اور غیر فرض میں اور ایسا ہی مروی ہر عام اور مجاہد و شعث سے کہتے ہیں کہ نہ امامت کرے لڑکا  
 جب تک کہ امامت نہ ہو و اور کمالہ پر بھی نے نہیں مرجع ہو کہ امامت کرے لڑکا قبل اختلاف کے ماہ رمضان میں یعنی تراویح میں  
**ص** امام قرات کا طول کہے اور اسی طرح سے پہلی رکعت میں دوسری زیادہ طول کرے مگر نماز فجر میں **ف** کیونکہ مروی ہے  
 صحیحین میں کہ جب امامت کرے تو مسجد کوئی تو چاہیے کہ تخفیف کرے نماز میں کیونکہ جماعت میں ضعیف اور بیمار اور بوڑھے  
 سب طرح کے لوگ ہیں اور جب ایلا پڑھے تو وقتنا جائے طول کرے اور مسلم میں یہ ہے کہ او میں ضعیف و کبیر و عیض اور مرض میں  
 جماعت میں اور مجہولین میں و اللہ سے کہنا انھوں نے نہیں پڑھی میں نے نماز تخفیف کسی امام کے پیچھے ضعیف نہ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی نماز اور لڑکے کی قرات مستحورہ سے زیادہ کہ کرے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور حضرت عطاء اللہ فیہ کی روایت ہے کہ نماز میں امام پڑھا تو





اول

ما

اور اگر نماز پڑھے بغیر وضو تو اس کا بھی یہی حکم ہے جو بیترک ہو اور منجا کے نہیں ملاقات کی بلکہ اور حکم اتفاقاً  
 ہے اور پہلے مرد وضو باندھیں پھر رکے پھر آگے پھر عورتیں اس طرح حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے قریب ہوں مجھے عقل والے لوگ یعنی بالغ بچہ جو اونسے نزدیک ہیں بچہ جو اونسے نزدیک ہیں آخر حدیث تک روایت کیا  
 اسکو مسلم اور حرزی اور ابوداؤد اور نسائی نے اور حدیث میں چاہیے کہ خوب بلکہ کھڑے ہوں اور جگہ باقی نہ رہے اور جو شخص  
 حدیث کی جگہ خالی کو نہ کرے یعنی اوپر کھڑا ہو جائے یا کسی اور کو اوپر کھڑا کرے تو حدیث میں ہے کہ نہ مغفرت ہوگی اور کسی حدیث  
 کیا اسکو نیز اس نے اسناد حسن اور بے شبہ میں اس باب میں آئی ہیں صحیح القدر میں سرفہ کو میں اور غشی اسکو کہتے ہیں کہ حدیث  
 عورت اور مرد دونوں کی غلامتیں موجود ہوں اور اسکو عورت پر حرم کیا کیونکہ اگر کثرتاً یہ مرد کو اوپر کھڑا کرے اور اگر کون سے  
 مؤخر کیا کیونکہ اگر کثرتاً یہ عورت کا اوپر کھڑا کرے تو اگر عورت مرد کے پہلو میں برابر ہوگی اور بیچ میں کچھ چاہے نہیں اور وہ  
 عورت لائق شہوت ہو اور امام نے اسکی امامت کی نیت کی ہے اور نہ نماز میں دونوں شریک ہیں مرد کی نماز فاسد ہو جائیگی اگر  
 امام نیت عورت کی نہیں کی ہے تو نماز عورت کی باطل ہو جائیگی اور نماز کی شرکت کے معنی یہ ہیں کہ دونوں اپنے تختے کو امام کے  
 تختے پر بنا کر سنے والے ہوں اور دونوں دونوں واسطے امام ہو اور نماز میں جو وہ دونوں شریک ہیں یا حقیقہً مثلاً دونوں  
 مقتدی ہوں یا حکماً مثلاً کسی مرد اور عورت کو نماز میں حدیث ہوا اور اونسے اور عورت نے بانگی اور امام فارغ ہوا اور عورت مرد کو برابر ہو  
 تو نماز فاسد ہو جائیگی اور سبق کی اگر امام سبق کے ادا کرنے میں برابر ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہوگی یہ جب ہی کہ امام عورتوں کی  
 نیت کرے اور اگر نیت نہ کی تو عورت کی نماز باطل ہو جائیگی اور اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر اقتدا کرے ساتھ امام کے برابر کھڑی  
 کے تو اقتدا اسکی صحیح ہوگی مگر یہ کہ امام اسکی امامت کی نیت کرے اور اگر عورت نے برابر ہو کر اقتداء نہیں کی ایک روایت میں نیت  
 امام کی شرط ہے اور اگر نیت میں شرط نہیں اور یہی اسکی شرح وقایہ عربی میں خوب ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے اور اگر امامت کی ان شرطیں  
 نے قاری اور ان شرطیں کی تو اسکی نماز فاسد ہوئی یا انتہی کو خلیفہ کیا اگر صحیحی دور کعتوں میں ہو سکی نماز فاسد ہو جائیگی لیکن قاری کی  
 سو ہوا کہ اسنے قنات باوجود قدرت ترک کی اور نماز ان شرطوں کی سوا سوا کہ جب یہ شرطیں غبت کی جماعت کی تو قنات کہ قاری کے لئے  
 اقتداء کہین تاکہ قنات اسکی ان لوگوں کی قنات ہو جائے تو گویا ان لوگوں نے بھی قنات ترک کی اور وہ سب کے میں خلاف امام نماز کا

### باب حدث میں بیچ نماز کے

مصلیٰ کو اگر نماز میں حدیث ہو کہ وضو کر کے تمام کر لے اور بعد تشہد کے جو تو بھی تمام کرے اور صاحب بیچ کے نزدیک تمام ہو جائیگی  
 اور شروع سے پھر ختم افضل ہے اور امام شفافی کے نزدیک شروع سے پھر ہے اور باقی نماز کو بنانا کرے کیونکہ حدیث متانی  
 نماز کا ہے اور علیہا فاسد کہ تاہو نماز کو اور یہی موافق قیاس ہے لیکن ترک کیا جسے دلیل اس کے جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے جو شخص ترک کرے یا کسی اور کی بھوٹے یا مذی نکلے اسکی نماز میں تو چاہیے کہ پھر سے اور وضو کرے اور بنا کرے اپنی  
 نماز پر اور یہ حدیث اور دیگر بکری نوافض صو کے بیان میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے امام اس کے موقوفاً اوپر عمر اور علی اور  
 ابو بکر صدیق کے اور ابن عمر اور سلیمان فارسی رضی اللہ عنہم جمع ہیں اور تابعین سے مثل علقمہ اور طاووس اور سالم اور سعید  
 ابن جبیر و شعبی اور ابی ہریرہ و عطاء اور کحول اور سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہم جمع ہیں اور روایت کی ابن ماجہ نے حدیث



ساری نماز اوستے امام کے ساتھ پانی پیر اور مد رک وسکو کہتے ہیں جسے سناری نماز امام کے ساتھ پیر جی ہووے تو مطالب  
اسکایا کہ سبوت تو سلام پیر نہیں سکتا کیونکہ او کی نماز تو ابھی باقی ہو اور مقتدیوں کی نماز ختم ہو چکی اس واسطے وہ کسی مد رک  
خلیفہ کر دیکر کہ وہ اون مقتدیوں کے ساتھ سلام پیر کرے اور جب سبوت نماز کو امام کی تمام کرے تو پھر اگر کوئی عمل  
سنائی صلوة اوستے کیا مانہ مقتدیوں کو سلام کے اور جی سے کہنے کے فاسد ہو جاوے گی نماز او کی اور پہلے امام کی جسے سبوت  
کوفہ کیا تھا اگر جب پہلا امام فارغ ہو جاوے جیسے اوستے وضو کیا اور پیا خلیفہ کو اس طرح پر کہ کچھ نماز او کی نہ لے لی اور تمام کر لی اوستے  
نماز خلیفہ کے اور مقتدیوں کی نماز کسی صورت میں فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اپنی نماز تمام کر چکا اور اگر رکوع یا سجدے میں حدت ہوا  
اور وضو کر کے بالکیر رکوع اور سجدے کو پیر دبان کرے اور اگر رکوع یا سجدے میں یا دیکر ایک رکعت کا رکوع اور سجدہ نہیں کیا تھا او  
اسی وقت اور سکو تھا کیا تو جس رکوع اور سجدے میں یا دیکر تھا او سکا بھی لوٹنا مستحب ہو اور اگر نہ لوٹا تو کچھ حرج نہیں اور اگر امام کے  
ساتھ ایک ہی مقتدی تھا اور امام کو حدت ہو تو وہ شخص او سکا خلیفہ ہو جاوے اگر چہ امام خلیفہ نہ کرے تو اگر وہ مقتدی عورت  
یا لڑکا ہو امام کی نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا کہ اگر فاسد نہ ہوگی کیونکہ اوستے خلیفہ نہیں کیا ہو اور یہ عورت اور لڑکا تو امامت  
کی صلاحیت نہیں رکھتے تو مقتدی بغیر امام کے رہ جاوے گا سو نماز ان کی فاسد ہو جاوے گی اور امام کی فاسد نہ ہوگی

### باب نماز کے مفاسد اور مکروہات کے بیان میں

مفسدات یعنی جو نماز کو فاسد کرتے ہیں بہت ہیں پہلے کلام کرنا اگر چہ کچھ سے یا خواب میں ہو و ف اور امام شافعی کے  
نزدیک اگر چہ کچھ سے کلام کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور دلیل او کی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من رفع عنی اثمی  
الخطاء والذنوب یعنی اوٹھایا گیا میری اثم خطا اور ذنوب اور اس لفظ سے یہ حدیث پائی نہیں گئی بلکہ اس لفظ  
سے وضع عنی اثمی الخطاء والذنوب یعنی وضع کر لیا گیا اثم میری خطا اور ذنوب اور جیسے وہ لوگ زبردستی کیے گئے  
روایت کیا اسکو ابن ماجہ وابن حبان اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہو اور بشرط بخاری و مسلم کے اور ہماری دلیل قول ہے آخرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے معاویہ بن حکم سہلی کے کہ یہ نماز نہیں لائق ہو اس میں کلام آدمیوں کا اور یہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرائت قرآن  
ہو روایت کیا او سکو مسلم اور وہ جو امام شافعی نے روایت کی ہو محمول ہو اور پر معانی گناہ کے اور نماز کے فاسد نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا کہ  
دوسرے قصداً اسلام کرنا اور اگر چہ بولے سے کہ یک نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ سلام تک ذکر ہو او کار سے اور حالت نسیان میں  
محمول ہو گا اور پر ذکر یہ بخلاف اسکے کہ جب قصد لکونی سلام کرے تو وہ کلام ہو جاوے گا جس سے تسبیح و تکبیر سلام کا کنا قصد ہو  
یا بھوے سے چوتھے آہ اوہ یا اے کنا یا بھوے سے روٹا کسی مصیبت یا درد چھٹے غیر مذکر کے کنا سننا ساتویں جو حج بنیک کا  
انھوں نے نبی کا جواب انا لله وانا اليه راجعون سے دینا اور خبر خوش کا الحمد لله سے اور غریب کا سبحان الله  
یا اے الا الله سے توین سوا امام کے اور کو قرائت کا نانا اور اپنے امام کو بعض شاخ نے کہا ہو کہ اگر قصد فرض کے  
پیر ہو جائے یا ایک بیت اوستے دوسری تہیت پڑھی اور اوستے لقمہ یا بتانے والے کی نماز جاتی رہی اور اگر امام نے لقمہ لیا تو او کی  
بہم نماز فاسد ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا ہو کہ اگر امام کو بتا دیکر کسی صورت میں نماز ہو جاوے گی اور اسی پر فتویٰ ہو شیوخ  
دھیر کے پیر جی اے رھون جنس حکم پر سجدہ کرنا یا رھون جنس جو آدمیوں سے لگتے ہیں وہ مانگا جیسے کہ یا اللہ لی طافی عورت سے میرا







نابت نہیں جتنا اور کمالیہ تہذیب میں ہر ایک فریاد کیا اور اسکے واسطے مسلم نے اور فرمایا حضرت علیؑ علیہ وسلم نے کعبہ  
 حادث ہو کوئی حادثہ تو تسبیح کے رہایت کیا اور سکوٹا سے جسے اور امام کا ستر و تہ تیون کی کعبہ کفایت کرتا اور جو  
 جانے کہ میں کوئی نہ دیکھا اور تکمیل ہو تو سترے کا نہ کاڑا درست ہوتا کہ نہ مارا چھی اخترت علیؑ علیہ وسلم نے  
 بطحا مکہ میں اور مکہ سامنے ایک نیرہ تھا اور عترین اور گئے گئے تھے اور سکا اور دھراؤ تھا واسطے قوم کے ستر و  
 اور روایت کیا ہنگو بخاری و مسلم نے اور خراج کیا ابو ذرؓ اور نے اسی باب میں ہننا صبح سے بعد بعد میں عروہ العاصی

### فصل مکروہات نماز میں

یہ کہ سدل کپڑے کا اور وہ پیر ہر چادر کو سرا کندھے پر ڈالنے اور اس کے کناروں کو چھوڑ دینے اس طرح ہر کپڑے کے زیر بار  
 قبایں ہر کندھوں پر ڈالنے اور دونوں آستینوں کو ہاتھوں میں پٹالے اور دونوں طرفوں کو لٹا دینا اس وقت کہ منع کیا حضرت  
 علیؑ علیہ وسلم نے سدل سے نماز میں اور اس کے آدھی بڑھاپ کیونکہ وہ اپنا روایت کیا اور سکو ابہ داؤد اور حاکم نے  
 اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ منع کیا حضرت علیؑ علیہ وسلم نے اس کے ڈھانچہ ہونے یا نہ ہونے لیکن اسناد میں اس کی  
 کام نہ کو نہیں بہر صورت ہرگز ایک محبت ہو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے منع کیا ناگو چھپانے سے روایت کی علیؑ  
 نے اور اسی طرح سعید بن مسید اور ابی ہریرہؓ اور عطاء مکروہ رکھتے تھے اور سکو خراج کیا ابن انار کا ابن ابی شیبہ نے  
 میں صر و سر کپڑے کو مینا خاک اور بشار سے تیسرے کپڑے یا دیکھا یا نہ کیا کیونکہ ابی حضرت علیؑ علیہ وسلم نے  
 کہ اللہ تعالیٰ نے مکروہ دیکھیں واسطے تمہارے تین چیزیں عیشت یعنی بغاوت کا مکرر نماز میں اور رقت رکھیں اور ہنسی خبر میں  
 روایت کیا اور سکو قضا میں نے طریق ابن المبارک سے انھوں نے اعلیٰ بن عباسؓ سے انھوں نے علیؑ علیہ وسلم سے انھوں نے  
 یہ بھی بن ابی کثیر سے سزل صر و سر سب بالون کا جمع کرنا بالون کو لپیٹ کے جڑ میں داخل کرنا یا نہ کیا کیونکہ روایت کی علیؑ علیہ وسلم نے  
 نے انھوں نے قریب انھوں نے محمول بن اسد انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے ابو رافع سے کہا کہ منع کیا حضرت علیؑ علیہ وسلم نے  
 نماز سے اوش شخص کو کہ باندھ ہو بالون کو سر پر اور اسکو عربی میں عقش کہتے ہیں اور روایت کیا اور سکو طیلانی نے اور اس  
 شخص کے بجائے نام سعید بن زبیریؓ کا لیا اور کہا کہ انھوں نے ابو رافع سے انھوں نے اس حدیث سے اور یہی حدیث روایت کی اور روایت کیا اور سکو  
 اس بن ابی ہریرہؓ سے بیان ہوئی سند میں ہے اور یہی شخصوں میں حرمی ہر حاج میں صر و سر میں ان کیوں کہ جبنا ف کہہ کر روایت کی ابی ہریرہؓ  
 سنہاٹ سے انھوں نے حضرت علیؑ علیہ وسلم نے کہ فرمایا حضرت علیؑ علیہ وسلم نے نہ چٹا تو اوٹگیوں کو اور تو نماز میں ہووے اور  
 نصف ہر حالت میں بلکہ شامی نے کہ وہ کذا یہ ہر احد افنی ہر صر و سر گردن پھیر کر دیکھنا اور دیکھ کے گوشے سے ہر  
 گردن پھیر سچے مکروہ نہیں کہ صاحب ہلیہ نے کہ فرمایا حضرت علیؑ علیہ وسلم نے کہ اگر جانے علیؑ علیہ وسلم کو پکارنا ہر اور  
 کسے سرگوشی کرنا یا اللہ تعالیٰ کہے اور یہ حدیث اس سند سے نہیں لی لیکن روایت کی ہر قبی نے شعب الایان میں کہ  
 کہ فرمایا حضرت علیؑ علیہ وسلم نے نہیں ہر کوئی نمون کہ نماز پڑھے کھڑے ہوئے کہ بگو کہ کہ دیتا یا اللہ سپر کہ فرشتہ کہ پکارا کہ  
 آدم کے کہ جانتا کہ کیا ہر نماز میں تیری اوکس سرگوشی کرتا ہو تو توہ القات کرنا اور القات کے معنی یہ ہیں کہ اوہر اوہر دیکھنا اور  
 روایت کی حاکم نے اور صحیح کیا اور سکو ابو ذرؓ نے ابو ذرؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شہر رہتا ہر اللہ مقبوضہ طرٹ

بنارس کے اور وہ نماز میں ہوتا ہے پھر جب التفات کرتا ہے تو نہ پہچانتا ہے اس لئے کہ وہ اپنے اوستہ اور روایت ہو انیس کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ تو التفات سے نماز میں اس واسطے کہ التفات ہلاک کرنے والا ہے تو اگر ضرور ہو تو نفل میں نہ فرض میں کیا اس کو ترمذی صحیح کیا اس کو اسنے گردن پھیرے کر وہ نہیں کیونکہ روایت کی ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے و صحیح کیا اس کو عبد الباقین عباس سے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم التفات کرتے نماز میں دانتیں بائیں اور نہ پھیپھرتے تھے گردن اپنی کہا ترمذی نے کہ یہ غریب ہے اور کہا ابن القفطان کہ صحیح ہے اگرچہ ترمذی کے طریقے غریب ہے اور طاہر ہوا اس کا ایک طریقہ دوسرا سند بزار میں حص شاتورین کنکریوں کا ہٹانا مگر ایک بار سجدے کے لیے ف اس واسطے کہ یہ بھی ایک عیب سے ہے مگر یہ کہ جب سجدہ کرنے کی جاوے تو اس وقت ایک بار ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واسطے ابوذر کے کہ کیا راوی ابو ذر ورنہ چھوڑا اس کو اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی اور روایت کیا اس کو عبد الزراق نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہڑ کو بیان تک کہ پوچھا میں نے آپ کو کئی دن بٹانے کو کہا کہ ایک بار حضرت دیتا ہوں میں اور اسی طرح روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ اور روایت کیا گیا مقوف کا ماؤ قطنی نے اور وہی چیز ہے اور روایت ہے کتب ستہ میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ مسح کر کنکریوں کو اور تو نماز پڑھتا ہو اور اگر ضرورت پڑے تو ایک بار اور راوی اسکے یقیناً بن حص آٹھویں کمر پر ہاتھ رکھنا تف کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس روایت کی جامع نے سو ابن ماجہ ابوشبریکہ کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نماز پڑھنے آدمی کمر پر ہاتھ رکھنے اور دوسری وجہ کہ است کی یہ ہے کہ مخالف ہیں سنت مشرور کے اور وہ ہاتھوں کا باز نہ ہونا ہذا کے پیچھے حص نویں دونوں ہاتھوں کا یکجہتی اور سینے کو آگے کرنا واسطے سعی کے دشواری گئے کی طرح بیٹھنا اس طرح کہ دونوں سر پر بیٹھکر اور دونوں زانو کو کھرا کرے گیا رتھوں سجہ کمین دونوں بازو کو بچھا دیا تف کیونکہ ہلے میں ہے کہ فرمایا حضرت ابو ذر نے کہ منع کیا مجھ سے دوستانہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں ایک یہ کہ چونچ ماروں مثل چونچ مارنے مرغ کے یعنی جلدی سجدہ میں جاؤں اور پھر جلدی اونٹن کھڑا ہوں اور یہ کہ بیٹھوں مثل بیٹھنے کے اور یہ کہ چھانڈوں میں بچھا لوٹری کا اور یہ کہ غریب ہر نہیں ملے گا اور سند احمد میں ہے ابوشبریکہ کہ منع کیا مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں اور ذکر کمین ہی چیزیں اول کی لیکن اخیر میں بیان کیا کہ التفات مانند التفات کوٹری کے اور صحیح حدیث حضرت عائشہ کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے گھالی شیطان اور گھالی شیطان کی نسبت کی طرح بیٹھنا ہوا اس کے کہ بچھا ہے آدمی دونوں بازو اپنے ہاتھ بچھائے ورنہ وسکی اللہ اعلم حص بارہویں چار زانو بغیر ٹخنوں اس واسطے کہ خلاف سنت ہے حص تیرہویں ایک امام کا کھڑا ہونا مسجد کی محراب میں یا مکان پر امام کا کھڑا ہونا یا قوم کا پیشے یا قوم کا مکان پر اور امام کا نیچے اس واسطے کہ وہ مشابہ ہوا ال کتاب کے کہ وہ امام کے واسطے ایک مکان اوچا بنا تے ہیں اور وہیں امام کھڑا ہوتا ہے اور وہاں بلندی بعضوں نے کہا ہے کہ بعد رقاست آدمی کے اور بعضوں نے کہا ہے ایک ہاتھ اور اس سے کم میں کراہت نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ کسی جب تنگ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ امام محراب میں کھڑا ہو حص چودھویں کھڑا ہونا صلی کا



کہ تصویر میں نبی ہیں اگر اوس پر یہ نہیں کرتا تو نماز پڑھنا وہاں مکروہ نہیں اور جب صورت اتنی چھوٹی ہو کہ دکھلائی نہیں جی یا سدا  
جیو ان اوس کی تصویر یا حیوان کی مگر اوس کا سر کٹا ہو تو مکروہ نہیں اور راز لانا چھپو اور سانپ کا بھی نماز میں مکروہ نہیں ہے  
کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم **اَتَقْلَقُ الْاَلَا سَبُّكَ اِنَّ وَكَوْكَتُ لَوْ فِي الصَّلَاةِ** یعنی قتل کرو بچو اور سانپ کو اگر چم  
ناز میں ہو کہ نماز میں حدیث صحیح ہو اور اس میں اگر عمل کثیر بھی ہو تو بھی نماز میں کچھ حرج نہیں اور یہی صحیح ہے اصل اور حسن  
گھر میں کہ مسی ہو اوس نظر کی حجت پریشاب کرنا مکروہ نہیں اس واسطے کہ وہ حکم مسی کا نہیں رکھتا کہ بیشاب و مسپر مکروہ ہو

### باب تراور نوافل کے بیان میں

ترا نام غلطی کے نزدیک واجب ہوا و نزدیک صاحبین اور امام شافعی کے سنت خرف اور دلیل اسکے وجوب کی یہ کہ  
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اندر سے زیادہ کیا بخاری نمازوں میں ایک نماز کو آگاہ ہو کہ وہ وتر پڑھو اوسکو درمیان  
عشا کے طلوع فجر تک ایسا ہی ہر ایسے میں اور یہ حدیث مروی ہے عمر بن العاص وعقبن عامر اور ابن عباس اور ابن عمر اور ابو  
خدری رضی اللہ عنہم سے اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابن عمر بن جابر مروی ہے اور خارج بن خذافہ اور ابو جعفر غفاری نے  
جابر بن عمر و عقبہ کی روایت کیا اوسکو اسحق بن راہویہ مسند میں ثنا اسود بن عیاد العزیز ثنا اسحق بن جابر  
عبد الرحمن بن یزید بن یحییٰ بن ابی احنیہ مروی کہ عبد اللہ بن عمر بن العاص وعقبہ  
ابن عامر عن عبد اللہ بن مسعود ان الله عز وجل قال اذا كان من الليل فاستسجدوا له فلن اغفر له الا ان يات بصلوة  
العشاء الى طلوع الفجر یعنی تحقیق کہ زیادہ کی تمکو اند ایک نماز کہ وہ بہتر ہو واسطے تمھارے سرخ چار یا یوں سنو اور  
وہ وتر ہو درمیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا یحییٰ بن عمر بن قرقہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سہ روایت کیا اوسکو  
واقطنی اور طبرانی نے نصر ابو عمرو سے اس سے عکرمہ سے ابن عباس اور ضعیف کیا اوسکو واقطنی نے بسبب نفر کے  
اور لیکن حدیث ابن عمر کی سہ خارج کیا اوسکو واقطنی نے غرائب مالک میں اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجحج کے  
اور الفاظ اوسکے یہ ہیں ان الله عز وجل قال اذا كان من الليل فاستسجدوا له فلن اغفر له الا ان يات بصلوة  
اور الفاظ اوسکے وہی ہیں جو حدیث ابن عباس میں جسکو روایت کیا طبرانی نے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابن عمر بن جابر  
کی خارج کیا اوسکو واقطنی نے اور اس میں یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم کیا ہما سو جمع ہو ہم سو بیان کی حضرت نے تقریب اللہ کی اور  
اوسکی پھر کیا کہ تحقیق اندر زیادہ کیا تمھارے واسطے ایک نماز کو اور حکم کیا ہما وتر کا اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ محمد بن عبد اللہ بن عمر  
کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ مصنف میں **كُلُّ شَيْءٍ اَبُو بَكْرٍ اَللّٰهُمَّ عَنَّا حَجَّاجٌ عَنَّا عُمَرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنَّا**  
**اَبِيٌّ عَنَّا جَدٌّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَادَ كَوْصَلَةٍ اِلَى صَلَاةٍ كَوْهِيَ الْوُشْمِ**  
یعنی اندر زیادہ کیا واسطے تمھارے ایک نماز کو اور وہ وتر ہو اور سنا اسکی صحیح ہو لیکن حجاج میں کچھ کلام ہو نہ حال ورجہ  
حسن کم نہیں اور جابر بن ابی بصیر کی روایت کیا اوسکو حاکم نے ابن ابی عمیر سے انھوں نے عمرو بن العاص سے کہا کہ سنا سننے  
ابو بصیر غفاری کہ کہتے تھے سنا سننے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تھے تھے تحقیق کہ زیادہ کی اندر نے تمکو ایک نماز اور وہ  
وتر ہو تو پڑھو اوسکو درمیان عشا کے نماز صبح تک اور سنا کہ اوس کے حاکم نے لیکن ابن ابی عمیر سے کہا کہ سنا سننے

وہ وتر ہو درمیان عشا کے طلوع فجر تک اور ضعیف کیا یحییٰ بن عمر بن قرقہ کو اور لیکن حدیث ابن عباس کی سہ روایت کیا اوسکو

واقطنی اور طبرانی نے نصر ابو عمرو سے اس سے عکرمہ سے ابن عباس اور ضعیف کیا اوسکو واقطنی نے بسبب نفر کے

اور لیکن حدیث ابن عمر کی سہ خارج کیا اوسکو واقطنی نے غرائب مالک میں اور ضعیف کیا اوسکو ساتھ حمید بن ابی الجحج کے

اور الفاظ اوسکے یہ ہیں ان الله عز وجل قال اذا كان من الليل فاستسجدوا له فلن اغفر له الا ان يات بصلوة

اور الفاظ اوسکے وہی ہیں جو حدیث ابن عباس میں جسکو روایت کیا طبرانی نے اور لیکن حدیث عمرو بن شعیب عن ابن عمر بن جابر



اول

حضرت کیا کہ ان کا کہ تلو اسے تحقیق کہ اندر سے فرض کہیں اور پیرا پنج نمازین بن رات میں اور یہ وفات تھوڑے دن پہلے اپنے  
 کما تھا اور روایت کی ابن حبان نے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ان کے ساتھ شہان میں تو پھر عین ایک کعبہ میں اور  
 وتر پڑھا پھر انشا کی التجا پڑا آپ کی دوسری رات اور آپ نکلے نماز کی واسطے تو پھر چلا اور اسے محراب سے پھر فرمایا آپ نے غوث کیا اپنے  
 کہ فرض ہو گیا و تمہارے اور اس میں سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح اٹھ کعبہ میں پڑھتے ہیں  
 اور بھی مروی ہیں میں سواتر مذی کے کہ فرمایا حضرت نے وتر واجب بحق ہے اور پھر ہر مسلمان کو سوچو جنس چاہے وتر پڑھے یا  
 یا کعبہ کو تو ان کو اور پکا ساتھ تین کعبہ کو اور چاہے ساتھ ایک کعبہ کے اور اس ثابت ہو جائے کہ وتر واجب نہیں اور روایت کیا کہ  
 ابن حبان اور حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور پھر طحاوی و حاکم نے اور جواب اول سے یہ کہ ایک کعبہ ہے کہ اور اس میں عین ثابت  
 ہو تا تو جائز ہے کہ یہ سبب غدر کے ہووے اور اس بات پر اتفاق ہے کہ فرض چار پائے پر سبب غیب کی چیز وغیرہ کے پڑھنا جائز ہے یا  
 یہ کہ واقعہ میں جو پڑھ کرے ہو گا کیونکہ وجوب وتر کا ساتھ وجوب پانچوں نمازوں کے نہیں ہے بلکہ متاخر ہے اور دوسرے کہ مروی ہے وہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ اترتے تھے سواری پر واسطے وتر کے اور روایت کی طحاوی نے نافع سے نبیوں ابن عمر تحقیق کر وہ نماز پڑھتے  
 سواری پر اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور جانتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے معمر سے  
 اور نبیوں نے حبیبہ انھوں نے کہا کہ ابن عمر جب راہ دے رکھتے تھے وتر پڑھتے تھے کا اترتے تھے اور وتر پڑھتے تھے زمین پر اور کہا ابن عمر  
 کہ یہ چاہیے تھیں تھیں سے کہ چھٹے سواری پر کیا حکم ہو اس کا سوا کہ اگر جانان سب لوگوں نے کہ حضرت عمر پڑھتے تھے زمین پر  
 اور کہا ابراہیم نخعی نے کہ صحابہ نماز پڑھتے تھے پانی سواریوں اور جانوروں پر جس طرف ہوتا تھا موڑنا ہوتا تھا اگر فرض اور وتر کو کہ وہ  
 پڑھتے تھے ان دونوں کو زمین پر اخرج کیا ان دونوں کو ان ابی شیبہ نے معمر سے کہ وہ معلوم ہوا کہ سواری پر وتر پڑھنا  
 آپ کا یا تو قبل وجوب کے یا بعد رخصت اور معاویہ کی روایت سے جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ وجوب وتر کا بعد سفر کے ہووے اور دوسرے  
 یہ کہ وہ حضرت کی ان نمازوں کے وہ نمازین ہیں جن کا ایک ایک وقت خاص علی و معمر ہر مثل پانچوں نماز کے خلاف وہ ایک کے کہ وہ  
 تابع ہر عشا کے اور وقت اور عشا کا ہر جیسا کہ عاقل پر پوشیدہ نہ ہو گا اور تیسری روایت سے جواب یہ ہے کہ یہ حکم قبل وجوب  
 وتر کے ہو گا اور دوسرے کہ اگر وہ وتر پڑھ کر ساری کعبہ میں تراویح کی مع وتر اور وہیں کیونکہ اٹھ کعبہ میں تراویح کی اور تین وتر کی ملک کے  
 کیا وہ وتر میں یعنی طاق ہیں جنت نہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ تصریح ہے روایت صحیحی میں ہیں حدیث کے کہ فرمایا آپ نے  
 سُبْحَتِیْ اَنْ یَّکْتُبَ عَلَیْکُمْ لَوْ اَنَّ الدَّلَّیْلَ یَعْنِیْ غُوثَ ہر حکم کہ فرض ہو جائے تمہارے نماز رات کی تو اب معلوم ہوا کہ وجوب کی  
 لفظ سے حدیث میں وجوب لغوی معنی ضرورت کے ملو نہیں بلکہ وجوب شرعی ہے اور اسی شایع ہے کہ یہ کار شاد فرمایا بطور تاکید کے  
 و مَن لَوْ کَانَ تَوَافُکَیْسَ مِثْلَ ابْنِیْ جُوْرَہِ مِثْلَ ہر وہ ہم میں سے نہیں اور وتر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ و تابعین اور  
 تبع تابعین نے مطہرت کی ہر واللہ اَعْلَمُ بالصواب اور وتر کی تین کعبہ میں ایک سلام سے اور انام شافعی کے نزدیک و  
 سلام کرے و اول ہمارے یہ ہے کہ روایت کی حضرت عائشہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے تین کعبہ میں سلام پڑھتے  
 تھے ہر نماز میں روایت کیا کہ انھوں نے اور کہا صحیح ہے اور پھر طحاوی و حاکم نے اور اسی طرح روایت کی انسانی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نہیں سلام پڑھتے تھے پچھرون دونوں کعبہ کو اور روایت کی حاکم نے نسائی کہ ابن عمر تھے سلام پڑھتے وتر کعبہ کو بعد وتر میں





اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر تین رکعت میں کیا ابی ہشیم رحمہ اللہ ثنا عن محمد بن حنفیہ عن اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر  
 قال اجماع المسلمون على ان الوتر ثلاث ركعات لا يسلم في اخر ركعاتها يعني اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر  
 تین رکعتیں ہیں نہ سلام چھ کر کے آخروں کی طحاوی عبد الرحمن بن ابی زیاد سے انھوں نے اپنے پاس انھوں نے  
 ساتھ قیون کسب تابعی ابن سعید بن المسیب اور عروہ و قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خارج بن زید اور عبد اللہ  
 بن عبد اللہ و سلیمان بن یسار کہا سب نے کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام چھ کر کے آخر رکعت کے بعد اور امام شافعی کے نزدیک  
 چارہ ایک رکعت پڑھے چارے تین چارے پانچ اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو ابو بکر گزری اور فرمایا حضرت ابو بکر کعبہ و احکام  
 میں اخرا للیل یعنی وتر ایک رکعت اور آخرات میں اور یہ حدیث صحیح بخاری میں بر عریض حاصل سب باتوں کا یہ کہ حدیث  
 دونوں طرف موجود ہیں لیکن مسیح ہی کہ تین سے کم بھی نہ پڑھے اور زیادہ کرے کیونکہ تین رکعت کا ثبوت بہ نماز مغرب  
 بھی ہو سکتا ہے اور پانچ اور سات وغیرہ کا نظیر موجود نہیں اور اسی طرح ایک رکعت پڑھنے سے بھی وارد ہوئی تو مقتدا  
 احتیاط یہی کہ تین رکعت پڑھے کہ سب کے نزدیک درست ہو و اللہ اعلم بالصواب صہبت مسیحی رکعت  
 وتر میں قبل رکوع کے دونوں ہاتھ اٹھا کر کعبہ کے کعبہ کے دھارے اور امام شافعی کے نزدیک تین رکعتوں میں  
 سے آخر میں تک قنوت پڑھے اور پھر کبھی وتر میں نہ پڑھے و ہا جاتا چاہیے کہ اس جگہ کہ تین رکعتوں میں اول قنوت کہ سب  
 قنوت پڑھے وتر میں تو قنوت پڑھے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے دوسرے یہ کہ قنوت وتر میں تمام سال پڑھا کرے یا فقط  
 الغیب آخر رمضان میں اور تیسرے یہ کہ سوا وتر میں اور جگہ بھی قنوت پڑھے یا نہ پڑھے تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ سوا وتر کے  
 اور کسی نماز میں دھارے قنوت پڑھنا درست نہیں اور امام شافعی کے نزدیک فجر کی اخیر رکعت میں بعد رکوع کے بھی قنوت پڑھا کر  
 و تا اول مسلمین امام شافعی کی دلیل یہ ہے جو روایت کی طارق بنی نے سوید بن غفیل سے کہا کہ سنا میں ابو بکر اور عمر اور  
 عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے کہ کہتے تھے پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت آخر وتر میں اور آخر وتر کا بعد رکوع کے  
 لیکن جواب اسکا یہ ہے کہ آخر رکوع کا جب ہوتا ہے کہ نصف پڑھ جاوے اور اس صورت میں قبل رکوع بھی قنوت پڑھنا آخر نماز  
 میں ہے اور ایک حدیث صحیح ہے انکی دلیل یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے حسن بن علی سے اور صحیح کیا اوسکو کہنا کہ سنا میں مجاہد رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کلمات کہتا ہوں میں اؤ کو وتر میں جب اؤٹا ہوں سرنا اللہ خدا ھدی فی فہم ھدی ھدی  
 آخر رک اور بیان اسکا قنوت میں اؤٹا اور دلیل بھاری یہ ہے جو روایت کی نسائی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد وغیرہم نے  
 ابی بن کعبہ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں پڑھتے تھے قنوت قبل رکوع کے اور ایک لفظ میں نسائی کے ہے کہ تھے وتر پڑھتے  
 ساتھ تین رکعتوں میں سب سے پہلے اؤٹا اور دوسری میں قل یا اھیا الکریم و ان وتیسری میں قل ھو  
 احد پڑھتے تھے اور ضعیف کیا اس حدیث کو ابو داؤد و ابی نعیم طبرانی اور صحیح ہے کہ زیادہ ثقہ کی اگرچہ تفسیر میں ہے اور اگر تسلیم کریں تو یہ حدیث  
 کی ضعیف ہے کتاب القنوت میں ابو صحیح عبد اللہ بن عوف سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی تین قبل رکوع کے اور ذکر کیا اؤٹا و ان  
 ابو جریح تحقیق میں اؤٹا کیا اؤٹا اور بھی روایت کی ابی ہشیم رحمہ اللہ ثنا عن محمد بن حنفیہ عن اجماع کیا مسلمانوں نے کہ وتر  
 عن ابی ہشیم عن علقمہ عن عبد اللہ بن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قنوت قبل الوتر





عبداللہ سے کہہ کر انہیں قنوت پڑھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح میں مگر ایک مہینہ بھر ترک کیا اور سکو بڑھ رہا اور سکو قبل کی  
اور بعد اسکا وضعیف کیا اور سکو ساتھ قضا کے ترک کیا اور سکو احمد بن حنبل نے اور ابن عیینہ اور وضعیف کیا اور سکو بڑھ رہا  
علی فلاں ابو حاتم نے اور مال اکل القنوت کا یہ بکرہ وہ کثیر الوہم تھا ثواب بہ حدیث رفعہ اعلیٰ حدیث قویٰ کا یہ ابو ہریرہ سے مروی ہے  
اور جواب کا یہ بکرہ اس طرح ابو جعفر میں کلام ہے کہ ابن الدیہ نے اور میں خلط کرتا تھا حدیث میں اور کہا ابن عیینہ نے خطا کرتا تھا  
اور کہا احمد قوی نہیں اور کہا ابو جعفر نے کما کی کثیرہ گشت گشت اور ہم کرتا تھا بہت اور کہا ابن حبان نے کہ وہ منقول ہوتا تھا ساتھ  
ذکر حدیثوں کے علماء مشہورین اور قوی ہر قضا کی حدیث کو وہ جو روایت کی قیس بن ریح نے عاصم بن سلیمان کہا کہ اگر کہا  
ہو نہ وہ سلفہ انس کے کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پڑھتے تھے قنوت فجر میں کہا انس سے کچھ مجھ بڑے  
وہ نہیں پڑھی قنوت غریت مگر ایک حدیث کہ بدو عاکر نے تھے ایک قبیلہ قبیلوں میں شکر میں تو یہ حدیث خود مخالف ہے حدیث ابن  
اوقیس میں ہی اس حدیث میں اگر وضعیف وضعیف کیا اور سکو بھی بن عیینہ نے لیکو توشن کی اور سکی اور لوگوں اور یہ حال ابو جعفر  
کہ نہیں بلکہ اسکے برابر ہی اور اسے زیادہ ہوا اعتبار میں کیونکہ وضعیف کرنے والے قیس کے کہ بن وضعیف کرنے والوں ابو جعفر سے  
اور وضعیف کیا بھی بن عیینہ نے بسبب اس کے جو کہا احمد بن سعید بن ابی اسلمہ جو چاہتے ہیں قیس بن ریح کو سوا کہ وضعیف نہیں ہے  
یا یہ حدیث اسکی کہ وہ حدیث بیان کرتا ہے اور حدیث ہے اور یہ وضعیف ہے حدیث کو نہیں اسکا کہ روایت کا  
غالبی ہے اور سکی ذکر حدیث میں بدل منقول ہے لیکو وضعیف کیا اور سکو اور لوگوں نے سوہم بھی کہ بھی کہا انسانی نے متروک ہوا کہ انسانی  
ضعیف ہے اور مروی ہے اسکا کہ وہ کثیر الخلق تھا اور روایت کی لغت حدیث میں منکر وہ تھے وکیع اور ابن الدیہ وضعیف کرتے تھے اور سکو  
اور کلام کیا ان میں امام الثمین بھی بن سعید القطار نے لیکو تھے شعبہ کے شمار کرتے تھے قیس بن ریح و تشیع کی انہوں نے بھی بن سعید  
بسبب تضعیف وکی کے قیس کو کہا ابو قتیبہ نے کہا واسطی سے شعبہ لازم کہ قیس بن ریح کو اور کہا ابن حبان نے وضعیف  
حدیث قیس کی روایات قیا اور متاخرین سے اور تلاش کی سینہ اوکی تو دیکھا سینہ او سکی امانت اور حبان تھا اور زیادہ  
ہو اس کا سوا تو بڑا گیا احتفاظ اسکا اور اکثر وہ تین اوکی مستقیم ہیں اور کہا ابو حاتم نے محل اسکا صدق ہے اور قوی نہیں اور کہا  
شمس الدین چشتی قول مستقر اول شعبہ ہر انہیں حرج ہے ساتھ اسکے کہ کہ لوگ ابو جعفر نے ہی اور موید ہے اور سکی وہ جو روایت کیا اور سکو اس  
خطیبی ہادی نے کتاب القنوت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جب کہ بدو عاکر نے کسی قوم کو اور سنہ  
اسکی صبح اور وضعیف کیا ابن ابی حاتم نے اور میں ریت انس کے کہ پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نماز صبح میں یہاں تک انتقال  
کیا آنحضرت کی اوپر اور کہا کہ یوں حدیث میں جو میں ہمارے کتابوں کی مخالفت چاہیے بسبب اس بات کہ وہ جانتا تھا کہ یہ حدیث  
باطل ہے اور بعض روایات اسکی مشہور بالوضع ہوتی ہیں اور فرمایا حضرت جو حدیث بیان کرتے ہیں ایسی حدیث جو جانتا ہے کہ وہ مجھ  
جو تو بھی کا دین میں ہے اور ایک حدیث صحیح روایت کی امام ابو جعفر نے صاحب نے خواہن ابی سلیمان انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے  
معلقہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قنوت پڑھی جو میں کبھی مگر ایک موبینا اور دیکھا قبل اس  
اور بعد اسکا و اس میں میں قنوت پڑھی واسطی بدو عاکر ایک قوم پرشکرین سے اور اس سناد میں کسی طرح کا غبار نہیں اور  
اسی واسطی خود انس نے صبح میں قنوت نہیں پڑھی جیسے کہ روایت کی طبرانی نے حکم ثناء عبد اللہ بن مسعود







حسن

اور عیدین میں بھی

برتر میں ساری سے روایت کیا اسکو نسائی نے اور چار کعبین قبل نماز کے دو تیس ایک ہی سلام ہی یعنی دو رکعتوں کے بعد سلام  
 نہ پھیرے بلکہ جب چاروں پڑھے اور امام شافعی کے نزدیک وہ کر کے پڑھے اور تسک کیا یعنی اوس سے جو روایت کی ابو داؤد نے  
 اور ترمذی نے شمس بن ابوالیوب انصاری کہ فرمایا حضرت نے کہ چار قبل نماز کے نہیں تیرا یعنی سلام کھولے جائے میں اونکے  
 واسطے دروازے آسمان کے اضعیف ہے یہ حدیث بسید ابوعبیدین معتب ضبی کے اور ایک لفظ میں ترمذی کی شامل میں ہے  
 کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اس کا ایک سرطریقہ جو روایت کیا اسکو امام محمد بن حسن نے  
 سوطی میں حدیث شمس بن ابوالیوب عن ابی ابراہیم و الشعمی عن ابی ابیوبہ انصاری انہ علیہ السلام  
 کان یصلح اربعاً اذا زالت الشمس فسأله ابو ابیوبہ عن ذلك فقال ان ابواب السماء تفتح فی هذه  
 الساعة فاحب ان یصلح فی فی تلك الساعة یحیی قلقت فی کل من قراءۃ قال نعم قلت ایصلح ان یصلح  
 یسألہ قال لا یعنی تھے حضرت پڑھتے چار کعبین قبل نماز وقت زوال آفتاب کے تو سوال کیا اور اسے ابو ابیوبہ اس سے پوچھا  
 حضرت کہ کھولے جاتے ہیں اس ساعت میں دروازہ آسمان کو چاہتا ہوں میں کہ پڑھے اس ساعت میں میری کوئی نیکی کہ اس میں  
 کیا سب کعبتوں میں قنوت ہو فرمایا کہ ہاں کہ اس میں کیا فصل کیا جاؤں چاروں میں ساتھ سلام کے فرمایا کہ نہیں یعنی چار کعبت  
 کعبہ میں سلام پھیریں اور دن میں چار کعبت قبل نماز پڑھنا ایسا سلام سے مکروہ میں اور ات کو اٹھنے کے بعد زیادہ چار  
 کعبتیں دن میں ایک سلام سے پڑھنا افضل میں اور صبح میں نزدیکات میں ہر دو رکعت میں ایک سلام چاہیے اور اگر  
 اس میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ کیا اس پر اگر کراہیت نہ ہو تو زیادہ کرنے واسطے تعلیم جواز کے اور افضل رات  
 میں نزدیک صبح میں دو دو ہیں اور دن میں چار چار اور امام شافعی کے نزدیک ات دن میں دو دو پڑھنا افضل ہے اور امام ابوحنیفہ  
 کے نزدیک چار چار پڑھنا رات دن میں قبل میں امام شافعی کی دلیل قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ صلوات اللیل والنہار صلاتہ  
 یعنی نماز میں رات کی دو دو ہیں روایت کیا اسکو صاحب بن ابی شیبہ ابن عمر سے اور صاحب بن عمر سے کہ نزدیک اعتبار تراویح میں ہے اور  
 یہ حدیث اسکی اسناد میں شعبہ کہ ترمذی نے اختلاف کیا اصحاب شعبہ نے اوس میں تو بعضوں نے اوس کو رفع کیا اور بعضوں نے وقف کیا  
 اور روایت کیا اسکو ثقات نے نعمیہ ابن عمر سے اور ذکر کیا اوس میں رات کی نماز کو اور زمین میں کیا دن کی نماز کو اور ایسا ہی  
 صحیح میں اور کہ انسانی نے یہ حدیث نزدیک میر خطا ز اور وہ جو نسائی نے کہا سنن کبریٰ میں کہ اسناد اوسکی جید نہیں  
 معارض ہو اوس کلام کی اسوۃ کہ وجود سنن میں مانع ہے خطا دوسری جہت سے کہ عارض ہوئی ہوا ثقات کو اور سیوطی روایت کیا اور  
 حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں پھر کہا کہ جال اسکے ثقہ ہیں مگر یہ کہ اس میں علت ہو کہ اوس کے ذکر سے کلام طویل ہو گا انتہی اور بے  
 تسلیم کے قرآن کا جواب ہم دینگے اور خود صاحبین کی دلیل ہے کہ فرمایا حضرت نے صلوات اللیل صلاتہ یعنی نماز رات کی دو دو ہیں  
 اور زمین ذکر کیا اوس میں دن کی نماز کو اور دلیل امام صاحب کی یہ ہے جو کہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے عشا کی کبھی اور آئے میرے پاس گھر میں چار کعبتیں اور اس سے معلوم ہوا کہ رات میں چار کعبتیں ایسا سلام سے آئے پھر پھر  
 اور روایت کی ابو داؤد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی جماعت سے پھر جاتے تھے گھر میں اور پڑھتے  
 چار کعبتیں پھر جاتے تھے اپنے فرش پر سو گواہ حدیث تک اور صحیح مسلم میں یہ حدیث معاذ سے کہ پوچھا اور اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

[illegible]





اولیٰ  
ابن ابی شیبہ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رمضان میں بیس کعتیں سوا وتر کے سو ضعیف ہر سبب بشیبا براہیم بن عثمان جلیلم  
ابو بکر بن ابی شیبہ کے اتفاق کیا گیا ہے اور اسکے ضعیف پر باوجود اسکے کہ مخالف ہر روایت صحیحہ کے مترجم کتابی ابراہیم بن عثمان جلیلم  
کو ذکر کیا ہے اس میں بھی تین اختلاف ہیں کہ روایت کی عثمان دارقطنی ابن مسعود کہ وہ ثقہ نہیں ہر اور کہا اچھے نے ضعیف ہر  
اور کہا بخاری سکوت کیا اوس اور کہا نسائی نے مشرک ہر حدیث اوسکی اور نہ کہا ابوشعبہ سے ایک وہ ہر جو روایت کی بغوی نے  
حدیث بیان کی جسے منصور بن ابی خزیمہ نے کہا حدیث بیان کی جسے ابوشعبہ نے اسے حکم سے اوس نے منقسم ہر انھوں نے  
ابن عباس سے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے رمضان میں سوا جماعت کے بیس کعت اور وتر اور پھر کہا شیخ ابن الہمام  
بان میں کہ تین حضرت عمر سے ثابت ہوئے موطا میں ہر تین روایت لکھا کہ تھے لوگ کھڑے ہوئے زمانہ عمر بن الخطاب  
میں ساتھ بیس کعتوں یعنی تین تراویح کی کعتیں اور تین وتر کی اور روایت کی بہیقی نے معرفت میں سائب بن یزید  
کہا کہ کھڑے ہوئے تھے ہم زمانہ عمر بن عثمان ساتھ بیس کعتوں اور وتر کے کہ انور علی خلاصہ میں انا و اوسکی صحیح و مترجم کتابی کہ روایت  
کی ابن ابی شیبہ نے ابن الخطاب کے انھوں نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھا سے اور اسکے ساتھ بیس کعتیں اور روایت  
کی ابو الحسن کہ کہ حدیث علی بن زید نے حکم کیا ایک شخص کو کہ پڑھے اس کے ساتھ بیس کعتیں اور عبد العزیز بن رفیع سے کہا کہ تھے ابی بن  
نہار پڑھتے ساتھ بیس کعتیں یعنی بیس رمضان کے بیس کعتیں اور وتر پڑھتے تھے تین کعتیں اور بیس سے انھوں نے ابی العتیری  
کہ وہ پڑھتے تھے پانچ سو بیس رمضان میں اور وتر پڑھتے تھے تین کعتیں اور ابی اسحق سے انھوں نے حارث سے کہ وہ امامت کرتے  
لوگوں کی رمضان میں رات کو ساتھ بیس کعتوں اور وتر پڑھتے تھے ساتھ تین کعتوں اور وقت پڑھتے تھے قبل کوغ کے اور  
خطا کو کہ ابی اصبہ نے آیا سینے کو کون کو اور وہ پڑھتے تھے بیس کعتیں مع وتر کے اور پھر کہا شیخ ابن الہمام کہ حال انا  
روایتوں کے قیام رمضان کے سنت اومیں گیا کہ کعتیں ہیں مع وتر کے جماعت کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترک کیا  
یہ بیس کعتیں فریضہ کے اومیں نہانے کراں دونوں امروں میں کوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متحقق ہر اب تراویح سنت ہوگی اور ہیں  
کعتیں سنت خلفاء راشدین کی ہیں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تہ لازم ہر سنت میری اور سنت خلفاء راشدین کی بلاناہی و  
سنت ادنیٰ کے اور یہ لازم اس بات کو نہیں کہ تراویح کی بیسوں کعتیں سنت ہو جاوین اس واسطے کہ سنت اوس امر کو کہتے ہیں  
بسیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کی ہو مگر عذر سے اور بقدر ضرورت عذر کے مصلحت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کیا کہ کعت چوبیس تین کعتیں وتر کی ہو میں تو اس صورت میں بیس کعتیں صحیح ہونگی اور اگر او میں سے سنت جیسے کہ عادت  
بعد عشاء کے مستحب ہیں اور دو سنت اور ظاہر کلام شایع کا یہی ہے کہ سنت میری کعت ہیں اور مقتضی دلیل کا وہی جو ہم نے  
بیان کیا تو اس صورت میں اولیٰ وہ ہر جو قدوری میں ہر لفظ بیس کعت کا نہ جو کہ کیا صاحب ہر ابراہیم انا قال الشیخ ابن الہمام

### فصل نماز خسوف اور کسوف اور استسقا کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ خسوف چاند کے تاریک ہونے کو کہتے ہیں اور کسوف آفتاب کے تاریک ہونے کو اور بعض اہل فہم کے مطابق کہتے ہیں  
اور ہندی میں اوسکو گن کہتے ہیں صرف کسوف کے امام جمعہ کا آدمیوں کے ساتھ دو رکعت پڑھے بغیر اذان اور اقامت کے  
بانتہ نقل کے اور ہر رکعت میں ایک کوع کرے اور امام شافعی کے نزدیک دو کوع کرے اور تراویح کا انھما کہ ابی بطلان حرکت کا کر



و زکات و قیومین میں اور ابد اسکے و عالم گئے بیان کتب کتابت شہن ہو جاوے اور غیثہ چڑھے اور عیالہ جسے کاما فہرہ کو الیہ الیہ زمین  
 اور غار خضوف بھی ایسی ہی ہوگا تو جن جماعت نہیں غف اور کعبہ کے باب میں بدستین مختلف ہوئیں ابنی وایات میں بدست  
 میں دو رکعت ہیں اور پیش میں تین وایات میں چار رکعت ہیں ہر کسب میں ایک رکعت میں اور ایک رکعت میں اور ایک رکعت میں  
 پانچ رکعت ہیں اور کسی روایت میں ایک رکعت اور نماز کے اس وقت کے کما علیا ہوا ہے کہ جب مختلف ہوئیں روایتیں جسک  
 کیا ہے ساتھ حال اور نماز میں کے اور بھی روایت کی اور اوڈ اور تری بیست شامل میں اور انسانی سے عبد اللہ بن عمر  
 بن العاص سے کہ کسوف ہوا آتش کا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو کھڑے ہوئے آپ اور طول کیا قیام کچھ رکعت کیا کسوف  
 نہ اوٹھا ہے تھے ہر نماز پر اوٹھا یا کسوف میں کھڑے تھے پھر بھی رو کیا سو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 کسوف میں کھڑے تھے ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 تک اور وہی ہے حکم عبد الرحمن بن عمر سے بھی غرض مختلف ہوئیں اس باب میں روایت کی حدیث عبد اللہ بن عمر بن العاص  
 کو ہا کہ نے اوٹھا ہے تھے ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 روایت کیا اور اس بنیادی ساتھ پیش کرنا اور کما کی بنیاد میں کھڑے تھے ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 امام احمد نے اور اس میں جسے پہلے دوسرے ہوا اور جسے پہلے دوسرے ہوا اور جسے پہلے دوسرے ہوا اور جسے پہلے دوسرے ہوا اور جسے پہلے دوسرے ہوا  
 غریب ہو گیا تھا اور کسوف کیا اور اس ایوڈ اور روایت کی اور اوڈ اور انسانی سے ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 ابن ابی ابراہیم اور کتب میں ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 و سلم نے حدیث میں کھڑے تھے ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 نے کہا کہ اگر اندھی اور تار کی میں بھی رہنا نہ سکتا ہے ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 اور بناری میں ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 امام صاحب نے نزدیک ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 نماز کسوف کی اور نماز میں اس کے حوت قرار دے اور اس میں اس کے حوت قرار دے اور اس میں اس کے حوت قرار دے اور اس میں اس کے حوت قرار دے  
 میں دو طریقہ ہیں اور طریقہ کا کہن ابان جیسا کہ روایت کیا اور اس میں اس کے حوت قرار دے اور اس میں اس کے حوت قرار دے اور اس میں اس کے حوت قرار دے  
 شاہدین روایت میں عباس بن کسوف میں ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 پانی برسانہ ہو جاوے ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس تفسیر میں ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 محمد نے نہیں نماز ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے  
 سے کسی حدیث میں کہ نماز ہر بھی رو کیا تو کسوف میں کھڑے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے ہر اوٹھا ہے تھے

ابن ابی ابراہیم

ابن ابی ابراہیم



اور نقلیہ فقیر کے مکروہ و ہوانہ تہا کہ قناب نکلے اور بل اسکی گزری صل اور بعد اقباب کلنے سے بھی نہیں کے  
مزدک قضا کرے اور امام محمد کے نزدیک وال تک قضا کرے اور بعد زوال کھٹکے اور اگر ساقہ منہ کے فوت کی  
ہو تو اگر قبل زوال کے قضا کرے تو دونوں کی قضا کرے اور میں شیعہ کے نزدیک نہ وال کچھ بھی ایسے کے نزدیک وال کے قضا کرے  
کی قضا ایشرف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت تعریف میں مجزوات ہونی چاہیے قضا کیا تھا اور سب ساقہ منہ کے  
قبل زوال کے ساقہ زان اور قناب کے جماعت اور یہ حدیث شرح وقایہ میں موجود ہے اور روایت ہر ابو قتادہ سے  
کہنا کہ میری ہنسنے ساقہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک رات یعنی جب تھوڑی رات باقی تھی سو کہا ہم سے بعض لوگوں نے کہا کہ  
یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا آپ نے فوف کیا بول میں کہ سو جاؤ تم نماز سے یعنی نماز فجر سے تب کہا مال نے  
جکا دو کھان میں آپ کو ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگ اور بلال نے اپنی اونٹنی پر کیا لٹایا اور وہ بھی سو گئے پھر جب جاگے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا کچھ کا کھل لیا کہ اتنا کہ کتاب کا پھر کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہاں کیا وہ جو چھنے کہا تھا اور  
جواب دیا مال نے کہ کبھی نہیں منہ کچھ کاسہ مجھ کو نہیں آئی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نے قبض کر لیں  
ارواح تھامی اور پھر چیر دینا پھر سوخت چاہتا ہوا ہر ای مال کہہ رہا ہوا اور زان سے غار کی اور نہ کیا اور سب بلال نے لٹایا  
اور سپید ہوا کھڑے ہوئے آپ اور نماز پڑھیں جماعت سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم ابو داؤد و نسائی ترمذی وغیرہ میں ہے اور  
ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جب جگا یا اور کاؤ قناب کی گرمی نے سو کھڑے ہوئے اور چلے پھاڑتے اور نہ کیا اور زان لٹایا  
مال نے پھر پڑھی انھوں نے سنت خجری بعد اسکے پڑھی نماز فجر کی اور سوا سوا آخر حدیث تک اور روایت کیا اسکو مالک  
نے زید بن اسلم سے سنا اور روایت کی نسائی نے ابن عباس سے اور اس سے ثابت ہوا کہ اور نماز ان کی قضا کرے تو بھی افغان  
اور قنابیت کہ اور جماعت پڑھے اور یہ حکم نقطہ سنت فجر میں ہے کیونکہ او میں تاکید زیادہ ہر سب ہنسنے سے اور باقی  
سنتوں میں یہ حکم نہیں صحت خبر کی چاہے کھوف ہر جماعت جائیگا یا نہ ترک کیا جائے گی اور بعد ازین کے قبل وہ کما  
سنت کے پڑھ لیکوے اور سوال نکلے کہ فی سنت قضا نہیں کیا ویکی ق کیونکہ سنتیں غرض اور عشا کی سنتیں ہیں اور  
مغرب کے اول میں سنت ہی نہیں اور غریب و رشا کے بعد کی سنتیں اگرچہ سنت ہیں لیکن ان کی تاکید نہیں اور نہ تہمیر کی پو  
را اشارہ فرمایا کہ ان کو عطا و ان طردہ کہ ان کی سبیل یعنی چوہ کو ان کو کہتوں کو اگر یہ روند و ایں تلکو کھوڑے اور چھوڑ  
او کوفایت کیا اور کہا ابو داؤد و ابو یوسف اور اسناد اسکی صحت ہو لیکن قابل قبول کے ہر ابو یوسف میں ہر حضرت عائشہ رضی  
سے کہ نہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ کھا رکھنے والے کسی فعل کو سنت فجر سے اور سنن ہنسان میں ہر کہ دور کہتیں  
قبل فجر کے بہترین دنیا سے اور جو او میں ہر اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت ظہر میں کہ چھوڑ چکا چار کھوت کہ  
قبل ظہر کے نہ چھوڑا اسکو و شفا مت میری اور یہ حدیث ہائے میں کہ ما شیخ ابن الہمام نے و انما مذکور میں حدیث  
مسند الطہر کا لہ آٹھ کو یعنی جو ذکر کیا اور سکو حضرت نے سنت ظہر میں سوا اسکو جو مانا ہر حدیث از او نہیں ملی  
لیکن مسیح بخاری میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے چار کھوت قبل ظہر کے اور دو کہتوں کو  
قبل فجر کے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں چھوڑتے تھے اسکو بھی ہر اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان کو نہ کھتی انھیں

قَالَ فِيهَا الرَّبُّ يَعْنِي رَبَّكَ كَرُوهُ كَعَتُونَ قَوْلُ خُبْرٍ كَقِيْدَةٍ اَوْ مِثْلِهِ مِنْ عَطَائِمٍ مِنْ مِلَّةِ تَعَالَى سَ اَخْرَجَ كَمَا كَا  
 اَبُو عَلِيٍّ لَمْ يَنْهَ عَنْ عَمْرٍ سَ اَوْرَاكَ اَحْمَدُ عَائِشَةَ مَعْرُوفَةً كَقَوْلِ رَسُولِ الْمَدِيْنَةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَرْثُهُ تَحْتَهُ سَنَتُونَ كَوَاوِرْ كَبِيْرٍ تَرْكُ كَقَوْلِهِ  
 لِيَكُنْ مِثْلُ مَنْ دَخَلَ سِنَةً اَبُو كَوَاوِرْ تَرْكُ كَبِيْرٍ كَوَاوِرْ تَرْكُ كَبِيْرٍ كَوَاوِرْ تَرْكُ كَبِيْرٍ كَوَاوِرْ تَرْكُ كَبِيْرٍ كَوَاوِرْ تَرْكُ كَبِيْرٍ كَوَاوِرْ تَرْكُ كَبِيْرٍ  
 بَنِي طَلْحَةَ اَنْ اَخُوْنُ بَنِي اَبِيْ اَهْوَلٍ تَحْتَهُ عَائِشَةُ رَضِيَ عَنْهَا سَ اَوْشِيْ خُصْمٌ لَمْ يَكُنْ اَكْبَرَ كَعَتٍ فَلَكَ جَمَاعَتُ  
 يَالِيْ جَمَاعَتِ اَوْسَ نَهِيْنٍ بَرَّحِيْ بَلَاكُ فُضِيْلَتِ جَمَاعَتِ كِيْ يَالِيْ تَوَاكُ كَسِيْنَتِ قَسْمُ كَهَانِيْ كَهَانِيْ نَازِمِيْنِ جَمَاعَتِ بَرَّحِيْ كَوَاوِرْ  
 اَكْبَرَ كَعَتِ يَالِيْ قَسْمُ كِيْ جَمْعُ كِيْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ جَمَاعَتِ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ جَمَاعَتِ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ جَمَاعَتِ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ  
 جَمَاعَتِ اَوْسِيْنِ بَرَّحِيْ تَحْتَهُ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ  
 بَحِيْ نَزْدِيْكَ فَرْضِ سَ شُرُوعِ كَسِيْ جَمْعُ كِيْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ كَوَاوِرْ  
 اَوْرَامُ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ  
 اَكْبَرَ كَعَتِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ اَوْ رُكُوعِ مِيْنِ

### باب قصا نمازون کے پڑھنے کے بیان میں

اگر کسی شخص کی ایک دن رات کی نماز یعنی پانچ نمازیں اور تیرہ وقت ہوئے ترتیب سے پڑھا فرض ہو اور بعض وقت ہی ہوں  
 بعض قصا اویس بھی ترتیب فرض ہوتی کیونکہ روایت کی دافطنی سے پھر پہلی سے اسمعیل بن ابیہرم حمانی سے انھوں  
 سعید بن عبد الرحمن جمعی سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص چوں  
 جاو نماز پڑھا یا کیا اوسکو اور سوقت میں کہ وہ ساتھ امام کے نماز پڑھتا ہی ہو تو تمام کرے نماز اپنی اور بعد اوسکے اوس قصا نماز کو  
 پڑھے اور جب فلان نماز سے تو اعادة کرے اوس نماز کو جو ساتھ امام کے پڑھی تھی اور روایت کیا اوسکو مالک نے  
 نافع سے انھوں نے ابن عمر سے موقوف کیا دافطنی اور ابو زرعد نے وقت اوسکا اور اختلاف کیا اوضوں نے اوس شخص میں  
 جس نے رفع میں خطا کی سو اوس میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے نسبت کی خطا کی طرف سعید بن عبد الرحمن کے اور بعضوں نے طرف ترویج  
 کے اور لیکن شک نہیں اس بات میں کہ رفع زیادتی اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے اور یہ دونوں شخص ثقہ ہیں کما جی میں جن میں  
 ترویجی میں نہیں حج سے ساتھ افسکے اور ایسا ہی کہا ابو داؤد اور احمد اور سی طرح توشیح کی ابن معین نے سعید کی اور ذکر کی تہی  
 توشیح اوسکی بہت لوگوں نے تیرن الاعتدال میں تو اگر کوئی کہے کہ یہ دونوں برابر مالک کے نہیں اور مالک نے وقف کیا اوسکا جو  
 اوسکا یہ کہ یہ مجھے معاویہ بن جریس میں برابر توشیح میں دونوں راویوں کی شرط ہے بلکہ زیادتی اور زیادت میں برابر ہونا  
 راویوں کا قوت میں شرط نہیں اور حجت نہ پڑی جاوے گی نہ ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص کہ سو جاو کسی نماز  
 یا بھول جاو اوسکو تو پڑھے یا اوسکو جب یاد کرے اور کیا کہو کہ اس سے یہ عبادہ نہیں ہوتا کہ اول جو اس نے نماز بھولے پڑھ لی اور  
 پھر اعادة کرے اور وہ نماز فاسد نہ گئی اور اول مسئلے کی یہ کہ روایت کی خرفی اور نسائی نے سعید اللہ بن مسعود سے کہا کہ  
 تحقیق میں نہیں کہ روک کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاو نمازوں دن ختم کر کے بیان تاک کہ کچھ رات گئی تھی سو جاو کیا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم مالک کو اور انھوں نے ان ہی سے پھر فرمایا کہ ہی اور نماز پڑھی اول نماز کی پھر فرمایا کہ ہی اور نماز پڑھی پھر فرمایا کہ ہی







[illegible]

بخاری

اور اگر یوں ہی چار پڑھیں تو ذرا تھکے ہوئے شیطان مردوں کے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی حص اور اگر سوچے  
میں کچھ نہ معلوم ہو کہ اختیار کرے اور بسکو اخیر نماز کا جائے اس جگہ بیٹھ جاوے تو اگر اسے شک کیا کہ تین رکعتیں یا چار  
پڑھی ہیں اور کچھ اس کے ذہن کو معلوم ہو تو تین رکعت کو لیوے لیکن بیٹھ کے پھر پوچھی رکعت پڑھے وہ تاکہ بعد از وہ اخیر ترک  
نہو جاوے اور مروی ہے عنید الرحمن بن عوف سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سہو کرے کوئی تم میں سے نماز میں سو نہ جا  
کہ ایک پڑھی یا دو پڑھیں تو بنا کرے ایک پر اور اگر نہ جائے کہ دو پڑھیں یا تین پڑھیں تو بنا کرے دو پر اور اگر نہ جائے کہ تین پڑھیں  
یا چار پڑھیں تو بنا کرے تین پر اور سجدہ کرے دو سو قبل سلام کے قرائع کیا اسکا ترجمہ میں نے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے بھی

باب بیار کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص بیماری کے سبب سے یا کوئی مرض نماز کے اندر حادث ہونے سے یا قبل نماز کے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کے نماز پڑھے  
اور سجدہ اور رکوع کرے اور اگر سجدہ اور رکوع پر بھی قادر نہ ہو بیٹھ کے سر سے اشارہ کرے اور سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکے  
اور کوئی اونچی چیز پر سے کہ واسطے رکھے اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو چپ لیٹے اوپر قبلے کی طرف کرے اور اشارے سے سر کے  
نماز پڑھے یا رکوع پر لیٹے مگر منہ قبلے کی طرف کرے اور چپ لیٹنا بہتر ہو اور اگر اشارہ بھی متعذر ہو تو نماز کی تاخیر کرے اور کھج  
اوہلک اور دل سے اشارہ کرے و روایت کی جماعت نے نسوا مسلم کے عمران بن حصین سے کہ کما تھی مجھ کو ابو سیر اور پوچھا  
سینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی نماز کو کما کہ پڑھ کر سہو کرے اسکا اور اگر نہ قدرت ہو تو بیٹھ کے اور اگر نہ قدرت ہو تو ہوا پر یا  
کیا نسائی نے اور اگر قدرت نہ رکھے تو چپ لیٹ کے نہیں تکلیف دیتا ہر اسکے یکساں موافق طاقت اسکی کے اور  
تین ذکر کیا اشارے کا لیکن جب لیٹ کے پڑھیکھا تو بالضرورت اشارے ہی سے پڑھیکھا اور کوئی اونچی چیز واسطے سجدے کے رکھے کیونکہ  
ہر میں حدیث ہر اگر قدرت رکھے تو کہ سجدہ کرے زمین پر تو سجدہ کر اور زمین تو اشارہ کر اپنے سر سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملی  
لیکن روایت کی ہزار نے مسند میں اور بیہقی نے معرفت میں جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت کی ایک لیل میں کی سجدیا  
اسکو سجدہ کرنا ہر تکبیر پر سوچ پینک یا اپنے تالی میں فیض ایک لکڑی کہ سجدہ کرے اور سجدہ پر حضرت اسکو بھی پھینک یا او کہ کہ  
اگر قدرت رکھتا تو زمین پر پڑھتا اور زمین تو اشارے سے پڑھتا اور اگر سجدہ کو زیادہ جھکا کے رکوع سے کما ہزار نے نہیں جانتے ہیں کہ کہہ سنے  
روایت کیا ہوا وسکو ثوری سے کہ ابوبکر خفی نے اور متابعت کی اسکی عبدالوہاب عطاء نے ثوری انتی لیکن ابوبکر ثقہ ہر کما شہد ابوبکر  
نے راویین کما ہوں کہ اس باب میں بہت آنا صحیح مروی ہو میں روایت کی بن ابی شیبہ نے ابن عمر سے کہ عیادت کی  
انھوں نے صفوان کی اور پایا اولو کہ سجدہ کرے تین تکبیر پر سو منع کیا انکا اور کما کہ اشارے سے پڑھتا اور روایت کیا مسروق سے کما  
کہ داخل ہوئے عبداللہ اپنے بھائی پر تو دیکھا اولو کہ نماز پڑھتے ہیں لکڑی پر سوچھین لیا ادب نے اور روایت کیا اسکو اور کما کہ اشارہ کرنا جواب  
کہتر اسے سوچا اور روایت کیا جلیل بن جهم سے کہ ابو جحاف سینہ ابن عمر سے نماز فیض سے اور پکڑی کے کما کہ نہیں حکم کما ہوں میں کما  
عبادت ہوں کما اگر استطاعت رکھو تو پڑھو کھڑے ہو کے ورنہ بیٹھ کے ورنہ کروٹ لیکھا اور روایت کیا عروہ کما انھوں نے  
کہ فیض اشارہ کرے اور ناوٹھاوے اپنے منہ کی طرف کسی چیز کو اور کما ابن ابی شیبہ نے کہ اس باب میں روایت ہے  
اور گئے طرف اس کے تابعین ابراہیم اور سعید بن المسیب اور حسن اور شیح اور ابن مسیر بن اور عامر اور عطاء اور طاہس اور شریک اور روایت کی

بخاری











نزدیک مدت قصر کی ہو کیونکہ یہ بھی ایک سفر کی نعمتوں میں سے ہے جیسے سحر سوزے کا تین دن تین رات مسافر کے واسطے فرمایا حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کر کے پیچھ لکے ان اور ایک رات اور سات تین دن اور تین رات اور بھی حدیث بیماری حجت ہو اور اقامت نفی کے نزدیک  
مدت قصر کی ایک دن ایک رات ہوا اور خارج کیا ابن ابی شیبہ نے عطاء بن ابی رباح سے کہا میں نے ابن عباس سے کہا قصر کو ان میں عرفات  
تک کیا کہ نہیں اور قصر کو نہ وقت تک کہا کہ قصر کو ان میں عالت تک اور عتقان تک کہا کہ ماں اور یہ اتنا کہیں میں تھا اور تار کیا  
انھوں نے ہاتھ سے اور دوسری روایت میں ہر عروسہ کہ فری چکا عطا نے ابن عباس سے کہا کہ نہ قصر کو عرفہ سے بطن غلہ  
تک اور قصر کو عرفہ عتقان اور عالت اور دیگر کے کفر حدیث تک وکیل امام شافعی کی کوئی عجاوبین ملی اور روایت ہر اس کی کوئی ملی اسے  
علیہ السلام جب نکلے تھے تین میل قصر کرتے تھے اور فضیل اس کی فتح القدرین ہر صل مسافر کے واسطے اگرچہ سفر سے اور سکھ گاہ کا  
قصد ہو جب تک کہ اپنے شہر میں داخل ہو گیا اور وہ جینے کے پہنچنے کی نیت کرے کسی شہر میں یا گاؤں میں ترکہ اسکے واسطے  
خصت ہو یعنی اجازت ہو کہ چار گنتی نماز کو قصر کرے پھر اگر نیت کی مسافر نے اور وہ جینے سے کم رہنے کی یا نیت کی اقامت  
کی مدت کی یعنی آدھے جینے کے پہنچنے کی دو جگہ میں یا کسی شہر میں داخل ہو گیا اور اس ارادہ کو وہاں کل پر سون چلا جاو گیا اور ابن  
ابو سکورہ کی روایت میں تو ان صورتوں میں قصر کرے وقت اگر چاہے یا زیادہ ہو یا طرح سے گذر جاو اگرچہ جاو گیا یا کل جاو گا اور نیت بندہ  
دن رہنے کی کہ اسے اور پندرہ دن مدت اقامت کے ہیں اور قیاس کیا اسکو فقہانے طہر کر اسکی بھی قیل مدت پندرہ دن ہیں اور  
ماثور بن ابی عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ابن ولید نے لحاظ کی کہ انھوں نے اذ اقامت بکدامتہ و انت مسافر وقتا  
فی نفسک ان یقیم مسجدک بحضرت یومہ ماؤ لیکلہ فاکمل الصلوۃ یوما وان کنت لا تدری ہستے  
تظن ان اقامتک ہا یعنی جب آئے تو کسی شہر میں اور تو مسافر ہو اور نیت کرے پندرہ دن رہنے کی تو پھر نماز کو اور اگر  
نہیں جانتا ہو تو کرے چلا جاو یا اقامت کو قصر کرنا کہ اور روایت کیا ابن ابی شیبہ نے عجاوبت کہ ان عشرتے جب اجماع کرے تو وہ اقامت  
پندرہ دن کا تاکہ رتے قصر نماز کو اور کہا امام محمد نے کہا لا یأمرین شئاً الا بوضوئہ ثلثا موی سبی عن مجاہد عن  
عبد اللہ بن عمر قال اذا کنت مسافرا فمکنت نفسک علی اقامتہ مخصی عنک ساریہ ما قانتہ  
الصلوۃ وان کنت لا تدری تظن ان اقامتک ہا یعنی اس کے وہی ہیں جو اوپر گزے تمام وہ مضمون فتح القدر کا  
مترجم کتابہ کا خارج کیا ابن ابی شیبہ نے مسیح کے کہا کہ جب جمع کرے خاطر کوئی شخص پندرہ دن کی اقامت پر ہر نماز  
نماز کو اور حدید بن جبیر سے کہا کہ جب اقامت کرے تو پندرہ دن پر تمام کرنا کہ اور کہا انھیں نے جب ارادہ کرے کوئی شخص  
کسی تمام پر پندرہ دن کا تو نماز کو تمام کرے جیسے کہ ارادہ کرے اور جب جائے کہ کب نکلیں گے پڑھے دو رکعتیں اگرچہ گذر جاو  
ایک سال اور بھی قول ہو اور نکاح جہات شافعی ابن ابی شیبہ کی یہ حدیث اگرچہ اسلام دار الحرب میں داخل ہو جو زیادہ دار الحرب کے  
قلعہ کو گھیرے یا غنیمت کے تین دارالاسلام میں شہر کے باہر گھیر لیا تو ان سب سے تو ان میں اگرچہ وہ اقامت کی  
کی نیت کرے نیکی مگر فقیر ہو گیا نماز کو قصر کرے اس واسطے کہ وہ فقیر نہیں جوتے ہیں اقامت کی نیت کرنے سے گرجائے لوگ اپنے  
خیموں میں اگر وہ جینے کی اقامت کی نیت کرے نیکی تو وہ فقیر ہو جاوے گا اس واسطے کہ نیت اقامت ان کی باہر شہر کے دست کر  
اور جو اگر غیر نہیں ہوگی نیت اقامت کی جنگ میں ج نہیں اور اگر مسافر نے چار دن کو تین پوری پڑھیں اور پہلے تو کہیں بیٹھا

بایں سفر کی نماز کے بیان میں



کیونکہ یہاں پہلے میں فقط دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط اور نہ حدیث میں کیونکہ غایت یہ ہے کہ حدیث مسل اور مسل  
 خصوصاً صاحب صحابی کی ہو تو توجہ ہو کہ حدیث اور شرط میں کچھ اور کفر خارج کیا بیقی سے طریق بخاری سے بیہم داری سے کہ  
 فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب یہ کہ اور شرط کو اور غلام اور مسافر کے اور روایت کیا اور سکوط طبرانی نے حاکم بن عمر سے  
 اور ابن زبیر نے زیادہ کیا اور ابن زبیر نے کہ اور مروی ہو اور ابو جعفر عمیر سے اور تھی اور کو صحبت کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے  
 چھوڑا تین جمعے سستی سے مہر کو دیکھا اور سکون ل پر روایت کیا اور سکوا احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور صحیح کیا اور کو  
 ابن خزيمة اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے چھوڑے تین جمعے برابر کجا اور کجا منافیہ میں سے  
 روایت کیا اور سکوط طبرانی نے کچھ کبیر میں حدیث جابر جعفی سے اور وہ کضعیف ہے لیکن اس کے واسطے بہت شواہد ہیں تو نہ ضرر کریں  
 تضعیف جابر کی اور اس میں بھی دن جمعے کے سنت ہو اور گزرا بیان اور سکوا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ پوچھ گئے حضرت علی رضی  
 اللہ عنہ غسل دن جمعے سے کہا کہ غسل دن جمعے اور عیدین اور دن عرفے کے سنت ہو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کچھ کبیر میں کفر طبرانی  
 سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بیان لانا ہو اور پڑھ لے دن پر تو اوپر نماز جمعہ ہر دن جمعے کے رکعت  
 اور اڑ کے اور غلام اور بعض پر اور فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں جمعہ ہر اور تشریق اور عید فطر اور فحی مگر شہر جماع  
 میں اور شہر اسکے مریضی و عیال سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور صحیح کیا اور سکوا ابن خزيمة نے  
 اور اسناد اور سکایہ ہو محکم لانا کچھ میں کچھ کبیر میں کفر طبرانی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی  
 اور یہ اصرار ہو اور جو روایت کیا اور سکوا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعے کے سجدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے میں  
 یعنی کائنات میں کچھ اسکے مخالف نہیں کیونکہ قرآن کا اطلاق عرب کے عرف میں شہر ہو تاہو اور شاہد ہو اسکا کلام اللہ تعالیٰ کا اور  
 تبارک و تعالیٰ ہذا القرآن علی الرجلین عظیمیہ اور اس جگہ قیتین سے مراد مکہ اور طائف ہو اور نہیں شک ہو کہ  
 میں کہ شہر ہو اور ہاں میں اس حدیث کو رفع کیا ہو لیکن رفع نہیں پایا گئی و اللہ اعلم بالصواب اور شہر کی تفسیر میں اختلاف ہے  
 بعضوں نے نزدیک شہر ہو مگر کبیر کچھ چار پر اس پر واضح ہو کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حدوں کو قائم کرے اور بعضوں نے نزدیک  
 شہر وہ جگہ ہو کہ حیثیت وہاں لوگ جمع ہوویں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں نہ مساویں اور صاحب وقایہ نے اسی کو اختیار  
 کیا ہو اور شہر کا گمراہ وہ ہو جو مقام شہر کے متصل ہو اور شہر کے واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا اور اونٹ کے واسطے یا لشکر اور ترے  
 کیواسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جسے کا پڑھنا حج کے  
 موسم میں یا نہیں خلیفہ کیواسطے اور امیر حجاز کے واسطے درست ہو اور امیر مہم کیواسطے اور عرفات میں درست نہیں و سبھی شرط یہ ہے کہ  
 بادشاہ ہو یا اسکا نائب تیسری شرط یہ ہے کہ ظہر کا وقت ہو و کوف یعنی قبل قتل ظہر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہیں  
 کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نائل ہو جاؤ آفتاب تو پڑھ ساتھ آدمیوں کے جمعہ کو ایسا ہی ہو یا ہے میں اور یہ حدیث مروی  
 ہوئی ہے مصعب بن عمرو سے کہ جب بھیجا اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کہا کہ پڑھ جمعہ کو جب نائل ہو جاؤ آفتاب تو پڑھ ساتھ  
 میں حضرت انس سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جمعہ کو جب نائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کی مسلم نے  
 سلم بن اوع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن روایت کی واقفی نے

ابن ابی شیبہ نے کچھ کبیر میں کفر طبرانی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی اور یہ اصرار ہو اور جو روایت کیا اور سکوا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ اول جمعہ جو پڑھا بعد جمعے کے سجدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے میں یعنی کائنات میں کچھ اسکے مخالف نہیں کیونکہ قرآن کا اطلاق عرب کے عرف میں شہر ہو تاہو اور شاہد ہو اسکا کلام اللہ تعالیٰ کا اور تبارک و تعالیٰ ہذا القرآن علی الرجلین عظیمیہ اور اس جگہ قیتین سے مراد مکہ اور طائف ہو اور نہیں شک ہو کہ میں کہ شہر ہو اور ہاں میں اس حدیث کو رفع کیا ہو لیکن رفع نہیں پایا گئی و اللہ اعلم بالصواب اور شہر کی تفسیر میں اختلاف ہے بعضوں نے نزدیک شہر ہو مگر کبیر کچھ چار پر اس پر واضح ہو کہ شرع کا حکم جاری کرے اور حدوں کو قائم کرے اور بعضوں نے نزدیک شہر وہ جگہ ہو کہ حیثیت وہاں لوگ جمع ہوویں تو اس جگہ کی بڑی مسجد میں نہ مساویں اور صاحب وقایہ نے اسی کو اختیار کیا ہو اور شہر کا گمراہ وہ ہو جو مقام شہر کے متصل ہو اور شہر کے واسطے مقرر ہو مثلاً گھوڑا اور اونٹ کے واسطے یا لشکر اور ترے کیواسطے یا مردہ دفن کرنے کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے واسطے یا اسی طرح اور کاموں کے لیے مقرر ہو اور جسے کا پڑھنا حج کے موسم میں یا نہیں خلیفہ کیواسطے اور امیر حجاز کے واسطے درست ہو اور امیر مہم کیواسطے اور عرفات میں درست نہیں و سبھی شرط یہ ہے کہ بادشاہ ہو یا اسکا نائب تیسری شرط یہ ہے کہ ظہر کا وقت ہو و کوف یعنی قبل قتل ظہر کے اور زوال آفتاب کے جمعہ درست نہیں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نائل ہو جاؤ آفتاب تو پڑھ ساتھ آدمیوں کے جمعہ کو ایسا ہی ہو یا ہے میں اور یہ حدیث مروی ہوئی ہے مصعب بن عمرو سے کہ جب بھیجا اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو کہا کہ پڑھ جمعہ کو جب نائل ہو جاؤ آفتاب تو پڑھ ساتھ میں حضرت انس سے مروی ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے جمعہ کو جب نائل ہو جاتا تھا آفتاب اور روایت کی مسلم نے سلم بن اوع سے کہ تھے ہم جمعہ پڑھتے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزال ہوتا تھا آفتاب کا اور لیکن روایت کی واقفی نے



صورت میں قول ایدوایو کا اور تفصیل اسکی فتح القاری میں ہے **حص** اور جب پہلی اذان پہنچے تو کہیں لوگ خریدنا بیچنا چھوڑ دیں۔  
اور جمعہ کی طرف متوجہ ہوں سوائے کہ فرمایا اللہ علی نے **فَأَشْعَىٰ إِلَى اللَّهِ كَيْدًا وَإِلَىٰ النَّاسِ بَاطِلًا** یعنی دوزخ و طرف یاد اللہ کے  
اور چھوڑ دیں یعنی نیچے کو **حص** اور جب خطبہ پڑھنے کو امام اٹھے نماز اور بات حرام نہ ہو جانے وقت کیونکہ فرمایا حضرت علی  
علیہ السلام نے جب خطبہ امام تونہ نماز نہ کلام ہو اور رفع اسکا غریب ہو اور عرف یہ ہو کہ یہ کلام نہ ہری کا ہری روایت کیا اسکو  
مالک نے موطا میں کہا کہ خطبہ امام کا منع کرتا ہر نماز کو اور کلام اسکا منع کرتا ہر کلام کو اور روایت کی بن ابی شیبہ نے مصنف  
میں عن ابیہ کہ عبد اللہ بن عباس اور ابن عمر ثراؤد رکھتے تھے نماز اور کلام کو بعد خطبہ امام کے اور کہا بن ابی شیبہ تھا کہ  
**بِئْسَ الْعَوَامُّ عَنِ يَحْيَىٰ بْنِ سَعْدٍ** یعنی بدترین لوگ ہیں **عَنِ النَّفْثَةِ** یعنی کلمہ **بِئْسَ الْعَوَامُّ** یعنی بدترین لوگ ہیں **عَنِ النَّفْثَةِ** یعنی کلمہ  
**عَمْرٍو وَغُلَامَانِ** کہا کہ امام ادا **إِذَا أَخْرَجَ يَوْمَ كُنَّا الصَّلَاةَ وَالْكَرَامَ** یعنی پانچویں عمر اور عثمان کو کہ  
جب خطبہ تھا امام دن جمعہ کے ترک کرتے تھے ہر نماز اور کلام کو اور مروی ہے حضرت علی سے مانند اسکا اور بھی روایت کی  
عرفہ کہا کہ جب بیٹھے امام منبر پر تو زمین پر نماز اور کلام نہ ہری کہ شخص آئے دن جمعہ کے اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے اور نماز پڑھتا  
اور خارج کیا علیا کہ بیٹھے امام منبر پر کہ فرمایا حضرت علی علیہ السلام نے جب تونہ کلام کیا اپنے صاحب اور امام خطبہ پڑھتا ہو بیٹھے  
کیا تونہ اور جو معاذ کیا اسکا بعض لوگوں نے کہ آیا ایش شخص اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے تو فرمایا کہ کبھی تونہ نماز پڑھتا  
کہا نہیں کہ امام پڑھ دو کہ عین لغو کیونکہ دوسری روایت میں ہے **النَّاسُ فِي الْبَيْتِ** کہ آیا ایک شخص مسجد میں اور حضرت علی علیہ السلام  
خطبہ پڑھتے تھے سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھڑا ہوا اور پڑھ دو کہ عین اور باز رہے آپ خطبے سے یہاں تک غلام ہوا  
وینتھیں نماز سے اخراج کیا اسکا اور اطمینان سے اور کہا کہ اسکا اور کیا اسکا علیہ بن محمد عبد بنی اور جو کہا تو میں پھر کمالا و اطمینان سے  
احمد بن حنبل سے ہی حدیث مرسل اور زمین پر کہ نہ تھا کیا آپ اسکا اور کہا کہ یہ مرسل صحابہ ہر اور ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث سے  
تو اسکا مقتضی پر عمل ضرور ہے کہ اسکا زیادت ہو چکے تاہل کے معارض نہ کیونکہ اور حدیث میں اور کما فخر میں نہ یہ کہ  
مخالفت مذکور ہو اور زیادت نقد کی قبول ہو اور فقط زیادت اسکی موجب غلط نہیں ورنہ یہ مقبول کیجا زیادت اسکی اس  
حدیث میں **وَاللَّهُ لَعَلَّكُمْ** جب تک کہ تمام کہے خطبہ کو اور جب امام منبر پر بیٹھے تبا اذان کی جاوے دوسری بار امام کے اگر  
**ف** اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں فقط یہی اذان تھی روایت کیا جماعت نسو اسلام کے سائب بن یزید سے  
کہا کہ تھی اذان دن جمعہ کے اول اسکے جب امام بیٹھا تھا منبر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ابوبکر اور عمر کے  
سوجب خلافت ہوئی حضرت عثمان کی زیادہ کیا دوسری اذان کو اور بن ماجہ میں ہو کہ زیادہ کیا دوسری اذان کو ایک شخص میں  
کہ امام اسکا اور تھا بار میں بعض روایتوں میں ہو کہ زیادہ کی حضرت عثمان نے تیسری اذان اور تیسری اذان انھوں سے ہو کہ ایک آقا  
اقامت کو بھی اذان میں تھا کیا ہو جیسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **بِأَيِّ كَلٍّ أَذَانُكَ** یعنی درمیان دونوں  
اذانوں کے نام نہ یعنی کیا ان اور اقامت کے توفیق ہو گیا اس سے دفع اعتراض ہو وار کیا اسکو بعض لوگوں نے کہ اذان جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
خطبہ پڑھتے تھے اور اسکا بعد نماز تو سنتیں کہ بیوقت ہو تین کیونکہ یہ اول اذان حضرت کے وقت میں تھی اور جو وہ اذان اسکا  
بعضوں کو گونگ نہ سنتیں پڑھتے تھے بعد اذان تو وہ جو مالک نے کہ یہ کہ یہ اذان متصل ہوتی ہے خطبے کے بلا فصل اور جائز ہوتا





اور آہستہ سے اور حدیث میں آیا ہے لَا تَدْخُلُوْنَ اَصْحَمَ وَلَا غَائِبًا یعنی نہیں پچارتے ہو تم میرے اور نہ غائب کو یعنی  
 اللہ تعالیٰ سنتا جاتا ہے موجود ہو اور روایت کیا دارقطنی نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تکبیر کہتے  
 فہرین جب نکلے تھے اپنے گھر سے عید کا تک اور روایت کیا انھوں نے ابن عمر سے کہ وہ جب جاتے تھے صبح کو دن عید پر  
 اور دن عید قربان کے گھر کرتے تھے ساتھ تکبیر کے یہاں تک کہ آتا تھا امام کا یہی تھی نے صحیح ہر وقت اور بکا ابن عمر پر اور بھل  
 صحابی کا ساتھ آیت کلام اللہ کے معارض نہوگا ص اور عید کی نماز کے پہلے نفل پڑھے اور اکثر مشایخ نے اس کو رو  
 جانا ہر اور بھی روایت ہے صحیح سے میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور نماز پڑھی ساتھ صحابہ  
 عید کی اور نہ نماز پڑھی قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور روایت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ وہ نکلے دن عید کے تو نہ نماز پڑھی  
 قبل اوسکے اور نہ بعد اوسکے اور ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا صحیح کیا اوسکو ترمذی اور یحییٰ بن یحییٰ  
 اس بات پر کہ عید کا گاہین سوا عید کے اور کچھ نہ پڑھتے تھے اور روایت کیا ابن ماجہ کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے نفل  
 عید کے کچھ سوچتے اپنے گھر میں پڑھتے تھے درمیتین ص اور جو شرطین کہ حصے کے واسطے ہیں وہی شرطین عید کے واسطے ہیں  
 وہ ہیں اور اگر نہ کرنے کے حق میں اگر خطبہ عیدین میں سنت ہر اور نماز عید کی واجب ہر اور یہی روایت ہے امام ابو حنیفہ سے  
 اور یہی صحیح ہر اور بعضوں نے کہا ہر عید کی نماز سنت ہر ہمارے علماؤں کے نزدیک کیونکہ امام حنفی نے کہا ہر عید کی نماز میں  
 ایک دن میں جمع ہوں تو اول سنت ہر اور ثانی فرض ہر اور اس کا جواب یوں دیا کہ سنت مراد یہ ہے کہ حدیث سے وجوب ثابت ہوا ہر  
 فلسفہ وجہ وجوب کی یہ ہر کہ وہ طبیعت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر وجہ سنت ہوئی یہ ہر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 حدیث اعرابی میں فرمایا جس وقت اوسنے پوچھا کہ کیا مجھ پر لازم ہے سوا اللہ پانچ نازوں کے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ نفل پڑھے اور کہا  
 صاحب نے کہ صحیح وجوب ہر اور یہی مذہب ہر اکثر مشایخ کا لیکن جیسا مو طبیعت نماز عید وجوب اوس کا ثابت ہوتا ہر اسی طرح  
 وجوب خطبہ عید کا ثابت ہوتا ہر ہر صورت قائل ہوں ساتھ وجوب نماز عید و نہی خطبہ عید کے ترجیح بلکہ ترجیح ہر ص اور عید  
 کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہر جب قناب ایک یا دو فیروز کے برابر باند ہوتا ہر اور باقی رہتا ہر جب تک کہ نواں نہو قناب کا  
 ف کیونکہ حضرت سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے نماز عید کی جب قناب بلند ہو جاتا تھا سوا فنی ایک نیز یا دو نیز  
 کے اوس بن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہی یزید بن جہیر سے کہا کہ نکلے عبد اللہ بن ابیہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
 آویس بن کون عید فطر یا عید النبی کے سوئے کہا انھوں نے امام کو کہ دیر کی اوسنے اور کہا کہ فارغ ہو جاتے تھے ہر ایک نماز سے ساتھ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوداؤد نسائی نے روایت کیا کہ اے کچھ سوار طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گواہی دیتے تھے کہ انھوں  
 دیکھا چاند کو کل تو اپنے حکم کیا لوگوں کو کہ افطار کریں اور جب صبح ہو جاوین طرف عید گاہ کے اور بیان کیا روایت ابن ماجہ  
 میں اور دارقطنی میں کہ وہ سوار آئے تھے آخر دن میں اور صحیح کیا دارقطنی نے اسناد اوسکا اور صحیح کیا اوسکو نووی وغلامین اور روایت  
 کیا طحاوی نے ثنا عبد اللہ بن صالح ثنا ہشیم بن کثیر بن عبد اللہ بن جعفر بن ایاس بن ابی عمر بن ابی اس  
 بن صالح بن ابی اس بن جعفر بن عبد اللہ بن جعفر بن ایاس بن ابی عمر بن ابی اس بن جعفر بن عبد اللہ بن جعفر بن ایاس بن ابی عمر بن ابی اس  
 بن جعفر بن عبد اللہ بن جعفر بن ایاس بن ابی عمر بن ابی اس بن جعفر بن عبد اللہ بن جعفر بن ایاس بن ابی عمر بن ابی اس بن جعفر بن عبد اللہ بن جعفر بن ایاس بن ابی عمر بن ابی اس







اور دن قربانی تک یعنی عید کے روز عصر کی نماز تک پڑھے اور دلیل دینی یہ ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ ثنا ابو امامہ عن  
عَنْ أَبِي اسْحَقٍ عَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُكَلِّمُنِي مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ بِكُمْ مَعْرَفَةً إِلَى صَلَوةِ الْقَصْرِ مِنْ  
يَوْمِ الْحَرِّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ إِلَهًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَحْمَدُ يَعْنِي تَحْتَهُ عَبْدُ اللَّهِ  
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہ کبیر کہتے تھے نماز فجر سے دن عرفے کے قربانی کے دن نماز عصر تک اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ خَيْرُكَ  
روایت کی حاکم نے علی اور عارف بن اسماعیل کہا اور دونوں نے کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے سچ فرائض کے بسم اللہ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کا اور تھے قنوت پڑھتے نماز فجر میں اور تھے کبیر کہتے دن عرفے کے نماز صبح سے اونچٹھ کرتے تھے اوسکو نماز  
عصر تک اخیر ایام تشریق میں اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور کہا ذہبی کہ حدیث وہی ہو گویا موضوع ہو کیونکہ عبد الرحمن بن خالد بن عمر  
اوکی حدیثیں اوکی سنائی ہیں اور یحییٰ ہسکی سنائی ہیں اگر سعید کہ ریزی تو وہ وضعیف ہے اور اگر دوسرا تو مجہول ہے اور ازیج کیا اوسکا بیعتی  
نے وضعیف کیا اوسکو صل اولوس عبرت پر جیسے کہ ساتھ افتدالی اور اوس فقر جو فقہ کا مقتدی ہایام تشریق کے آخر روز کی غنیمت  
درعیہ وضعیف کی تکرار تشریق کی تکرار نہ کرے اگر یہ ایام تم کی کرے فیو کہ متابعت امام کی اندر نماز کے واجب ہے اور باہر نماز کے واجب نہیں

پاپ خوف کی نماز کے پاپان میں

جس وقت کہ دشمن کا خوف زیادہ ہو تو اس وقت امام دو گروہ کرے ایک گروہ کو دشمن کی طرف کرے اور دوسرے گروہ کے پاس ایک کعت پڑھے اگر مسافر ہو اور دو کعتیں اگر مفتی ہو تب یہ گروہ دشمن کی طرف چلے جاویں اور دوسرا گروہ جو دشمن کی طرف تھا کو بے اور پڑھے اور ان کے ساتھ امام جو باقی جو نمازیں اور سلام بھی پڑھو امام کیلئے اور چلے جاویں یہ طرف دشمن کے اور پہلا گروہ آگے اور تمام کرے نماز کو بغیر قنوت کے پھر دوسرا آگے اور وہ ساتھ قنوت کے نماز تمام کریں اور نبی کا حکم بھی ایسا ہی ہے اور دلیل ہماری حدیث ثابن مسعودی کی ہے اور خارج کیا اسکا ابو داؤد جو اس میں بھی مذکور ہے اور ضعیف کیا اس حدیث کو گوہر گون نے بسبب ابوعبیدہ کہ نہیں بخشود اپنے باپ ابن مسعود اور ضعیف راوی قوی نہیں انہیں تفصیل سے بیان کیا اسکو شیخ ابن الہمام فتح القدیر میں ہے اور دوسرے کی نمازیں پہلے گروہ ساتھ دو کعتیں پڑھتے اور دوسرے کے ساتھ ایک کعت اور اگر زیادہ ہو خوف کہ گھوڑے سے اور ترس سکیں تو ایک ایک الگ سو نماز پڑھیں اور رکوع اور سجدہ اٹھارے سے کریں اور اگر قبلہ کی طرف موزنہ نہ کر سکیں تو جس طرف چاہیں موزنہ کریں اور باطل کرتا ہر نماز کو اگر لڑائی کرنا اور چلنا اور سوار ہونا اسے اسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں جنگ خندق میں قناتہ میں تھیں اور اگر لڑائی میں نماز پڑھنا درست ہے تا کہ دشمن سے

بابِ جہازے کے احکام کے بیان میں

چونکہ قریب کچھ پہلو اوسکے واسطے سنت، کہ کہ وہ نہ قبیلہ کی طرف کیا جاوے اور اپنی کروٹ سے اور کچھ شہادت کا سہارا لیا جاوے اور حجت لٹانا اختیار ہو اور اول موافق سنت کے ہو اور حجت لیٹنے میں آسانی ہو اور دلیل و سبکی یہ کہ روایت کی حاکم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے، راستہ میں تو پوچھا حال برادر بن معمر کا سوا کا صحابہ وفات کی اور میں وصیت کیں ایک تہ میں خبر یہ میں ان لوگوں کے تو کر دینا موذن میرا طرف قبیلہ کے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پوچھا وہ سوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کر دینا کہ اپنی کروٹ پر لیٹے تو ممکن نہ ہوتا لال او سپر چھوچھین میں یہ برادر بن معمر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کہ فرمایا آپ جب اتھو تو گناہ اپنی کوتاہی و کوتاہی کے چھ لٹ و آٹھ لٹ پر اور کہ اللہ تعالیٰ اسے کفایت دے  
 آخر تک یہاں تک کہ اگر مرد یا عورت کا موافق شرع کے اور لیکن وہ اپنی کروٹ پر لٹا اور ہونہ قبلہ کی طرف بھی کرنا سو  
 بعض لوگ حجت پر تھے کہ اس سے روایت کیا اور اس کو امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حضرت فاطمہ نے وقت حجت  
 سونہ قبلہ کی طرف کیا تھا اور بہت طویل حدیث میان کی ذکر کیا اور اس کو شیخ ابن الدیلمی نے حجت نہایت پر اور اس کو  
 نہیں ذکر کیا اور اس کو ابن شیبہ نے مختصر کے باب میں کتاب الجنائز سے سوا ایک اور جگہ پر بھی لکھا ہے کہ وہ نہایت پرست طرف قبلہ  
 اور سوا بھی ایسا ہی لیکن یہ کیا اور جسے کہ اور چارہ اپنی کروٹ اور میں نہیں جاتا ہوں گے یا اگر ترک کیا یا بدو کو مگر سے اور  
 شہادت کھلایا جاوے اور اس کو فرمایا حضرت علیؓ اور اس کو مسلم نے کھا اور مرون کو شہادت اس بات کی کہ نہیں ہر کوئی وجہ رسول اللہ کے  
 روایت کیا اور اس کو جامع سے سونہا کہ ایسا ہی مردی ہر حدیث پر چہرہ اور روایت کی مسلم نے امتا اور اس کے اصل اور جب  
 تہ کے دونوں حصے باندھ اور اس کی انگلی کو بند کرے اور خدشہ ہو کہ پر کھٹکے اور اس کا تخت اور کفن باسے اور باغناطیق  
 فاسو اسے کہ حدیث میں آیا ہے اللہ عز و جل تعینی طاق ہر اور دوست کھتا ہے طاق کو صل اور تخت پر رکھا جاوے اور گناہ کما  
 بعد صورت اس کی چھپائی جائے اور وضو کر لیا جاوے بغیر کلی اور ناک میں پانی نہ لے کے اور اس سے سروے کا اور وہ پانی نہ لیا  
 کیے جس کو سر کی پانی یا شہان گھاس ڈال کے چوش کیا جو سے ورنہ خالص پانی کے ساتھ دھو کر اور وارڈ  
 ہوا میں عنون میں حدیث روایت کیا اور اس کو حاکم نے مستدرک میں اور ایک حدیث میں ہے کہ اشیا کی پیمائش و سئل یعنی  
 غسل و اس کو ساتھ پانی اور سر کی پانی کے صل اور اس کا سر اور وارڈ کی گل خیر و سے دھوے اور اس کے سرو کو وارڈ میں  
 کروٹ لٹا کے غسل دیا اور اس کے چہرے تخت سے بلا ہو کر اور اس کو پانی پونچھے پھر وارڈ کی کروٹ لٹا اور اس کی غسل دیا  
 و اس واسطے کہ شروع کرنا اور اپنی سے سب پر صل اور پانی کروٹ لٹا اس واسطے کہ اس کا جسمین و اپنی طرف سے  
 غسل شروع ہووے پھر اس کو لیکن کے چھ لٹ اور اس کے پیٹ کو نرم نرم سے اور جو کچھ نکلا اور اس کو دھو کر غسل کو دو اور اس کو  
 تب بعد اس کے ایک کپڑے سے پانی پونچھے اور اس کے تاج و سر کو بال میں لکھی نکرے اور اس کے سر کو دیکھے  
 و کہ یہ نہ کہ حضرت عائشہ نے جب دیکھا ایک عورت کو کہ کھینچے جاتے ہیں بال اس کی پیشانی کے یعنی لکھی کی جاتی ہے کہ  
 کیونکہ کھینچتے ہیں پیشانی اس کی کو یعنی لکھی کرنا تو اسے نہایت ہے اور اس کو حاجت و نیت کی نہیں اخراج کیا اس کا عبدالرحمن  
 سفیان ثوری نے انھوں نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا اس کو امام ابو حنیفہ نے حماد  
 انھوں نے ابراہیم سے اور روایت کی ابراہیم نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں ثنا کثیم ثنا السیفین عن ابراہیم عن  
 عائشہ انھا سئلت عن العیت لیستہ من سرہا فقالت لستہ یعنی پونچھی گرن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے  
 کہ لکھی کیا جاوے کہ انھوں نے قول صل اور اس کی وارڈ اور سر پر جو شہید بلا و جب کے کما عصارہ کا نور یا یعنی چھپائی  
 اور ناک اور دونوں ہاتھ اور دونوں بازو اور دونوں قدم پر اور کا نور لکھا اسام میر حدیث کفایت ہے صل سنت  
 کفن کی مراد اس کے ازار و کرہ اور لفافہ ہوا لفافہ کہتے ہیں اس چادر کو جو سب کپڑوں اور لپیٹتی جاتی ہے اور تہا و نیت  
 غلہ سے یا نہ سنست کما ہر اور اس کے واسطے ازار اور لفافہ بھی کفایت ہو و اور کفن سنت کی حجت

نہ لکھی گئی  
 نہ لکھی گئی  
 نہ لکھی گئی  
 نہ لکھی گئی  
 نہ لکھی گئی



یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفن دینے کے تین کپڑوں میں سپید تھے رسول کے اور حوالہ نام کیا مقام کا ہو ملک میں اگر کپڑے  
 اوس جگہ بہت لپٹے ہوتے ہیں اور روایت کیا اسکو صحاح ستہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لیکن اوس حدیث میں یہی مذکور نہ تھا  
 اوان کپڑوں میں کرتا اور نہ عام تو اگر یہ کہا جاوے کہ کرتا اس خارج ہو اور وہ بھی کفن میں لازم ہے جیسا کہ امام مالک نے توجیہ  
 کپڑوں میں کفن ہو گیا اور وہ غلط ہے کیونکہ خارجی میں ہر عورت ابی بکر قال لعائشۃ فی کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ وسلم فقال کفنی ثلثۃ اقباط قیض کراکاد و کافۃ یعنی پوچھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ  
 رضی اللہ عنہا کہ کتنے کپڑوں میں کفن دیے گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ تین کپڑوں میں کرتا اور ازار اور لفافہ  
 اور عقیقہ و بسبب نام صحابہ میں عبد اللہ کہ فی کے اور ضعیف کیا اوسکو نسائی نے اور اگر یہ کہ اوان کو کون میں جسکی حدیث کھنچا ہوگی تو  
 بھی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی معارض ہوگی اور جو روایت کی امام محمد نے امام ہمارے ابو حنیفہ سے عن حماد بن ابی سلیمان  
 عن ابی اہیم النخعی ان الیہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن فی حلالہ ثلثۃ اقباط و قیض یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کفن دیے گئے ایک جوڑے یعنی میں اور کپڑے میں مثل ہر اور مثل اگر چہ ہر مذکور ایک حجت ہے لیکن تقدیم اسکی حدیث مستحکم  
 کہ سطح سے ہوگی ہاں اگر یہ کہا جاوے کہ حدیث قیض کی مروی ہے چند طریقوں سے تو معارض ہووگی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے  
 اور اوان طریقوں میں و وطریقہ بیان کیا اور تیسرے طریقہ وہ جو روایت کی عبد الرزاق حسن ابی ہریرہ میں اور جو تھا طریقہ وہ  
 جو روایت کی ابو داؤد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کفن دیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں اوس کرتے ہیں میں انقال  
 کیا اور ایک جوڑے بجالی میں اور بڑا ایک شہر کا نام ہے اور ضعیف ہے بسبب یزید بن ابی رباح راوی کے لیکن ترجیح شاید اسطوریہ  
 ہو کہ کفن کو مرد و عورت زیادہ جاہلین و فاسقین میں شک ہے کیونکہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل دیے گئے اس  
 قمیص میں جس میں انفال کیا پھر اوس کے سر پر کفن پہنایا جاوے گا واللہ اعلم اور حالہ یعنی جوڑے کے عرف میں دو کپڑوں کا نام ہے  
 ازار اور چادر اور ہرگز ایک عائشہ رضی اللہ عنہا میں لیکن اچھا جانا اوسکو بعض لوگوں نے کیونکہ مروی ہے ان عمر رضی اللہ عنہما کے وہ عامہ باندھے تھے  
 مرد کے اور سب کفن میں یہ کہ سفید ہو و مرقیو اسطے اور عورت کے لیے اور جائز ہے عورت کو زعفرانی اور زرد رنگ وغیرہ جیسا کہ  
 حالت حیات میں اوسکو درست تھا اور جو لڑکا کہ قریب بلوغ کے ہو تو اسی طرح لڑکی بھی حکم بالغہ اور بالغہ میں ہر اور دو کپڑے  
 کفایت ہیں کیونکہ امام حضرت ابو بکر نے ذکر لفظ و مسیر دو کپڑوں میں سو دھواؤ کو اور کفن دو خچک او سین کیونکہ زمرے کے زیادہ محتاج  
 ہرگز کپڑے کی طرف مرد سے یعنی کچھ حاجت نئے کپڑے کی نہیں آئیں کفایت ہے کیونکہ زمریت لباس اور جمیع امور دنیاوی  
 کی تاجیات ہر واجب حیات سے قصد الفحاک کیا تو اوستوت زمریت وغیرہ بیفائدہ ہے اور روایت کی عبد الرزاق حضرت  
 عائشہ رضی اللہ عنہا کہ امام ابو بکر نے اپنے دونوں کپڑوں میں جن میں بڑا ہو تھے کہ دھواؤ کو اور کفن دو خچک او سین تو کہ امام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
 نے کیا نہ خرید کرین ہم تمہارے واسطے کیا کہ فرمایا کہ نہیں زندہ زیادہ محتاج ہر طرف نئے کپڑے کے مرد سے اور بیخاری میں حج  
 مروی ہے ابو بکر سے خلافت اوسکے معارض ہر اس کے جوڑے کہ کیا تھے مصنف عبد الرزاق اور عبد اللہ بن ابی کثیر میں سن بخاری  
 سے بلکہ اوس بھی زیادہ صحیح ہے اور اس کی یہ ہر انا معہم عن النہد عن عمر وہ عن عائشہ قالت انہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 عورت کی واسطے ہر ازار اور زردی اور لفافہ اور سینہ بند جس سے اوسکے پستان باندھے جاوے سنت ہے اور اوسکے واسطے

تاج بن عبد اللہ کوفی

حسن ابی ہریرہ

ابو داؤد

ابو بکر

ابو بکر

ابو بکر

ابو بکر







مسند میں ابن عمر سے نقل روایت ابن عباس کے اور زیادہ کیا کچھ اور نکالا عازمی نے کتاب النسخ و المنسوخ میں انس بن مالک سے  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اہل بدر پر سات تکبیریں اور بنی اشعرم پر بھی سات اور اخیر نماز کے پڑھتی تھی اور سکو آپ نے  
 تکبیریں کہیں تھیں اوس میں چار بیان ہیں کہ نکلے دنیا سے اور ضعیف کی گئی یہ حدیث یا جملہ ثابت ہو کہ صحیح چار تکبیریں ہیں  
 اور ایسا ہی بیان کیا اور سکو مشایخ عظام نے واللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتھ اور شروع کرنا ساتھ درود اور شملہ کے سنت  
 وعلی کے روایت کی ابو داؤد اور نسائی نے اور ترمذی نے دعوات میں فضالہ بن عبیدہ کہنا کہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ایک شخص کو کہد عاکر تار اور زمین درود بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور نہ تھا کی اللہ تعالیٰ پرسو کہنا کہ جلدی کی اس شخص  
 تو لایا اور سکو اور کہا کہ جب عاکر سے کوئی تم میں سے تو جانیے کہ شروع کرے ساتھ حمد اور شملہ کے پھر درود بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 پھر عاکر سے بعد اوسکے جو چاہے صحیح کیا اور سکو ترمذی نے اور یہ دعائیں بھی حدیث میں وارد ہوئیں ہیں اصل اور شخص کہ  
 نماز پڑھے وہ مرنے کے سینے کے برابر بکھڑا ہوں اس واسطے کہ یہ مقام قلب کا ہے اور اوس میں نور ایمان ہے تو کھڑا ہونا سینے  
 کے پاس اشارہ و طرف شفاعت کے واسطے ایمان اور سکو کے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کھڑا ہوا سنا  
 اوسکے سے کہ اور ایسا ہی مروی ہے حضرت انس سے اور کہا کہ یہی سنت ہے لیکن اوسکی اسناد میں کلام یہ ہے اور بہتر یہ امامت کے  
 واسطے بادشاہ پھر قاضی پھر امام نکلے کا پھر انی میت کا عصبات کی ترتیب سے اور ولی سے مرنے کے اجازت لیکے بغیر کوا میت کنا  
 درست ہے اور اگر ولی کے سوا دوسرے نے نماز پڑھ لی ولی کو اختیار ہے کہ نماز کو دوسرا کرے اور اگر ولی نے پڑھ لی تو اور لوگ دوسرے  
 اور جو مردہ بغیر نماز پڑھے ہو دفن کیا گیا تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک شہرہ پڑھنے کا ہلو ہے یعنی تین روز تک  
 اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ایک عورت پر انصا سے اور وہ دفن ہو چکی تھی اوسکی قبر پر روایت کیا اور  
 ابن حبان اور حاکم نے اور سلوک کیا اوس کے اور خارج کیا مالک سے مؤطا میں بھی مضمون ہے اور سواری پر نماز جنازہ درست  
 ہے اور قیاس کو مقتضی ہے کہ جائز ہو کیونکہ نماز جنازہ حقیقتہ نماز نہیں بوجہ ہونے اسکان غلغلے اور حساسات نہیں جائز ہو کیونکہ  
 اوس میں تکبیر تحریر ہو جو صحیح میں جماعت ہوتی ہو اور سکو اندر مرنے کو رکھ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر مردہ اوسکے باہر ہو تو  
 اوس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مکروہ ہوں روایت کیا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز پڑھے مردے پر سجدہ میں تو نہیں اجر ہو واسطے اوسکے  
 اور ایک روایت میں فلا تنی لکھ اور صالح مولیٰ تو انکے اوسکی اسناد میں ثقہ ہے لیکن اختلاف ہو گیا تھا اور سکو آخر میں نقل کیا  
 نسائی نے ابن معین کہ وہ ثقہ ہے اور حنیفہ قبل اختلاف کے اوس سے سنا تو وہ روایت اوسکی صحیح ہے اور ابن ابی ذر نے سنا اوس  
 قبل اختلاف کے اور فیصل کی اسکی شیخ ابن العمام نے اور وہ جو مسلمین ہے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی ہیں  
 خانے کی ایک قصہ کہ اوس سے عمو ثابت نہیں ہوتا اور جائز ہے کہ بعد مراد وہ جو بھیقی نے روایت کی کہ حضرت ابو بکر پر پڑھا  
 گئی نماز مسجد میں اوسکی اسناد میں غریب مشرک ہے واللہ اعلم صواب اور جو لوگ پیدا ہو اور مر گیا تو اگر دیا ہی تو نام اوسکا  
 رکھا جاوے غسل دیا جاوے اور نماز پڑھی جاوے روایت کی نسائی نے جابر سے کہ جب رسول کو لاکا نماز پڑھی جاوے  
 اوس پر اور وارث ہوگا کہ انسانی نے اور واسطے مغیرہ بن مسلم کے حدیث منکر ہے اور روایت کیا اور سکو حاکم نے سفیان انھوں نے

اولیٰ

صالح علی السلام

احمد غفرلہ

مشہور ہے





کی اور بھی دونوں نے عبد السمیع سے کہا کہ جو جاوے ساتھ جنازے کے تو کپڑے چارون کوئے تخت کے کیونکہ یہ سنت  
 بخیر روایت کی اور بھی نے اور بھی سے کہا کہ انھوں نے سنت سے یہ بات کہ اوٹھائے جنازے کو چارون کوئے تخت کے  
 اخرج کیا اور سکاہن ماحجہ اولفظ او سکاہن ہر کہ جو اوٹھائے جنازے کو تو کپڑے چارون کوئے تخت کے اور امام شافعی کے نزدیک  
 اگر کاٹش گردن کی جڑ پر رکھے اور پیچھے کا شخص سینے سے اونچا اور ایسا ہی روایت کیا سعد بن معاذ کے جنازہ اوٹھنے کو ابن سعد  
 طبائین اور امام شافعی نے ساتھ سند ضعیف کے اور مروی ہے یہ بھی بہت صحیح ہے لیکن جواب اسکا یہ کہ اس وقت جو مہتمم مالک  
 کا اس وقت جنازہ اس طرح پڑھایا گیا اور مروی ہے یہ حدیث میں کہ تشریف فرشتہ جنازے میں حاضر ہونے تھے یا کوئی اور مسجد  
 اور جلد ہی چلنا حدیث میں وارد ہے روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبد السمیع سے کہا کہ پوچھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کہ کس طرح چلین ساتھ جنازے کے فرمایا کہ کم جنب سے اور جنب ایاقت سے ہر دوڑنے کی اور یہ حدیث ضعیف ہے اور بخاری صحیح  
 والوں میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی کرو ساتھ جنازے کے تو اگر معرہ میک ہو تو تم جلد ہی لیے جاتے ہو اور سکوٹ  
 نیکی کے اور اگر یہ ہو تو جلد ہی رکھتے ہو تو اسکا کن حدیث اپنے نص قبل جنازہ رکھے جانے کے بیٹھا مگر وہ ہر کیونکہ یہ بیٹھا سے  
 معاذ و ثمالی کے اور اس سے اعراف و تغافل ہو اور شخص بیٹھا بعد او جنازہ اسکا مسلمان سے گزرے تو کھڑا ہو اور بٹھو کر گدا  
 کہ کھڑا ہو اور صحیح اول یہ کیونکہ روایت کی حضرت علی بن ابی طالب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہو کھڑے ہو کا ساتھ جنازہ  
 پھر بیٹھنے لگے بعد اسکا اور حکم لیا ہو کہ بیٹھنے نہ سنے کا اور روایت کیا اسکا امام احمد وغیرہ نے صحیح اور جنازے کے پیچھے چلنا  
 مستحب ہے اور اس باب میں دونوں طرح کے آثار دہین اور حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ وہ پیچھے جنازے کے چلتے تھے اور  
 حضرت عمر اور ابو بکر وغیرہ سے کہ چلنا ثابت ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح چاہے چلے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا چلنے پیچھے  
 جنازے کے اور پیدل اس طرف چاہے اور لڑکا نما پڑھنی جاوے اور یہ روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور ترمذی  
 صحیح کیا اسکا اول ایک روایت میں ہے کہ چلو آگے اسکا اور پیچھے اسکا اور اسنے اسکا اور ابن اسکا اور روایت کی  
 ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ وغیرہ نے کہ چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اگر جنازے کے صلی قبر کھودے اور لحد  
 بناؤں کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لحد ہاتھ واسطے ہر اور شمش واسطے غیر ہر اس کے ہر روایت کیا  
 اسکو ترمذی نے ابن عباس سے اور اسامہ بن اسکی عبد اللہ بن عامر بن کاسمہ کہ وہ میں گفتگو ہوا ابن ماجہ میں ہے  
 انس بن مالک سے کہ جب انتقال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تھے مدینے میں شخص ایک لحد بنا تھا اولیکہ نہیں بنا  
 تھا کہ وہ اپنے کچھ پہلے کو لگا اسی سے قبر بنوا میں گئے تو پہلے آیا بلکہ والا لحد کا اور لحد بنائی گئی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور لحد کی وصیت کی سند واسطے اپنے مرض موت میں صلی اور مرد کو لحد میں اس طرف جو قبر سے قید کی طرف قریب ہے کہ  
 ف اولی ہی روایت کی ابن ابی شیبہ نے اور امام بخاری سے اور ابو داؤد نے مرسل میں کہ رکھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 قبر میں قبلہ کی طرف سے اور زمین کھینچے گئے کھینچنے کی یعنی سہل کیے گئے اور امام شافعی کے نزدیک اس میں چاہیے اور وہ یہ ہے کہ  
 رکھا جائے تخت پیچھے قبر کے کہ ہو وہ سے سر مرے کا مقابل میں دونوں قدحون کے قبر سے پھر داخل کیا جائے سر مرے کا قبر میں  
 اندر کیا جاوے اور وہ میں پیر اسکا ہر نام اسکا کہ پھر داخل کیے جاوے پیر اسکا اور اندر کیے جاوے اس طرح اور بھی ہے یہ

حدیث علی بن ابی طالب







اور تھے اور وقت مسافرت میں کہ نو شہر سلمان اور دو شہر کہ نماز شمسہ نام کر کے کر اس کے ہر اور وہ شہر میں ضرور کہ غسل اور رکعت  
اور عائشہ اور ابو بکر رفسہ کو غسل دیا جو وقت اور وہاں کی گزری کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کہ غسل چیتے ہیں خشک کو رکنا اور کھانے  
کو سوئے غسل دیا جو کہ سیف کافی ہوئی شہرہ اس کے حق میں غسل کے لیے کیونکہ وہ مسافر تھے بخلاف اس کے کہ اس کا گناہ نہیں  
ہو تو ان کے حکم میں ہو گا صحت اور اگر ایک شخص کو شہر میں مقبول پایا اور قاتل اس کا معلوم نہیں برابر یہ قاتل اس کا وہ ہے یا ٹھہری  
یا چھوٹی لاشی سے ہوا اور غسل اس کو دینے کے اگر ایسے موضع میں جہاں دیت اور قسامت لازم آتی ہو جیسے محلہ اور گھر وغیرہ  
چرا ہو اور اگر شرک یا سب یا جہ میں پڑا ہو تو اگر معلوم ہو کہ تیر خیر سے قتل ہوا اور غسل دیا جاوے گا کیونکہ وہ شہید ہے اور اگر  
میت خیر سے نہیں قتل کیا گیا ہے بلکہ بڑی لاشی سے امام صاحب کے نزدیک مل دیا جاوے گا اور صاحبین کے نزدیک نہیں دیا جاوے گا اور اگر چھوٹی  
لاشی سے قتل ہوا ہے تو نہ دیکھیں غسل دیا جاوے گا اور اگر کچھ نہ معلوم ہو کہ کس سے قتل ہوا تو غسل دیا جاوے گا اور اگر کوئی شخص مسافر میں  
نرمی ہوا بعد اس کے سویا یا کچھ لایا یا اس کا علاج کیا یا جسے تک زندہ کیا یا ایک وقت نماز تک عاقل رہا یا کچھ وحیست کی  
غسل دیا جاوے گا اور نماز پڑھی جاوے گی ان سب صورتوں میں اور امام محمد کے نزدیک فقہ و وحیست غسل نہ دینگے اور اگر باغی یا فاسق والا  
مارا گیا اور غسل نہ کیا اور نماز نہیں پڑھتا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہیں نماز پڑھی باغیوں پر ایسا ہی ہے۔ دسے میں

### باب کہے میں نماز پڑھنے کے بیان میں

کہے میں زمین اقل پڑھنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک ہائے میں کہا کہ درست نہیں اور وہی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر  
اگر جب توبہ ہو طوط دیوار کہے کہ یہاں تک کہ اگر مومنہ کیا طوط دروازے کے اور وہ کہلا کر اور چوکھٹ بھی بار بار پڑھ کے  
بالان کی لکڑی کہ نہیں تو نہیں جائز ہو گا اور یہی ہر وہی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر سعادہ مثلاً کہے کہ ایا جاوے تو نماز اس کے باوجود طوط  
مومنہ کے درست ہے اور اس کے بعد جائز نہیں مگر جب اس کے سامنے ستر ہو یا بقیہ ہو دیوار کا اور عتر من کیا اور صبر حبشہ جوقہ  
فت اور ہمارے نزدیک اس واسطے درست ہے کہ نہ ایت پر صحیحین میں ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کہ میں  
اور اسامہ اور بلال اور عثمان بن طلحہ اور بنہ کر لیا اور اس کو پھر رہے تھوڑی دیر اور میں کہا ابن عمر سے کہ پوچھا میں نے بلال سے جنت  
نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کیسے دو ستون بائیں طرف اور ایک آئیں طرف اور میں نے پوچھا اپنے پھر نماز پڑھی  
تو تھا خان کہے کہ او میں نے چھ ستون پڑھیں اور یہ دن ستح مکہ کا تھا جیسا کہ تصحیح کی انھوں نے مسافرت اس کے نافع سے نہیں  
ابن عمر سے توبہ حدیث اور اس واسطے معارض ہوا اس کے جو کالالاون دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
داخل ہوئے کہ میں اور میں نے چھ ستون تھے سو کھڑے رہے نزدیک اپنے رکے اور دعا کی اور نماز پڑھی تو ترجیح ہو گی حدیث ابن  
کو کیونکہ اثبات مقدم ہونی پڑا بعضوں نے جو تاویل کی حدیث بلال کی کہ صلوات سے اس جگہ کہ اور دعا پڑھی غلط ہے کیونکہ جو بخاری  
میں ہے ابن عمر سے کہ پوچھا میں نے حضرت بلال سے کہ نماز پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے کہ میں کہا کہ ہاں اور میں نے عرض کیا کہ  
سعا میں ہوا اس کے جو صحیحین میں ہے قول ابن عمر سے کہ کہو لایا میں پوچھا اس سے کہ کتنی کتنی پڑھیں تھیں تو اس صورت میں جہ  
اس طور پر ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار داخل ہوئے کہ میں دن بھر کے سو میں نماز پڑھی اور داخل ہوئے پھر دو  
روز سو نماز پڑھی اور یہ صحیح و واضح میں تھا اور یہ مروی ہے حضرت ابن عمر سے مسافرت اسناد حسن و صحیح اس کا وہ طبعی نے تو معمول تھا





مال میں زکوٰۃ یہاں تک کہ گزر جائے ایسا مال و رعایت اگرچہ ضعیف ہو لیکن عاصم ثقفی سے روایت کی مالک سے کہ ماکہ میں  
 نہیں لیتے تھے حضرت ابو بکر کسی مال سے زکوٰۃ یہاں تک کہ گزرے اوسپر کہ ایسا مال حاصل اور جمال و فساد یا نادر واجب علی  
 نمودے جیسے غلام واسطہ قدرت کے اور غلام اسطہ کھانے کے اور کپڑے پہننے کے اور ساقیائی اور جانور سواری کے اور  
 ہتھیار کے اور کونو استعمال کرتا ہو اور مزدوری کے ہتھیار اور تباہین پر پہننے کی تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ فرمایا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں ہر مسلمان پر صدقہ اوسکے غلام میں اور اوسکے گنبدے میں اور ایک روایت میں ہر کہ نہیں ہر اوسکے  
 غلام میں صدقہ مگر صدقہ فطر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اوسنیت تجارت کی بھی ضروری ہے مثلاً غلام  
 اوسکی خدمت سے زیادہ ہوں یا کھڑے اوسکے ہتھ کے سوا اور ہوں تو اگر نیت تجارت کی ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں کی اور نکاحات پر زکوٰۃ واجب  
 نہیں ہے اور نکاحات اوس غلام کو کہتے ہیں کہ اوس مالک کہہ دے کہ اگر اتنے روپیہ تو مجھے دے دے تو تو آزاد ہو اور زکوٰۃ اسطہ  
 اوسپر واجب نہیں کہ حریت صرف اوس میں نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی عبدیت یعنی غلام ہونا تحقق ہوجب تک اپنی قیمت خدا کا لہو سے  
 حاصل اور جو شخص قرضدار ہے بقدر قرض اوسکے کے زکوٰۃ اوسپر واجب نہ ہوگی یہ جب تک کہ قرض کسی شخص کا آتا ہو اور اگر قرض  
 ہی کا ہو جسکو بندہ طلب کرے جیسے نزدیک کفارہ تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور مال نہیں یعنی اوس مال میں کہ مالک سے غائب ہو اور اوسکے  
 ملنے کی نہیں ہو جیسے مال گنا ہو یا دریا میں ڈوبا ہو یا غصب کیا ہو اور اوسپر کوئی گواہ نہیں یا جنگل میں مثلاً گاڑا اور وغیرہ  
 اوسکی جھول گیا یا جو قرض کہ لینے والے نے اوسکا انکار کیا یا برسوں تک چھوڑا کر کیا لوگوں کے سامنے عجز برسوں کا جو ظالم نے  
 مال سے لیا اور پھر بعد برسوں کے مل گیا تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ اوس برسوں کی لازم نہ آوے گی اور ایا م شافعی کے  
 نزدیک لازم آوے گی اور جو قرض کہ منکس یا غنی پر ہو جو اور وہ اقرار کرتا ہو یا قرضدار انکار کرتا ہو لیکن گواہ اوسکے لینے پر موجود ہوں  
 یا قاضی اوس سے واقف ہو تو یہ مال اگر اوسکو مل جائے تو زکوٰۃ اوس کے دلوں کی واجب نہ ہوگی اور اگر کسی چیز کو تجارت کی نیت سے خرید لیا  
 اوسکی نیت خدمت کی کی زکوٰۃ اوس میں واجب نہ ہوگی اگرچہ چیز نیت تجارت کی کرے جب تک اوس سے سچ نڈالے اور جو شخص کسی مال کا سوا جاندی اور  
 سوا ہو اوس کے مہیا یا نیت یا نیت یا قلع یا نیت سے مالک ہو جائے اور وقت تک نیت تجارت کی ہو تو ایا م ابو یوسف کے نزدیک  
 اسطہ تجارت کے ہوگا اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور نزدیک ایا م محمد کے واجب نہ ہوگی اور بعض متون کہہ رہے ہیں کہ ایا م ابو یوسف کے نزدیک تجارت کی اگرچہ خرید  
 واجب ہوگی اور اگر مالک کے وقت نیت تجارت کی ہو اگرچہ چیز نیت تجارت کی ہو چاہے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اگرچہ نیت تجارت کے  
 وقت تک کی ہو دے اور اگر نیت تجارت سے خرید تو تجارت کے واسطے ہو گا جب تک اوسکو چھ نہ ڈالے جب تک  
 یہ سب ملک کا اختیار ہو اور اگر اختیاری ہو جیسے ورثہ وغیرہ زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور زکوٰۃ میں دینے کے وقت نیت زکوٰۃ  
 کی چاہیے یا مال زکوٰۃ کو جب کہ دے تو اگر کوئی شخص نہ لڑوں کا مال یا مثلاً ہر غیر نیت زکوٰۃ کے وقت یا نیت یا جاد کہ نیت کہ وہ  
 ان زکوٰۃ سے محسوب نہ ہوگا اور اگر سب مال کوئی شخص اس کی راہ میں خرچ کرے تو زکوٰۃ ساقط ہوگی اور اگر وقفہ مال کو تو جتنے کا  
 ان یا ہر اوسکی زکوٰۃ ایا م محمد کے نزدیک ساقط ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک نہیں ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس سو درم تھے اوس نے  
 سو اون میں سے لے کر دینے یا م محمد کے نزدیک زکوٰۃ اوس کی اور ابو یوسف کے نزدیک ان کی اوسکی نقط

باب والوں کی زکوٰۃ کے بیان میں



11

[illegible]

کبریا میں سے تین ہریان ہلاک ہو جاویں یا چھ اونٹ سے ایک اونٹ بعد سال کے تو چالیس کبریاں پر اور کچھ اونٹ پر  
ایک کبری جتنی دیکھی اسی طرح کبریاں چالیس اونٹ سے پندرہ ہلاک ہو جاویں یا کچھ اونٹ میں صرف کبیرا کچھ چھپس میں  
کو بیس متصل چوبیس اونٹ نہ جاویں گے اور ان میں ایک بت مخاض لازم آوے گی اور اگر چالیس اونٹ سے بیس لاکھ اونٹ ہو جائے  
میں صرف کیسے جاویں گے اور کیا ان میں جو غنمو کے قریب ہو یا پنج اونٹ نصاب میں جو اس نصاب سے قریب ہو یا ان  
کو بیس اونٹ میں چار کبریاں باقی رہ جاویں گی اور چوبیس ہلاک ہوں پندرہ سجاویں گی تو تین کبریاں لازم آوے گی اور چوبیس کبریاں  
میں سجاویں گی تو دو کبریاں لازم آوے گی اور چوبیس ہلاک ہو جاویں یا پنج رج جاویں گی تو ایک کبری لازم آوے گی یا تاکہ نصاب  
نہ بچا حصہ اور جانا چاہیے کہ لینا خرچ کا امام کو ہو پختہ اور اسی طرح دسواں حصہ خارج کا اور زکوٰۃ سودا غم اور زکوٰۃ  
تجارت کی سب امام لپیو گیا تو اگر باغیوں نے خرچ لے لیا تو مالکوں سے دوسری بار لیا جاوے گا کیونکہ خرچ حق لیسے والوں پر  
اور دو کافروں سے لیسے ہیں اور اگر زکوٰۃ ال تجارت کی لے لی اور زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کیا تو بھی مالکوں سے  
نہ لیا جاوے گا اور اگر انھوں نے اس کے سرفوں میں صرف نہیں کیا تو ان لوگوں کو چاہیے کہ چیکے سے دوبارہ زکوٰۃ دیں یا  
پر قیوی ہو اور بعضوں کے نزدیک دیکھو چھوڑ دینا لازم نہیں اور بعضوں کے نزدیک اگر دیکھو دینے کے وقت نیت نقد کی کر گئے تو  
زکوٰۃ اُن سے ساقط ہو جاوے گی اور شیخ ابو منصور مائتہی اسکو قبول نہیں کیا ف اس بات کی تفصیل اسکی مہل میں لکھی جہتے ہیں  
جائے نظر اس بات کے کہ حوام غم تجارت کی کیا حصہ اور جو مال کا تعلقی ہو تو اُس کے مال سے جزیہ نہ لیا جاوے گا اور عورت تعلقی کے مال  
میں سے مال کے مردوں کے لیا جاوے گا چاہتا ہے کہ تعلقی منسوب ہر طرف تغلبے اور بوجہ غلبے کہ ایک قوم تقی مشرکین حضرت عمرؓ میں  
سے جزیہ طلب کیا انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم صدقہ دنا دیوے گے تو اس بات صلح ہوئی اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہی جزیہ ہے  
تیر جو تم چاہو اپنے بیان نام رکھ لو سکا تو تب اُن سے زکوٰۃ کے دینے پر صلح ہو گئی اُن کے مالکوں نے نہیں لیا جاوے گا اور جو مال لیا  
اور صاحب نصاب کے ہوا اسکو ایسا لے پھر یا زیادہ زکوٰۃ کا دینا اور بھی اسکو کئی نصابوں کی زکوٰۃ کا دینا درست ہے مثلاً  
اُس کے پانچ سو گنچہ اور اُس سے کئی نصابوں کی زکوٰۃ آدمین سے ادا کی اور بعد اُس کے وہ نصاب و سکوٹی پہلی زکوٰۃ اُس سے بھی گنی  
ہو گی اور جو پوری ایک نصاب مالک نہیں اور وہ پیشہ کئی نصابوں کی زکوٰۃ دے تو درست نہیں ۱۰ پہلے سال سے زکوٰۃ دینا  
اسو اسطے درست ہے کہ روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ پوچھا عباسؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم سے زکوٰۃ جلدی دینے میں قبل گزرتے سال کے واسطے مساعت کے طرف نیکی کے توازن دیا اپنے اوکو اصل نصاب  
سے لے کر باقیں متقال ہے اور چاندی کا وزن کمر دس درم سات متقال ہے ہوں اور اس وزن کو وزن سب سے کہتے ہیں  
تو ایک درم آدھا اور پانچون حصہ متقال کا ہووے گا تو دس درم سات متقال ہے ہوں اور متقال میں قیراط کا ہوتا ہے اور درم چوبیس  
قیراط کا اور قیراط پانچ چوکا ہوتا ہے ف کہیہ کہ فرما حضرت نے نہیں کہ پانچ اوقیہ سے چاندی میں زکوٰۃ ادا کرے اور پانچ درم  
کو اور قیراط چالیس درم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دو درم ہوئے اور روایت کی ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے  
اور اس میں کہ کیا لو صدقہ چاندی کا ہر چالیس درم میں سے ایک درم اور نہیں ہر ایک سے تیسے میں کچھ درم و سب سے پانچ درم  
پانچ درم میں اور روایت کی ابو قطنی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا مائتہ ذیل کہ جب بھیجا اوکو میں کہ لیٹے کہ لیٹے



ابو جابر  
ابو جابر  
ابو جابر

ابو جابر

ابو جابر

مرویہ کہ گنا چاندی اور سونے کا وزن کو ذریعہ اور حوالہ کیا اور حکم نے مستند کہ میں محمد بن حجاج سے  
انھوں نے بتا دی اسناد میں کہ صحیح و اور شریعت میں اور لفظ ابو جابر کہ جب ادا کی جاوے زکوٰۃ اوسکی تو وہ کہ نہیں  
لیکن کہا میں نے نہ سنا تھا ساتھ اسکے ثابت بن عجلان کہ صاحب حج سے کہچہ ضرر نہیں کرنا کہ نہ ثابت بن عجلان  
روایت کی اس میں جاری ہے اور توفیق کی اوسکی بن یحییٰ اور وہ جو کہا ہے اس سے کہ نہیں محبت پکڑی جاوے گی ساتھ اسکے  
قول پر شیف نہیں کہا کہ کہنے اور انکار کیا اور پیش شیخ یحییٰ الدین بن قتیبہ القیسی اور وہ جو کہا ابن ابی جریج کہ محمد بن حجاج  
اوسکی سن میں کہا ابن حجاج کہ بنا کر احادیث کو اور نسبت کرتا ہوا اوسکی طرف ثقات کے کہا صاحب فتح سے یہ بہر بن ابی جریج  
کا تابع ہے اسکو کہ محمد بن حجاج کہ وہ اور ابو جریج روایت کرتا ہوا ثابت بن عجلان فقیر ہستیامی روایت کی اوس سے  
مسلم نے اور توفیق کی اوسکی احمد بن حنبل اور ابو ذر عدو و حیرم و ابو داؤد وغیرہم نے اور عثمان بن اشیر روایت کی ابو جریج  
توفیق کی اوسکی بن یحییٰ اور روایت کی اوس سے بحار میں ساتھ متابعت کے اور وہ جو مروی ہے ابو جابر سے انھوں نے بنی علی علیہ السلام  
وسلم سے کہ نہیں ہر یو یومین زکوٰۃ کہا بیہمی نے باطل پر نہیں ہر سال اوسکی اور ذکر کیا اوسکو شوکانی کنز العمال میں بھی ہے  
جابر کا قول اور جو انکار مروی ہے ابن عمر و حضرت عائشہ اور اسامہ سے سو وہ و توفیق میں اور معارض میں اس کے اور آثار  
روایت پر حضرت عمرؓ سے کہ انھوں نے لکھا ابو موسیٰ شعری کہ کو زکوٰۃ دیوین عومین اپنے دیور دن کی روایت کیا اسکو  
ابن شیبہ اور ابن مسعود کہ زکوٰۃ ہر روایت کیا اوسکو عبد اللہ ابن مسعود نے روایت کی اور لکھا عبد اللہ بن عمر نے طے ہر سال کے کہ  
نہ لے زکوٰۃ اپنی مشین کے زکوٰۃ ہر روایت کیا اوسکو و توفیق نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عطاء اور ہر ہر  
اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور عبد اللہ بن شارد سے کہ انھوں نے و فی السکلی کہ کو یعنی زکوٰۃ ہر روایت  
روایت کی عطاء اور ہر ہر ہر ہر سے کہ انھوں نے جاری ہوئی سنت کہ یو یومین زکوٰۃ ہر روایت سے کہ اس باب میں  
آثار اور وہ جو روایت کی مالک نے ابن عمر و حضرت عائشہ سے کہ نہیں ادا کی انھوں نے زکوٰۃ ہر روایت معارض ہر اوس کے ہر  
گذر کہ صحیح مذہب امام صاحب کا و اللہ اعلم و علمہ آتے و کمال و اور ایسا ہی سبب تجارت میں بھی پالیسوں  
حصہ دیا جاوے گا اور پالیسوں حصہ درہم سے کہ چنگا اگر او تین فقیران کو نفع ہو کہ یا دینار سے کہ چنگا اگر او تین بنی نفع  
ہو اویسب انصاب پر پانچواں حصہ ہر جاوے گا تو اس میں بھی حساب زکوٰۃ واجب کی جیسے دوسرے حصہ میں پالیس حصہ ہر جاوے گا  
لیکن طے زکوٰۃ میں دینا پانچواں حصہ اور جو اشیائیں دینا ہر جاوے گا اور اگر پانچواں حصہ سے انصاب کم ہر حصہ کو پانچواں حصہ میں آتا ہے  
مسامین کے نزدیک جو دوسرے زیادہ ہوں زکوٰۃ اوسکی اسکے حساب واجب ہوگی چلتے پانچواں حصہ یعنی پالیس درہم ہر  
مون یا ہون اور جو قول ہر امام شافعی کا اور دلیل دیکھی ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے اور جو زائد ہو دوسرے زکوٰۃ  
اوسکی اسکے حساب ہے اور دلیل امام ابو حنیفہ کی یہ ہے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے و اس کے معاف کے ان اللہ یصلی  
اللہ علیہ وسلم ان لا یصلحوا فی الکسور و شہداء یعنی حکم کیا اونا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زکوٰۃ کے کسور سے  
کچھ یعنی پالیس تک جو چہرین کسرت واقع میں ان میں زکوٰۃ نہ دی جاوے گی مثلاً دوسرے میں پانچ حصہ ہر جاوے گا و ہر حصہ  
اور دس حصہ میں تو ربع درہم و تیس حصہ میں تو تین حصہ درہم کے اور روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے معاف سے اور



ضعیف ہے ساتھ منوال بن حزم کے اور کہا بعد ازیں سے احکام میں کہ روایت کی ابو ایشیہ عبد اللہ اور محمد سے انھوں نے اپنے اپنے انھوں نے اپنے دادا انھوں نے بنی سالی سے علیہ السلام سے کہ گئی آپ نے کتاب سے عروہ بن حزم کے کہ نہیں ہے چاند بنی سالی سے وہ یہاں تک کہ پچھلے دو سو درہم تو اوسمیں پانچ ہین اور ہر چالیس میں ایک ہر چالیس سے کم میں صدقہ و شہادہ ہر کتاب میں حرم میں روایت نسائی اور ابن عباس اور حاکم کے کہ ہر پانچ اشیہ میں چاندی سے پانچ وزہ میں اور جو زیادہ ہو تو ہر چاندی سے ایک درہم روایت کل بن ابی شیبہ نے کہ **كُلُّ مَالٍ عَدُوٍّ لِّلرَّحْمَنِ بَيْنَ سَلَكِ مَالٍ عَنْ عَصِمٍ عَنْ أَحْمَدَ قَالَ كَيْفَ تَقُولُ لِي ابْنُ مَوْسَى لَا تَقْضِي قِيمَتَا عَدُوٍّ إِلَّا سَلَكْتَنِي قِيَمَتِي كُلِّي أَرَبْعَانِ دِينَارًا مِثْلَ دِينَارِي** یعنی لکھا حضرت عروہ نے طرف ابی موسیٰ شہری کے کہ لیکن جو زیادہ ہو دو سو ہر چالیس میں ایک درہم ہر چالیس روایت میں ہر لاؤ جو خاصہ دسویں حصے کا یعنی چالیسواں حصہ ہر چالیس درہم سے ایک حصہ اور اگر درہم میں کچھ خصل ہو تو اگر چاندی زیادہ ہو اوسکی اعتبار ہوگا اور اگر غش اپنی تابا وغیرہ زیادہ ہو تو انکی قیمت لگائی جاوے گی اور اگر نصاب کا بیج سال میں نقصان ہو جاوے اور پھر آخر سال میں پورا ہو جاوے زکوٰۃ واجب ہوگی مثلاً اگر اوسکے پاس دس سال میں نصاب یعنی دینار موجود تھے پھر سال کے دسواں حصے کم ہو گیا اور پھر آخر سال میں دینار ہو گئے زکوٰۃ ویسی ہی واجب ہوگی اور سونا چاندی کی طرف ملا جاوے گا اور سب سب انکی طرف ملا یا جاوے گا مثلاً اگر اوسکے پاس دس دینار اور نو تھے درہم تھے کہ قیمت اوسکی دس دینار میں زکوٰۃ امام صاحب کے نزدیک واجب ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہیں واجب ہوگی اوسکے پاس دس دینار اور سو درہم تھے نہ زکوٰۃ کو دیا

### باب عاشق کے بیان میں

عاشق اوس شخص کو کہتے ہیں جسکو بادشاہ نے راہ گذر پتہ جہاز کے لیے مقرر کیا ہو اور اگر کسی تاجر نے عاشق کیا کہ تمام سال سیر اور زمین گذر یا قرض سے میں فارغ نہیں ہوں یا سوا سوا اٹم کے اول میں کہا کہ شہر میں فقیر کو دیکھا ہوں عاشق اوسکے قول کو بغیر قسم کے قبول نہ کرے اور اگر کہے سوا میں کہ فقیر کو دیکھا ہوں تو اوسکا قول سچ نہ جائے کیونکہ سوا میں فقیر کو دینا درست نہیں بلکہ بادشاہ کو دینا چاہیے اور اوسکو صرف میں اوسکے صرف کرے اور اگر دعویٰ کیا کہ زکوٰۃ اس سال کی میں دو ستر عاشق کو دیکھا ہوں اگر وہ عاشق اس سال کا عاشق تھا تو قول اوسکا ساتھ قسم کے مان لینے اور عاشق کی چھٹی وصول مکان ضرور ہوگا اور میری قبل مسلمان کا اعتبار کیا جاتا ہو دینی کا بھی اعتبار کیا جاوے گی نہ مرنے کا اگر حربی اگر اپنی فوج میں کہے کہ یہ میری آمد نہ ہو تو سچ جانا جاوے گا اور اسکو کچھ نہ لیا جاوے گا اور مسلمان عاشق چالیسواں حصہ لیوے اور دینی سے مسلمان اور حربی سے دسواں حصہ اگر مال اوسکا نصاب ہو پانچ جاوے اور اگر ایسا ہی کیا تھا حضرت عروہ نے روایت کی امام محمد نے حضرت عروہ سے کہ چھپاؤ انھوں نے ایک شخص کو اور حکم کیا کہ اے مسلمان تو ان کے مال سے جب تجارت کے لیے ہوں جو بیچا حصہ میں حصوں میں اور زمینوں کے مال سے آدھا حصہ میں حصوں میں اور حربی کے مال سے دسواں حصہ اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے اور لوگوں نے واللہ اعلم بالصواب اور جب انکا پیرا سے تاجرون سے لیتے ہیں معلوم ہو کہ اور اگر معلوم ہو جاوے تو اوتنا ہی ہم بھی اوتنے لیونے اگر کل مال وہ نہ لیتے ہوں تو اگر اہل حرب پیرا اہل مال میں تو ہمارا عاشق حربی سے کل مال نہ لیوے گا اور اگر نصاب سے کم ہو تو اوتنے نہ لیا جاوے گا اگر چاہے اوتنے تو لیا باقی نصاب کا کہ حرم میں ہو اور اگر اہل حرب ہم لوگوں کے کچھ نہیں لیتے تو ہم بھی اوتنے کچھ نہ لینے اور اگر حربی سے عروہ نے لیا اور

عاشق

دینی اوس کا ذکر  
کے میں حصہ  
میں مال دینی کا ہے  
اور اس سے فقیر  
لیا جاوے گا اور حربی  
سے مال دینی کا ہے  
مستحق قبل  
۱۸۳  
دینی اوس کا ذکر  
۱۸۳  
۱۸۳



کہا ابن عباس کہ میں نے یہ خبریں پانچواں حصہ اور کا حدیثاً متواتر و ان بنی معاویہ سے عن ابن عباس علیہ السلام سے عن ابن  
الابی عن جابر بن جابر سے بھی ایسا ہی مروی ہے جو خزانہ کہ سنا اور سنا اسلام کا ہے اگر پاوے تو اس کو لوگوں  
سے چھینو اسے لفظ یعنی پڑی چیز کا حکم دے اور اگر سنا کہ کفر کا ہے تو پانچواں حصہ لازم اور باقی پانچ والے کا اگر وہ ملین کی  
ملک نہیں اور زمین تو جو مالک اول اسلام کی فتح کا ہے اس کو نیک اور اگر تاجر ہمارا امن لیکے دار الحرب میں گیا اور وہاں گزرا یا  
سلاسل کی ہو اور اگر کسی حربی کے گھرمیں پائی تو کھینکے مالک کی ہوا اگر زمین میں اس کے کچھ کی ملک نہیں ہر پائی پانچواں حصہ و سکا نہیں باقی اس کا

باب زکوٰۃ خارج کے بیان میں

نہیں عشری شہدین اور پھر اس کے شہدین اور بیچو بین اور زمین میں منکلیہ والی چیزوں میں برابر ہو کہ اس کو سوا پانی جاری نہ کیا  
نے سچا ہوا اگرچہ پانچ وسق نہوں یا برس بھر باقی فرماتا ہوا نام ابو حنیفہ کے نزدیک دسوان حصہ لازم آویگا اور جس میں  
امام شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں کچھ لازم نہ آویگا اور وسق ساٹھ صلے کا ہوتا ہے اور صلے اٹھارہ صلے یعنی چار شیر چھرا کی ہوتا ہے  
لیکن شہد سے دسوان حصہ اگرچہ پانچ وسق کے برابر نہ ہو سوا سوا سق کے روایت کی بجاری نے آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم سے کہ جس کو مکررے آسمان یا چشمہ اور زمین عشری ہو تو تو امین دسوان حصہ ہر او جو ڈول وغیرہ سے پانی دیا جاوے  
تو تو امین دسوان حصہ ہر او حدیث میں مطلق ہے اور ذکر پانچ وسق کا نہیں ہے تو جو حمل ہو گئی اطلاق پر اور اس باب میں  
آثار میں نکال اعبال الزرق نے عمر بن عبدالعزیز سے کہا کہ جو او کے کم یا بہت تو امین دسوان حصہ ہر او نکال امانت اسکے مجاہد  
اور برابر ہم نفعی سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مانند اسکے عمر بن عبدالعزیز اور مجاہد و نفعی سے اور زیادہ کیا حدیث  
نفعی میں یہاں تک کہ ہر چیز میں دسوان حصہ ہر او امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے لکھیں غنما و دوا و کھنڈ  
او وسق صدقہ نہیں ہے پانچ وسق سے کم میں صدقہ اور پھر حدیث گذر چکی روایت کی عبدالرزاق نے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انھوں نے لکھا طرف میں کہ یہ کیا جاوے شہد المون سے دسوان حصہ اور روایت کی عبدالرحمن بن  
بن العاص نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا شہد سے دسوان حصہ نقل کی یہ ابن حبان اور روایت کی شافعی نے سعد بن ابی  
ذباب سے کہ امین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کسانینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کروا سق قوم میری کے وہ چیز کہ اسلام نے  
اور پسو کیا اور عامل کیا مجاہد بکیر نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موجب آئے وہ اپنی قوم پر کہا اے قوم او اگر وہ شہد کی  
کیونکہ نہیں بہتری ہر او مال میں کہ ندی جاوے ذکوۃ اوسکی کہ انھوں نے کیا جانتے ہو تم یعنی کتنی ذکوۃ دیوں کہ اگر دسوان حصہ  
اور لیا سینے اول سے دسوان حصہ اور لیا میں او سکے حضرت عمر نے کے پاس بیچ ڈالا انھوں نے او سکے اور کر دیا او سکے مسلمانوں کو  
اور ایسا ہی روایت کیا او سکے ابن ابی شیبہ صفوان بن عیسٰی کے انھوں نے حدیث کی جسے او کی حارث اور وہ کہ کیا او سکے  
صلت بن مہر نے انس بن عیاض سے انھوں نے حارث بن ابی ذباب انھوں نے مزین بن عبد اللہ انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے سعد  
اور میں سچا نا ابن المہدی نے خالد بنیہ کو اور پوچھا اول سے ابو حاتم نے کیا صحیح ہے حدیث او کی فرمایا کہ ہاں اور نکال ابو عبد اللہ  
بن حنبلہ نے کتاب الاحوال میں عمرو بن شعیب سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا سے کہ لیتے تھے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں شہد سے دسوان حصہ ہر او مشک او سنا دین او سکے ابن ابی حنیفہ کے

10

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُوحَنَا

کتابخانه

۱۰۰

۱۰۰

五

۵۱۵

•

...

---

1

مستشرقین و محدثان

این کتاب



پانی سے سینہ پتاؤ تو نہ خراجی ہوا اگر عشر کے پانی سے تو عشری ہو اور پانی آسمان کا اور کنوئین کا اور چشمے کا عشری ہو اور پانی اون نہروں کا جو عجیب و غریب جیسے نہر نہ درجہ اول کی خراجی ہو اور نہ حوض اور نہ چھوٹے اور نہ جلاؤ فرات امام ابو یوسف کے نزدیک ان نہروں کا پانی عشری ہو اور امام محمد کے نزدیک خراجی ہو اور قیر اور لفظ کے چشمے میں اگر زمین عشری میں ہو تو کچھ نہیں اگر زمین خراجی میں ہو تو اگر گرو چشمے کے کھیتی ہو سکتی ہو تو خراج او میں لازم ہو گا اور جو زمین ہو سکتی تو لازم میں

### باب مصارف زکوٰۃ کے بیان میں

فت جاننا جیسے کہ اسل اس باب میں قول اللہ تعالیٰ کا ہر انکما الصدقات للفقراء والاغنیاء خیر ایت تک اور ساقط ہو گئے ہیں وہ کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو یوسف رحمہما السلام کے واسطے تالیف قلوب کے دیا کرتے تھے کیونکہ اب سلام قوی ہو گیا اب کچھ حاجت کا فروں کے الفت ملائے کی نہیں اور اون لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے والہم لکھ لکھ قلوبہم یعنی لکھ کر لئے گئے دل انکے فرمایا اور دلیل اس کی یہ کہ آنحضرت عمر بن خطابؓ نے جب آیا اونکے پاس عیینہ بن حصین کہ یہ دین سچ اور اللہ کی طرف سے تو سب کا جی چاہے ایمان لاوے اور سب کا جی چاہے کافر رہے روایت کیا اسکو طبری نے تفسیر میں یعنی اب کچھ کافران کو واسطے لانے کے مال نہو سکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعیبی سے کہ تھے مؤلفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور خلیفہ ہو حضرت ابوبکرؓ نے کیا اسکو اور سی پر اجماع منعقد ہوا اور ایک روایت میں حضرت عمرؓ سے کہ انہو انھوں نے یہ وہ چیز کی کہ تھے تھکا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکہ ملاوین لے تھکا اور پر اسلام کے اور اب عزت دی اللہ نے اسلام کو تو اگر تم تو یہ کہ اسلام پر اچھا ورنہ ہمارے تھاکے درمیان میں تو اور کیا حضرت ابو بکرؓ نے ایسا ہی اور نہ کیا انکا اسکا کہتے صحابہ میں سے تو تھا ہوا اتفاق صح مصارف زکوٰۃ کے سات ہیں ایک قتیہ یعنی جو شخص کہ مالک نصاب کا نہو دوسرے مسکین جسکے پاس کچھ نہیں قتیہ سے عامل مدد قے کا اسکو اپنے محل کے موافق دیا جاوے گا جو تھے محارتیہ اسکی آراد کی میں مال کو قے سے مراد کجاوگی یا کچھ قرضہ اور جو شخص کہ قرضہ سے نصاب کا مالک نہیں تھے فی سبیل اللہ یعنی جو شخص کہ جاوے سے سبب سے نفع کے ترک کیا ہو امام ابی یوسفؒ کے نزدیک یا جو شخص کہ حج سے رک جاوے امام محمدؒ کے نزدیک وہ اسو اسطے کہ کیا ابو یوسفؒ نے ایک اونٹ کو اپنے اسے کی راہ میں سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تھاکے اسو سہ ایک حج کرنے والی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور ذکر کی ایک حدیث طویل اور وجہ کرنے والی اس عقل قحی صحت ساتوین مسافر کو اسکے پاس مال ہو لیکن بفعل سفر میں اسکے پاس موجود نہیں اور مالک نصاب کو درست ہو کہ زکوٰۃ اپنے مال کی ان مصائب کو دیکھ یا بعض کو اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب کہ مصیبت میں صرف کرے اور ہر صورت میں تین شخص کو دیکھ قے اور دیکھ کہ موافق ہا کہ مذہب کے روایت کی یہی ہے ابن عباسؓ اور ابن ابی شیبہؒ سے اور روایت کی طبری نے اس ایت تحت میں انکما الصدقات انما عمر ان بن عیینہ عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ فی قولہ تعالیٰ انکما الصدقات للفقراء والمساکین الا یہ قال فی آی صنف قاصدہ انما عطاء لک یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس عمر میں ان سچ زکوٰۃ کو دیکھا کافی ہو جاوے گی جسے اور کہا اسنے اخبرنا جابر عن عبد اللہ عن عطاء عن عمر انکما الصدقات للفقراء والمساکین الا یہ قال انما عطاء لک یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس عمر میں ان سچ زکوٰۃ کو دیکھا کافی ہو جاوے گی جسے اور کہا اسنے اخبرنا جابر عن عبد اللہ عن عطاء عن عمر انکما الصدقات للفقراء والمساکین الا یہ قال انما عطاء لک یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس عمر میں ان سچ زکوٰۃ کو دیکھا کافی ہو جاوے گی جسے اور کہا اسنے























اوسکو واقف تھی اسے اور وہی ہر سن رجب میں ابن عباسؓ کہ آیا ایک غریبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ دیکھا میں نے  
چاند کو کہا جس نے یعنی چاند رمضان کا سو پوچھا اوس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گواہی دیتا ہے تو اس بات کی کہ نہیں ہو کوئی  
سوا اللہ کے کہ ان پھر پوچھا کہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ محمد رسول اللہ کے ہیں کہ ان فرمایا ای بلال بچا سے لوگوں کو کہہ دو  
لیکن تحریر حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ وہ اعرابی رات کو آیا تھا یا دن کو آیا تھا کہ آیا تھا اور تفسیر کرتی ہو اوسکی حدیث  
واقف تھی کی جو بیان کی ابھی تھے اور وہ جو امام شافعی سے حدیث روایت کی ہو معنی اوسکے یہ ہیں کہ نہیں کمال ہر روزے کا  
بدون نیت کے جیسے کہ اصل حدیث **لَا يَتَعَدَّى الْكِتَابُ** اور **لَا يَتَعَدَّى لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ وَلَا صَلَاةٍ**  
**لِلْعِبَادَةِ** اور **لَا صَلَاةٍ فِي الْكَرْخِ** اور **لَا صَلَاةٍ فِي الْكَرْخِ** اور **لَا صَلَاةٍ فِي الْكَرْخِ** اور **لَا صَلَاةٍ فِي الْكَرْخِ**  
اور اگر نیت فقط روزے کی کرے کہ میں روزہ اس کا کل کھونکا اور عین نکرے یا نیت نفل کی کی تو روزہ رمضان کی دست  
ہو جاوے گا اور اگر رمضان کے مہینے میں دوسرے واجب کی نیت کی تو رمضان کا روزہ اس نیت سے بھی ادا ہو جاوے گا اور اگر رمضان  
یا مسافر رمضان میں دوسرے واجب کی نیت کرے تو وہی روزہ ادا ہو گا اور اگر ایک شخص ایک روزہ رکھنے کی نذر کی یعنی کہا میں  
ملا سے روزہ رکھوں گا اور اوس روزہ دوسرے واجب کی نیت کی تو وہی واجب ادا ہو گا جسکی نیت کی خواہ مسافر ہو خواہ عقیقہ نہ کرے  
ہو یا رمضان اور نفل کا روزہ ادا ہو تا ہی نفل کی نیت سے اور صرف روزے کی نیت اور نیت قبل دوسرے کرے اور پھر کے بغیر میں  
فت اور امام مالک کے نزدیک رات سے نیت کرنا چاہیے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں روزہ ہر اوسکا جیسے میں  
نیت کی اوسکی رات سے اور یہ حدیث مطلقہ و شامل ہر فرض روزہ و نفل روزہ کو اور ہر ہر دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
صبح کو روزہ دار میں ہوتے اور پھر پوچھتے تھے کھڑے تھے کہ کچھ کھائے کو نہ سو اگر کہا جاتا کہ نہیں کہتے تھے میں روزہ دار ہوں  
اور اگر کہا جاتا تھا کہ ہر کھا لیتے تھے اور نیت کر چکے تھے روزے کی روایت کیا اوسکو مسلم و بخاری نے حضرت عائشہ سے حص افسنا  
اور کفادہ اور زید بن اسلم کے واسطے شرط یہ نیت کرنا اگر رات شک کی ابرہہ و اصیبت یہ بین رات میں شعبان کی اوسکے بعد  
دن کو روزہ نہ کھا لے گا کیونکہ مروی ہے صحیحین میں کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھو چاند دیکھو اور افطار کرو چاند دیکھو  
تو اگر یہ ہو محتاسے اور تو پوری کر لو گنتی شعبان کی تیس دن حص مگر نفل کیونکہ حدیث میں ہے کہ نہیں روزہ ہر  
دن شک کے رمضان مگر نفل ایسا ہی ہے یہ اسے میں اور یہ حدیث مجملہ نہیں ملی اور بعض کے نزدیک جائز نہیں اور اگر  
میں ساتھ حدیث کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے روزہ رکھا دن شک کے بنو حنیفہ کی اوسنے ابوالقاسم یعنی محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ذکر کیا اوسکو ابن طاہر نے ذکر کیا ہے میں موضوعات میں والیسا ہی کہا صاحب خلاصہ نے لیکن یہ زیادتی ہے کیونکہ  
اس حدیث کو ذکر کیا بخاری نے نقل کیا اور روایت کیا اوسکا و صاحبین نے اسے اس طرح کیا اوسکو ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے  
اور روایت کیا اوسکو ترمذی نے اس طرح نقل کیا اور ابن حبان نے اسے اس طرح نقل کیا اور ابن حبان نے اسے اس طرح نقل کیا  
یعنی جسے روزہ رکھا دن شک کے تو نافرمانی کی اوسنے اللہ کی اور رسول کی واللہ اعلم اور تفصیل اسکی فتح القدر میں ہے حص  
اور اگر دوسرے واجب کا روزہ اس دن رکھا تو کہ وہ ہر ادا ہو جاوے گا واجب صحیح مذہب میں اگر معلوم نہ ہو کہ رمضان کا دن تھا اگر  
معلوم نہ ہو کہ رمضان کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کی ہو جاوے گا اور دن شک کے نفل روزہ رکھنا مستحب ہر سب کے نزدیک گوئیوں اور



## باب روزے کے فاسد ہونے کے بیان میں اور اسکی قضا اور کفارے کے حال میں

جو شخص کہ قصد اجماع کرے یا جماع کجاوے قبل یا ورمین یا کچھ کھاوے یا پیو غذا کی واسطے ہو یا دوکے لیے یا کچھ لگاوے یا  
 معلوم ہو اسکو کہ میرا روزہ افطار ہو گیا اور پھر قصد کھا لیا کہ اسے تو ان صورتوں میں قضا روک کرے اور کفارہ دیکھنے لگا رہا  
 کفارہ ہوتا ہے اور کفارہ فقط رمضان روزہ قصد توڑنے میں ہے اور دوسرے روزے کے واسطے نہیں افطار اور کفارہ میں  
 کہ اپنی بیوی کسی عت کو جو عورتیں کہ اس پر حرام ہیں انکے عضو سے تشبیہ دیکو اور اس سے ایک غلام آزاد کرے اور اگر نہ ہو سکے  
 تو دو مہینے پر درپردہ رکھے اور اگر نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے لیکن قصد کھانے یا پینے میں سوا سوا  
 کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے افطار کیا رمضان میں سوا سوا پیو جو ظہار کرنے والے پر ہو کر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے  
 اور یہ حدیث ہمیں علی بن الحسین میں مروی ہے حضرت ابوہریرہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ایک شخص کو کہ افطار کیا تھا  
 اسنے رمضان میں یہ کرنا ذکر کرے ایک غلام یا روکے دو مہینے برابر یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور جماع بھی روک کر  
 افطار کرنا ہے وہ بھی اسی میں داخل ہے اور روایت کیا اسکو داؤد قطنی نے بھی اور مروی ہے صحاح ستہ میں حضرت ابوہریرہ سے  
 کہ آیا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ ہلاک ہو امین کہا کہ کیا ہوا تجھ کو کہا اسنے کہ جماع کیا مینے اپنی عورت  
 سے روزہ رمضان میں سو فرمایا آپ نے کیا پاتا ہے تو غلام کو کہ آزاد کرے اسکو کہا نہیں فرمایا کہ طاقت نہ تھا تو دو مہینے  
 روزے رکھے کہا نہیں فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھلاوے کہا نہیں فرمایا بیٹھ تو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایک ٹوکرا لے وہیں کھجور تھی سو فرمایا کہ تصدق کر اسکو فقیروں پر کہا اسنے رسول اللہ نہیں زیادہ مجھے فقیر کوئی قسم خدا کی  
 نہیں ہر شہر کے کناروں تک اور اسکے بچے میں کوئی گھر کہ فقیر زیادہ ہو سیکر گھر سے سوہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک تک  
 کہ آگے کے دانت آپ کے ظاہر ہو چھ فرمایا کہ لیجا اسکو اور کھلا اپنے گھر کو کہ ہا زہری کہ یہ اسکے واسطے خاص نصبت تھی اور اگر کوئی  
 شخص ایسا کرے تو نہیں چارہ ہے اسکو کفارے سے اور واقع ہو اور روایت ہدایہ میں کل آنت و عیالکے بچے مرگے و  
 لا یخیر حی أحدًا بعدکے یعنی تو کھلاوے اور تیرے عیال کافی ہو جاوے گا جسے اور نہ کافی ہوگا سوا تیرے کسیو بعد تیرے لیکن کہا  
 ابن الہمام نے کہ یہ قول کسی طریقے میں اس حدیث کے نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ خصوصیت ہے کیونکہ داؤد قطنی کی روایت میں ہے  
 فَقَدْ كَفَّرَ اللَّهُ عَنْكَ یعنی کفارہ قبول کیا اللہ نے یہ تجسے واللہ اعلم حص اگر خطا سے روزہ افطار کیا ہو مثلاً اسکو  
 روزہ یاد تھا اور رکلی کرنے لگا تب اسکو حلق نہیں بغیر قصد کیے ہوئے پانی چلا گیا یا کسی نے اسکو زبردستی افطار کر دیا یا  
 حقہ لیا یا ناک یا کان میں دوائی ڈالی یا سر کے زخم میں دوا لگائی اور خراج میں گئی یا سیٹ کے زخم میں لگائی اور اسکو سیٹ  
 میں دوا گئی یا اسنے سنگریزہ کھلا یا بھرنوہ اپنی خواہش سے قری یا سحر کھائی یا افطار کیا اس شہر سے کہ رات ہے اور وہ دن تھا یا کچھ سے  
 کچھ کھالیا اور شہر کیا کہ میرا روزہ افطار ہو گیا تب پھر قصد کھالیا یا عورت سوئی تھی اور جماع اسکی کیا گیا یا رمضان تمام مہینے میں روزہ  
 رکھنے کی نیت کی نہ افطار کی یا صبح تک نیت نہ کیے ہوئے تھا اور پھر کھالیا تو ان سب صورتوں میں قضا کا روزہ رکھنے فقط  
 روایت کی ابوہریرہ صلی نے مسند میں حدیث حضرت عائشہ سے اور اس میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے افطار اس  
 چیز سے کہ نہ اقل ہو نہ اوڑھنیں ہو اسکو جو سیکے کہ ابن الہمام نے لا شاک فی ثبوتہ موقوفہ علیہ جماع یعنی

ابن ابی

تین شک ہے اسکی ثبوت میں موقوف ایک جماعت پر تو صحیح بخاری میں ہے تعلق اگر کہا ابن عباس کہ حضرت اظہر  
 ہر جوہل جو اور نہیں ہر اوس جو خارج ہوا کہ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کہ عمن عن ابن ابی ظبیان  
 عن ابن عباس قال اظہر من شمس و لکن من استأخج اور عبد اللہ زراق نے ابن مسعود کہ انھوں نے  
 وضو اوس پر جو نکلے اور نہیں ہر اوس جوہل ہو کہ اور فطر روزہ میں اوس اور جوہل ہو اور نہیں ہر اوس جو خارج ہوا اور نہیں  
 علی شمس بھی یہی قول ہر وہی کہ اسکو یہی نے صورت اگر کھایا یا پیایا جماع کیا اور اسکو روزہ یاد نہ تھا یا سو یا اور اسکو  
 اشلام ہوا یا کسی وقت نظر کی پھر انزال ہوا یا تیل ملا یا مسرہ لگایا یا کسی غیبت کی یا دوسرے قریب غائب ہوئی اور اسکو  
 جنب تھا اور صبح ہو گئی یا اپنے ذکر کے سونے میں تیل ڈالا یا کان میں پانی چسکا یا غبار یا دھواں یا کھنکھانے کے معلق میں غلج  
 توان سب رتوں میں روزہ نگیا ف ساریت ہر معین وغیرہ اثنی عشرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو شخص  
 محمول ہو اور وہ روزہ سے ہو سو کھایا یا پیایا تو تمام کرنے یا پنے روزے کو کیونکہ کھایا اور اسکو اللہ تعالیٰ نے اور پلا یا اور اسکو  
 اور تہہ میں ہو کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی شخص کے کہ کھایا تھا اور سننے یا پیا تھا پورا کر روزہ اپنا کیونکہ کھایا  
 اور پلا یا اللہ تعالیٰ نے اور یہ حدیث مروی ہے صحیح ابن حبان اور توفیقی میں کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 اور کہا کہ میں روزہ دار تھا سو کھایا اور پیامینے بھیجے سے سو کھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تاکر روزہ اپنا کیونکہ کھایا  
 اور پلا یا کھو اور اسکی فطرتیں ہو کہ قضاء علیک اور روایت کیا اسکو ہزار نے ساتھ فطرت جماعت کے اور زیادہ کیا اور ابن  
 قتیبہ رحمہ اللہ و اسکا فطر اور روایت کی ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انکے علیہ الصلوٰۃ والسلام قال من أظہر  
 فی رمضان ناسیا فلا قضاء علیک ولا کفارتہ یعنی جسنا فطر کیا رمضان میں بھولے سے تو نہیں قضاء پر ہے  
 اور کفارہ اور روایت کیا اسکو حاکم نے صحیح کیا اسکو اور کہا سبھی نے معرفت میں تقریر کیا کہ کھایا یا پیایا  
 بن عمر رضی اللہ عنہما کہ ہم فطرت یعنی مغفروہ ہوا اسکا اور اسکی انصاری محمد بن عمرو اور سب نے ابن اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 تین چیزیں ہیں کہ نہیں فطر کرتی ہیں روزہ دار کو جماعت اور فطر اور اشلام اور ہنادین اور اسکی عبد المل بن زید بن اسلم روایت  
 کرتا تو اپنے باپ سے اور وہ ضعیف ہر اوس کہ کیا اسکو ہر بھائی عبد الرحمن بن اور نام اور کنا اسامہ ہر اور ضعیف کیا اسکو اور نے  
 اور ابن حبان نے ساتھ برائی مختلف اس کے اور اگر یہ مرد صالح تھے اور کہا نسائی نے نہیں ہر قوی اور روایت کیا اسکو طبری  
 نے اور طریق سے بولہ سین ہشام بن سعید رحمہ اللہ سلم سے روایت کی اور ہشام یہ ضعیف کیا اسکو نسائی اور احمد اور ابن حبان  
 اور ضعیف کیا اسکو ابن عدنی اور کہا کہ کھی جاوگی حدیث اسکی اور نہیں محبت ہوگی ساتھ اس کے لیکن حجت بکری اوس  
 مسلم نے اور تشہد کیا اوس بخاری اور روایت کیا اسکو ہر بھائی ابن عباس کہ فرمایا حضرت نے کہ لا فطر علی  
 الصائم الا لثقی و لرجامہ و لا اختیام قال و هذا من أحسن ہذا اسناد و صحیحہا یعنی نہیں فطر کرتی ہر  
 صائم کو تو اور جماعت اور اشلام اور کہا کہ یہ ابن ہر اور حدیثوں سے اس باب میں ہنادی روایت صحیح ہر اور نہیں اتنی اور اسان  
 اسکی سلیمان بن حبان کہ ابن حبان نے سچا ہر اور نہیں ہر حجت ساتھ اس کے اور روایت کیا اسکو طبری نے حدیث ثوبان  
 سے اور کہا کہ نہیں روایت کی جاتی یہ حدیث مگر اسی اسناد سے اور متفق ہوا ساتھ اس کے ابن وہب تو ظاہر ہوئی یہ بات کہ حدیث

ابن ابی

ابن ابی

ابن ابی

۱۰

حسن براء بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اور چھند لگانے سے روزہ نہیں جانا اور دلیل اسکی یہی حدیث براء امام احمد کے نزدیک  
حجاست یعنی پچھنے لگانا روزہ کے کوئی تاثر نہ ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَنْطَرُ الْحَاكِمُ وَالْحُجَّيْمُ لِيَعْنِي افطار کیا پچھنے  
لگانے والے نے اور جسکے پچھنے لگے روایت کیا اوسکو ترمذی اور بیہقی لیل یہ کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین  
چہرہ بڑا چہرہ کہ نہیں توڑتی مہین روزہ حجاست اور فی امر امثالہم اور دوسری کہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے  
اور آپ احرام سے تھے اور پچھنے لگانے اور وہ روزہ دار پہنچتے تھے روایت کیا اوسکو بخاری وغیرہ نے اور کہا ایشی انس کے  
کیا تم کروہ رکھتے تھے حجاست کو واسطے صائم کے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن سوکنا انھوں نے کہ نہیں مگر بسبب  
ضعف کے روایت کیا اوسکو بخاری نے اور کہا انس نے اول ما کبرھٹ الحجامۃ والصلوات جعفر بن ابی  
طالب الخجیم وھو صائرہ فمترید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال افطس لھذا انتم وخص علیہ الصلوۃ  
والسلام فی الحجامۃ بعد الصائت وکان انس یخجیہ وھو صائرہ رواہ الدارقطنی وقال فیروایت  
کلمہ حقائق وکلا آعلو لک علیہ یعنی اول جو کہ وہ کھامینہ حجاست کو واسطے صائم کے تو اس سبب سے کہ جعفر  
بن ابی طالب نے حجاست کی اور وہ روزہ دار تھے اہ گزرے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو فرمایا افطار کیا اوسنے  
پھر نصبت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجاست مہین واسطے روزہ دار کے اور تھے انس نے حجاست کرتے اور وہ  
روزہ دار ہوئے تھے روایت کیا اوسکو دقطنی نے اور کہا کہ سب نقہ مہین اور نہیں حبانست بہنوں اوپن کسی طرح کی علت  
اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْفَطْرُ مَادَ کُلَّ وَلَکِیْسٌ وَمَا حَرَجَ یعنی فطر اوس ہی جو دخل ہوگا اور نہیں ہر اوس  
جو خارج ہو اور اگر آپ آجاوے تو روزہ نہیں جانا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو غلبہ کرے فی اور وہ روزہ دار  
ہوگا تو نہیں ہر اوسپر قضا اور جو ترک کرے قصد اوقضا کرے روکا کی کہما ترمذی ہی حدیث حسن غریب یہ نہیں پہنچا مہین ہم  
اوسکو حدیث ہشام بن حسان انھوں نے بن سیرین انھوں نے ابو ہریرہ انھوں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر حدیث عیسیٰ بن  
یونس سے کہما بخاری نہیں چکھتا ہوں مہین اوسکو محفوظ بسبب اسکے اور صحیح کیا اوسکو حاکم نے اور بشر شرط شیخ کے اور ابن حبان  
اور روایت کیا اوسکو دقطنی نے اور کہا کہ روایت سب نقہ لوگوں کی ہے اور کہتا ہوں مہین کہما بحت کی عیسیٰ بن یونس  
کی ہشام بن حسان سے جعفر بن غیاث نے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور روایت کیا اوسکو حاکم نے اور کیا اوسپر اور روایت  
کیا اوسکو مالک نے موطا مہین موقوف اوپر بن عمر کے اور روایت کیا اوسکو نسائی حدیث اوزاعی سے موقوف اوپر ابو ہریرہ کے  
اور وقت کیا اوسکو عبد الرزاق نے ابو ہریرہ کے اور وہ جو سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھن کر تھے  
اپنے نہ رکھتے اوسدن اور منگایا ایک برتن اور پانی پیاسو کھا صحابہ انبی رسول اللہ کے آج کے دن آپ روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ بیان یز  
قرئی تھی سینہ محمول ہے او قبل شروع کرنے روزے کے یا ابو جعفر کے واللہ اعلم اور سرہ لگانے سے بھی روزہ نہیں جانا  
اسو کہ روایت کی ترمذی نے ابو عاتکہ سے انھوں نے انس سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیماری بیان کی  
اپنی انھوں کی کیا سرہ لگاؤں مہین اور مہین روزہ دار ہوں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مان کہما ترمذی نہیں اسناد  
اسکی قوی اور نہیں صحیح اس باب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور ابو عاتکہ جماع ہے اوسکے ضعف پر اور روایت کی ابن ماجہ

عبد الرحمن بن ابی بکر

ابو عاتقہ  
سجدة الخضر













بجاء

شیخ ابن العمام نے صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت میں کہ روزہ رکھنا منع ہے اور نہیں اگر شروع کر گیا تو تمام کرنا اور سکا لازم ہے اور بچا اور بوجھ  
دن میں ایک عید الفطر کا دن اور دوسرے بقرعہ کا دن اور تین دن اوسکے بعد یعنی گیارہویں اور بارہویں اور تیرہویں دن صحیح  
کی اور نقل کا روزہ نہ توڑے ایک روایت میں اور ایک روایت میں جائز ہے کہ نہ توڑے اوسکے قائم مقام ہے اور بچا  
کے عذر سے نقل کا روزہ توڑنا درست ہے اور یہ حکم ضیافت کرنے والے اور کھانے والے دونوں کے واسطے ہے اور اگر رمضان  
دن کو ایک لڑکا یا بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اوس روز باقی روز میں کچھ نہ کھائے اور نہ پیوے رمضان کی بزرگی کے  
سبب ہے اور اوس روزے کی قضا ادا کرے اگرچہ نیت روزے کی ان دونوں کی اور بچہ کھالیا تب بھی قضا نہیں کرے  
اور اگر عورت حیض سے پاک ہوئی یا مسافر اپنے گھر آیا تو یہ دونوں باقی روز کچھ کھاوین اور نہ پیوین اور اوس روز کے روزے  
کی قضا ادا کرے اور اگر ایک مسافر نے افطار کی نیت کی بعد اوسکے اپنے گھر آیا تب نفل روز کی نیت کی اور نیت کرنے کا وقت  
تھا یعنی دوپہر کے پہلے تو روزہ درست ہوا اور اگر وہ رمضان کا مہینا تھا تو اوپر اوس روز کا پورا کرنا واجب ہو گیا یا مقیم نے  
اوس دن سفر کیا تو اوس کا بھی یہی حکم ہے اور اون دونوں نے اگر افطار کیا تو کفارہ نہیں ہے چنانچہ دنوں میں بیہوش رہا اور نفل  
قضا ادا کرے مگر جب دن بیہوشی شروع ہوئی اور وہ نیت روز کی کر چکا ہے یا اوس دن کی رات کو بیہوشی تھی تو اوکی قضا کفر عذر ہے  
کہ اگر نیت کر چکا ہے تو روز صحیح ہو جاوے گا اور جو نیت کی تو ہرگز صحیح نہ ہوگا اور اگر سارے رمضان بھر مجنون رہا قضا نہ کرے  
اور اگر بعض دن کے رمضان میں دیوانہ رہا تو بعض روز گذرے ہیں اوکی قضا کرے تو اگر وہ مثلاً بالغ یا عاقل نہ تھا اور حالت جنون  
بالغ عاقل نہ تھا تو بھی یہی حکم ہے ظاہر روایت میں اور محمد بن حسن شیبانی کے نزدیک اگر حالت جنون میں بالغ ہو تو روز اوپر ادا  
نہوئے باوجود اسکے کہ سارے رمضان دیوانہ نہ رہا اور دلیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے اور اگر اون پانچ دن میں جن میں روزہ کھنا  
حرام ہے روکو کی نذر نہ کیا تو سارے سال بھر کے روزے کی نیت کی تو صحیح ہے اور ان پانچ دن میں روزہ رکھے بلکہ اون دنوں کی قضا ادا کرے  
اور اگر روزہ رکھے لیگا تو بچہ قضا نہیں کرے لڑکا ہو گا تو اگرچہ نیت نہ کی یا نیت فقط نذر کی کی یا نیت کی نذر کی اور نیت کی کہ تم  
نہیں ہو تو ان صورتوں میں نذر ہوگی اور اگر نیت کی قسم کی اور نیت کی کہ نذر نہیں ہو تو قسم ہوگی اور اگر افطار کر لیا تو کفارہ لازم  
آوے گا اور دونوں کی نیت کی یا قسم کی اور یہ ذکر کیا کہ نذر نہیں ہے یا یہ تو ان دونوں صورتوں میں نذر تو قسم دونوں ہوں گی اور  
افطار کر لیا تو قضا نذر کی اور کفارہ قسم کا لازم آوے گا اور امام ابی یوسف کے نزدیک دونوں کی نیت میں نذر ہوگی اور فقط قسم کی  
نیت میں قسم ہوگی اور باقی تفصیل اسکی شرح عربی میں مذکور ہے شمس عید یعنی چھ روز جو سوال میں رکھتے ہیں تو انکو بعد ادا کھنا  
مستحب ہو لگتا تا روز کے تو مکروہ نہ ہوگا اور شاہ بہت نصاریٰ نے لازم آوے گا اولاً استحباب ان چھ روزوں کا احادیث سے  
بیان کرنا لازم ہے سو وہ یہ ہے جو روایت کی سناہ دیوے اور ترمذی وغیرہم نے ابو ایوب کے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص  
روزے رکھے رمضان کے اور بھیجے رکھے اوسکے سات روز سوال میں تو ہوگا ایسا جیسے سینے سے زلزلے روزے رکھے اور آج جو  
تشبیہ تھ نصاریٰ کے بیان کی یاد جب یہ وہ یہ کہ اہل کتاب فطر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے اور جب چھ روز بعد فطر کے متصل  
رکھے لگاتار ایک طرح کی تشبیہ نصاریٰ کے ساتھ متحقق ہوئی اور بعضوں کے نزدیک جائز ہے کہ نہ کہہتے ہیں کہ جب عید فطر کے  
روزہ نہ رکھا تو تشبیہ جاتی رہی واللہ اعلم اور جسے شعبان کے روزے رکھے اور ادا دیا اوسکو ساتھ رمضان کے تو چھایا







بجای لا

عورت کو چاہیے کہ نفل روزہ بہ روزہ اذن خاوند کے نہ کرے روایت کیا اور سکی بخاری مسلم وغیرہ میں اور جو شخص کہ کسی قوم پر جبکہ بہترین تو بغیر اذن اپنے کے روزہ نہ کرے نکالا اس کے ترمذی نے اور کما فی حدیث منکر و واللہ اعلم

باب اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ دیر تک رہنا روزہ دار کا مسجد میں بیعت عبادت حسین جماعت ہوتی ہے عرف لیکن سنت مؤکدہ ہونا تو فقط عشرہ اخیرہ میں ہے کہ مؤکدہ روایت کی بخاری مسلم نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اعتکاف کرتے عشرہ اخیرہ میں رمضان سے یہاں تک کہ اونٹن لایا اونٹن لایا اللہ تعالیٰ نے پھر اعتکاف کیا بعد ازیں اونکی ارواح مطہرات نے تو یہ وہ طلبت دلالت کرتی ہے سنت ہونے اعتکاف پر اور ایک اعتکاف واجب ہے وہ یہ کہ نذر کرے اعتکاف کی اور ایک مستحب وہ یہ کہ سوا ان من نون میں اخیر رمضان کے اور نون میں اعتکاف کرنا اور ان دنوں میں طہارت ثابت نہیں ہوئی بیان کیا اور کشف بن الہمام نے اور دیر تک رہنا یہ کہ یہ اعتکاف کا اور نیت شرط ہے اور روزہ بھی شرط ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرط نہیں بلکہ ہماری یہ ہے کہ روایت کی دلقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الاعتکاف اگر اعتکاف نہیں ہے اعتکاف مکرور سے کہنا بیہقی نے یہ وہم ہے سعید بن مسیب سے یا سوسہ اور حنفیہ کیا اوستے سوسہ کو لیکن کمال میں ہے کہ کمال علی بن حجر نے کہ یہ چھ سینہ بیہقی سے اون دنوں کے احوال سے تو نکالی انھوں نے اور روایت کی ابو داؤد نے عبد الرحمن بن اسحق سے انھوں نے زہری انھوں نے عروہ انھوں نے حضرت عائشہ سے کہ کما انھوں نے سنت ہے اور یہ اعتکاف کرنے والے کے کہ عبادت کرے کسی مرض کی اور نہ حاضر مہجبانہ میں اور نہ مس کرے کسی عورت کو اور نہ مباشرت کرے اوستے اور نہ بھلے کسی حاجت کو مگر جو ضرور ہے اور نہیں ہے اعتکاف مکرور سے اون میں یہ اعتکاف مکرور مسجد جامع میں کما ابو داؤد و سوا عبد الرحمن کے اور کوئی اون میں لفظ اللہ کا نہیں ذکر کیا اور عبد الرحمن بن اسحق اگرچہ کلام کیا ہے اون میں اخراج کیا اوستے مسلم نے اور توفیق کی اوکی ابن معین نے اور ثناء کی اوپر غیر اوستے نے اور روایت کی ابو داؤد اور ثناء نے ابن عمر سے کہ عرضی اللہ علیہ کیا تھا اپنے اوپر کہ اعتکاف کو دن جاہلیت میں ایک دن اور ایک رات نزدیک کہنے کے سو پوچھا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے کہ اعتکاف کر اور روزہ رکھ اور ایک روایت میں ثناء کی ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کہ اعتکاف کو دن اور روزہ رکھیں کما دلقطنی نے منقول ہوا ساتھ اس کے عبد بن عبد بن میل بن ورقاء انخرامی عمرو اور وہ ضعیف الحدیث ہے اور ثقات لوگوں نے اصحاب عمرو بن دینار سے نہیں ذکر کیا روایت کا اون میں سے ہیں ابن جرجہ اور ابن عیینہ اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور سوا انکے اور یہ حدیث صحیحین میں ہے نہیں ہے اون میں ذکر روایت کا بلکہ آنا ہی ہے کہ کما حضرت عمر سے کہ نذر کی تھی سینہ جاہلیت میں کہ اعتکاف کرو ان مسجد و امام میں ایک رات سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری کر اپنی نذر اور ایک روایت میں ہے حضرت عمر سے کہ نذر کی تھی سینہ جاہلیت میں کہ اعتکاف کرو ان ایک دن نزدیک مسجد حرام کے تو مروی ہے کہ لکھن ساتھ راست کے یا ایک رات ساتھ لکھن کن تاکہ مطابقت ہو جو حدیثوں میں اور جواب یا جاوگیا کہ غایت اسکی ہے یہ کہ سکوت کیا روایت کے ذکر سے ان لوگوں نے اور یہ بات اصول حدیث میں مقرر ہوئی ہے کہ زیادت ثبوت ضابطہ کی مقبول ہے اور تم جو ضعف ثابت کرتے ہو عبد الرحمن بن بدیل کا مسلم انہیں کہنا کہ ان

نا

عبد الرحمن بن اسحق

عبد بن عبد بن میل





## کتاب الحج

جانب تو حج فرض ہے اور نہ کسی کا فروعی اور فرضیت اسکی قرآن شریف سے ثابت ہو فرمایا اللہ تعالیٰ جل شانہ  
 و اللہ علیٰ العالمین حجہ البیت یعنی اس کے واسطے لوگوں کے لیے یہ زیارت حج خانہ کعبہ کا اور پھر حج میں ایک بار فرض ہے اور نہ  
 کی اجرت ہے پسند میں اور اقطنی نے سین میں اور یحاکم نے سب سے کہ میں اور کما حقہ اور پھر شرط شکن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما  
 سے کہ خطیب چاہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا اے لوگو فرض کیا اللہ نے تمہارے حج کو سو گھر سے بڑھ کر آفرین میں  
 اور کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو فرمایا آپ نے اگر تین کتا یا ان البیت واجب ہوتا ہر سال میں اور علم اسکی قدرت  
 میں کھتے حج ایک بار یا اور جو زیادہ ہو وہ نفل ہے اور عایت کی مسلم نے صحیح میں ابو ہریرہ سے مانہ اسکے حصہ ہر آزاد و سلعان  
 تین درہم آٹھ درہم چرب اسکے واسطے توشہ اور سوری ہو فاضل ضروری فرج اور عیال کے نفقہ سے کوٹنے تک راہ کا  
 بھی اس کی جو کف آزاد و بالغ ہونا اس واسطے شرط ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ حج کرے پھر بالغ ہوئے تو  
 اوپر دوسرا حج کرے پھر آزاد ہو جائے تو اوپر دوسرا حج کرے اور ایت کیا اسکو حکم کے ابن عباس سے کہ کیا  
 صحیح ہے شرط شکن پر اور فقر و محرمین منہا کل ما ترفع اسکے کے لیے ضرر نہیں کرتا کیونکہ رفع زیادت پر اور زیادت اللہ سے  
 مقبول ہے اور مؤید ہے اسکے ایک مرسا میں عایت کیا جسکا لفظ اور مرسا میں محمد بن کعب قرظی سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم نے جو لوگ حج کریں اسکو اور مر جاؤ کافی ہو جائیگا اور اس کو اگر باوجود کونج کرے اور جو غلام کہ حج کریں لوگ  
 اسکے کافی ہو جائیگا اور اس کو اگر آزاد کر دیا جائے تو لازم ہے اور پھر حج اور یہ ہمارے نزدیک حجت ہے اور اللہ تعالیٰ بن ابی شیبہ میں ہوتا  
 روایت موقوفہ ابن عباس سے اور تدریست ہونا شرط ہے ہر حج نہیں آٹھ الا چاہیے انہیں پر اگر چاہے لہر حج نہیں توشہ اور دیکھا  
 شرط ہے اسکو کہ روایت کی حاکم نے سعید بن ابی ہریرہ سے مخصوص قتادہ سے انھوں نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج  
 البیت میں استسکان لکھا ہے یعنی حج پر لوگوں پر اسکے واسطے جو مختصات سبیل کی رکھتا ہے کہ اسکا کیا اور رسول اللہ  
 کیا چیز تو سبیل نما یا کہ توشہ اور سوری اور کہا کہ صحیح ہے اور پھر شرط جاری مسلم کے اور نہیں نکالا اون دونوں نے اسکو اور حجت  
 کی سعید کی عبادین سلمیہ نے قتادہ پھر نکالا اسکو حاکم نے اس طرح پر اور کہا کہ صحیح ہے اور پھر شرط مسلم کے اور مروی ہے اور طبرانی نے حج  
 حسن سے مرسا کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں کہ سبیل زاد اور زاد ملہ ہا زبنت لوگوں سے یہ جانبیت مروی ہوئی  
 ابن عمر و ابن عباس اور حضرت عائشہ اور جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص غیر ہم سے پھر چاہیے کہ فاضل ہو حاجت پہلی فرمایا  
 سے مانند شام اور بابل یا کسی اور کپڑوں وغیرہ کے اسکے کہ یہ چیز میں ہونا ضرور نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ اہل دیار کے نفقہ سے  
 خارج ہو اس واسطے کہ نفقہ فرض ہے اور حق بندے کا مقدم ہے اسکے حق پر دیگر شے کے اور جو لوگ اسکے سے قریب ہیں انکو سوری  
 شرط نہیں کیونکہ انکی مشقت اس قدر نہیں کہ سوری بھی ضرور ہو بخلاف اور لوگوں کے اور لہ کا بھی اس شرط ہے اسکے کہ فاضل  
 جان و مال کی ضرورت ہو صورت کو بغیر محرم یا فائز کے حج درست نہیں اگر دوسرے کے تک مدت سفر کے بل پر لڑا ہو  
 ف اگر اگر اس کو مرنے تو شرط نہیں اور امام شافعی کے نزدیک عورت کوٹے محرم کے حج جائز ہے کیونکہ ایک قافلہ جو ہو  
 اولو اسکے ساتھ معجز ہیں ہوں اور ہمارے نزدیک جائز نہیں اور لیل امام شافعی کی عہد میں آیت کا ہے و اللہ علیٰ العالمین

محمد بن صالح









[illegible]

ہندوستان کا نام غور سے ۱۲  
 مسند علی علیہ السلام  
 کہتے ہیں جو ان کے  
 نام سے جانا جاتا ہے  
 ہندوستان کے  
 نام سے جانا جاتا ہے

چھ جگہ پہنچنے نماز کے اور جب سامنے آئے سر کے سوا ہی اوکی اور جب چھپے چھپے حال پر اور جب اوڑھے نواہین اور جب انکے  
 کو بیچ بن بعض سے اچھے کے وقت آمدیت کی ابن عباس سے نواہین میں جابڑ سے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یکتبہ اذا کتبہ ایمنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے جب ملاقات کرتے سواروں کی اور ذکر کیا انھوں نے سب  
 مقاموں کو سوار کے کہ جیسا منہ آئے سوار ہی جیسا کہ روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ حص اور جب اہل چوک کے میں پہلے  
 جاوے مسجد حرام میں وہ اسوائے کہ صحابہ میں ہر کہ جب آتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے شروع کرتے تھے سہ پہر  
 توڑ پھٹتے تھے اوس میں کو دوتین قبل چٹنے کے پھر بیٹھتے تھے ساتھ آدمیوں کے اور تین ہندیاں ایمن کہ جاوے کسی میں رات کو یا دن  
 کو روایت کی نساہی لے لے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل چوک کے میں رات کو اور دن کو داخل ہوتے تھے جو دن میں رات کو اور دن کو اگر  
 میں جس اور جب دیکھے خانہ کعبہ کو تیر تیریل کہ وہ ان تہلیل کے معنی لا الہ الا اللہ کہنا کہ روایت ہر عطا سے کہ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم جب جاتے تھے خانہ کعبہ کے پاس کہتے تھے اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْعَقْرِ وَمِنْ ذُنُوبِ الْمُتَّقِينَ  
 وَاَسْأَلُكَ الْبَقَاءَ وَارَوْحَتَا تھے دونوں ہاتھ اور اوٹ مقام پر اللہ تعالیٰ سے تبت میں داخل ہونا بغیر حساب کتاب کے مانگے  
 کیونکہ دعا قبول ہوتی ہر وقت دیکھنے خانہ کعبہ کے حص پھر سامنے جانے حجر اسود کے اور تکبیر کے اور تہلیل کے اور اوٹھانے سے  
 دونوں ہاتھ اندر نماز کا اور چوم لیوے اوسکو موند لگا کے اور اگر چوہنا ہو سکے تو پہلے اوسکو ہاتھ سے چھو کے پھر ہاتھ چوم  
 لیوے اور اگر یہ بھی بوجہ جو مہم کے نہ ہو سکے تو سامنے اس کے جانے اور تکبیر اور تہلیل کے اور تعریف کرے اللہ کی اور درود  
 بھیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرف لیکن سامنے جانے حجر اسود کے اور تکبیر کہنا اور تہلیل کو نامہ حدیث سے ثابت ہر روایت کی امام  
 احمد نے مسند میں سعید بن جبیر سے انھوں نے حضرت عمرؓ کے کہنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطہ اٹھانے تم ایک مرغی  
 ہو سو نہ مرمت کرو لوگوں کی نزدیک حجر اسود کے تو ایذا ہوگی ضعیف کو اگر تو خالی پاؤ تو جو چوم لے اوسکو نہ سامنے جانے کے  
 اور کبیر تہلیل کر اور ہاتھ اوٹھانا اس واسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہاتھ اوٹھانے جاوے مگر رات جگہ میں اور ذکر  
 کیا انیس سے وقت چومنے حجر اسود ذکر کیا اوسکو صاحب ہدیہ اور تین ہر قول میں حدیث میں جیسا کہ کتابہ الملوک میں یہ حدیث گزری  
 اور جو مناسواں طرح چاہیے کہ اوپر دونوں ہاتھ کے اور موند لگا کے جو مہم ہو اوس سے کہ صحابہ میں ہر کہ حضرت عمرؓ نے حجر  
 پاس اوچھا اوسکو اور کما قسم اللہ کی میں جانتا ہوں کہ تو چھپوئے تو ضرر کر سکتا ہے نفع کر سکتا ہے اور اگر میں نہ دیکھتا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چومتے تھے چھو نہ چومتا میں چھکا اور مروی ہر حضرت ابن عباسؓ کہ وہ چومتے تھے حجر اسود کو اور بعد  
 کرتے تھے اوپر یعنی سر پانہ واسطے چومنے کے اوپر رکھ دیتے تھے اور کہا انھوں نے کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ چومتے تھے اوسکو  
 سجدہ کرتے تھے تو سپر اور پھر کہہ کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کیا تھا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا  
 اسکو ابن السکندر اور حاکم نے اچھے کیا اوسکو آمدیت کی حاکم نے ابن عباسؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے حجر  
 بعد پوس لینے کے اور ایسا ہی کرتے تھے ابن عباسؓ اور کہا کہ دیکھا میں نے عمرؓ کو کہ پوسہ دیا اوسکو پھر سجدہ کیا اوسپر اور کہا کہ دیکھا میں نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ایسا ہی سو کرتا ہوں میں اوسکو روایت کیا اسکو ابن السکندر اور حاکم نے اچھے کیا اوسکو اور جب  
 حکم ہو تو چومنے سے باز رہتا کہ کیلواذیت نہوے اس واسطے کہ چومنا سنت ہر اور سلمان کے لیز لکھنے سے ہے

باز رہا واجب ہو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے المسلمون من قبل المسلمین ان صوموا لیسوا بکفار یعنی مسلمان وہ شخص ہو کہ کچھ عیسائی مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے یعنی کسی زبان کے کچھ بڑانکے اور نہ ہاتھ سے کچھ اونٹ دیو کھل اٹھ کر سے خانہ کعبہ طواف قدم اور سنت ہو طواف واسطے آفتابی کے چھڑ طباغ کیے ہوئے ذہنی طرف کو چلے اور طواف کو حجر اسود شروع کرے اور طواف میں حطیم کو بھی شامل کر لے اور طباغ اوسکو کہتے ہیں کہ چادر کو ذہنی لٹل کے نیچے کر کے دونوں کنارے اوسکے بائیں کندھے پڑانے اور سات پھیرے ہی طرح کرے وں حطیم ایک مقام ہے کہ وہ بین منبر اور قریش کے حبیب کعبہ بنایا اور پھر اتنا مال حلال بنایا کہ وہی جاہ کو بھی کعبے میں داخل میں تو اوسکو باہر رکھا تھا اور سی واسطے اوسکو حطیم کہتے ہیں یعنی ٹوٹا ہوا اور ایسا ہی طواف کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ترمذی اور ابن ماجہ یحییٰ بن یسیر سے کہ طواف کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنطباغ کر کے ساتھ ایک چادر منبر کے اور مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تہ کی تھی انھوں نے کہ اگر فتح ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پڑھیں گی او میں دو رکعتیں سوچ فتح ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کا ہاتھ پکڑا اور کر دیا اوسکو حطیم میں اور فرمایا کہ پھر اس جگہ اوسواسطے کہ حطیم خانہ کعبہ سے ہر دور تیری قوم نے جب نماز اوسکو خارج کیا اوسکو خانہ کعبہ سے تو اگر نہ قریب ہو تا زمانہ جاہلیت کا البتہ میں تو دوتا کعبے کی بنا کو اور بنانا میں اوسکو جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوسکو بنایا تھا اور داخل کرنا میں حطیم کو کعبے میں اور جہد کھٹ کو زمین سے ملا دیتا اور کرنا میں اوسکو دو رکعت ایک دروازہ شرقی اور ایک دروازہ غربی اور اگر تین جیونگا اگلے سال تک تو کر دنگا ایسا ہی روایت کیا اوسکو مسلم ابو داؤد اور ترمذی وغیرہم نے تو نہ جیتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال تک اور نہ فراغت ہوئی خلفائے راشدین کو اس کی یہاں تک کہ زمانہ وہ حضرت عباس بن ابی تراب کا اور سنی تھی انھوں نے یہ حدیث حضرت عائشہ سے تو کیا انھوں نے ایسا ہی اٹھا کر کئے قواعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور بنایا اوسکو جیسا بنایا تھا انھوں نے بہت لوگوں کے سامنے اور فعل کیا حطیم کو خانہ کعبہ میں توجہ قتل کیا حجاج عالم نے اوسکو بوجانا اوسنے کعبہ کو کھٹا اسطور پر کہ بنایا تھا اوسکو عبد الرحمن بن زید نے اور کر دیا اوسکو جیسا تھا جاہلیت میں توجہ حطیم خانہ کعبہ سے پھر اتنا اس صورت میں طواف حطیم کو اندر کر کے کیا جاوے گا یہاں تک اگر خالی جگہ میں داخل ہو کر طواف میں حطیم کو چھوڑ دیا نہیں جائے ہو گا لیکن اگر کوئی مصلی موہ نہ کر کے حطیم کی طرف نماز پڑھ گیا جائے تو وہی اسواسطے کہ مومنہ کو نہ طواف کعبے کے قرآن شریف سے ثابت ہو تو نہیں اور ہوا کا ساتھ خبر و آیت اور طواف میں احتیاط کیواسطے داخل کیا اوسکو یہ قول شرح وقایہ کا ہی ہے اور پہلے تین پھروں میں رمل کرے اور ایک پھیر تمام ہوتا ہے حجر اسود سے حجر اسود کو رمل اوسکو کہتے ہیں کہ دونوں کندھوں کو ہلاتے ہوئے اگر تیرے چہرے جل ہی جلد ہی چلنا جیسے سپاہی معرکہ میں کرتے ہیں اور سپاہی شجاعت دکھانا تھا مشرکین کو کیونکہ کہا تھا انھوں نے واسطے صحابہ کے ضعیف کیا اوسکو شرب یعنی میں نے کے بنائے پھر باقی ہا یہ حکم اپنے حال پر بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وں اور روایت کیا بخاری سلم نے اس حدیث کو ابن عباس سے اور انی ہیں بنی بین بہت حدیثیں ہیں اور جب حجر اسود پر گذرے بوسہ ہے اسی طرح ہر پھیر میں اور بوسہ دیو گن یا انی کو اور وہ کعبہ پر ختم کرے طواف کو ساتھ بوسہ لینے حجر اسود کے پھر پڑتے دو رکعت اور دو رکعتیں پڑھاوا واجب ہیں ہر طواف میں ساتھ پھیر وں کے بعد ہم یہ حکم میں یا جس جگہ میرے ہو جاوے کسی میں وں کیونکہ حدیث جاہلین ہر کہ جب آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جواب لا  
جہاں ہر شخص کو  
یاقان دور سے  
رہنے والے اور  
وہی سی طواف  
سنت میں  
اس حدیث کو  
مسلم نے روایت  
کیا اور عبد الرحمن بن زید  
حدیث ہر شخص  
باب میں اور شریک  
پروا اور ابن عباس سے  
اور ابن عباس سے روایت  
خوف طواف کے  
اس مقام میں ذکر  
نہیں کیا  
مومنہ کو







صلی اللہ علیہ وسلم نے استعوا وان الله كتب عليكم آلہ ما لیس فیہ من شیء یعنی روئے و سوا کے فرض کیا اللہ نے تم پر روئے یعنی روئے  
 صفا اور مردہ کے اور بیل ہمارے پر کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا جئناکم علیک ان قیلک وک فیہما یعنی نہیں گناہ ہو اور پھر  
 طواف کرے و صیان ان دونوں کے ذکر کیا اسکو صاحب ہدیہ نے اور ذکر کیا اس حدیث کو ابن ابی شیبہ مسند میں اور  
 پوری حدیث یون بر صغیر ص ۱۶۲ شکیہ حسن حدیث بکنت ابی یحیٰ آۃ الاحدی شفاء بی عکد الدار انک  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف والتاسی بآلہ ما لیس فیہ من شیء وهو لیس فی حدیثی آدے لے  
 لکنتیہ من شفاء ما لیس فیہ من شیء یعنی اسنادہ صحیح یعنی اسناد اور سب صحیح ہو اور صفا سے اسکا شروع  
 کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الضحوا والحق وۃ من شعائر اللہ یعنی صفا اور مردہ اللہ کی نشانیوں میں ہوا فرمایا  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وایما ید اللہ یہ یعنی شروع کرو اس جس شروع کیا اللہ تعالیٰ نے اور شروع کیا اللہ تعالیٰ نے صفا سے اپنے  
 کلام میں روایت کیا اس حدیث کو لفظ سے نسائی اور داؤد بنی نے اور خارج کیا اسکا مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی ابن ماجہ اور غیر صحیحین  
 یہ بجز المقامہ تک ہوتا ہے پھر یہ صفا تک اور پھر شروع کرے وڑنے کو صفا سے اور ختم کر لے اسکو ساتویں بار میں مردہ  
 اور روایت طحاوی میں ہے کہ سعی صفا مردہ تک ہی پھر مردہ صفا تک ایک پھر ایہ صفا تک ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آنا ایک  
 پھر ایہ تو اس بات پر جو وہ پھر ہو گئے اور ختم صفا پر ہو گا اور صحیح اول میں ہے پھر پھر مقیم ہے مکہ میں اور احرام باندھے ہے پہلے اور طواف  
 خانہ کے بعد نفل چاہے وہ اس واسطے کہ طواف شریف کرے ہو اور نماز نفل کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا حضرت صلی اللہ  
 وسلم نے الطواف بالکعبۃ صلوٰۃ یعنی طواف خانہ کے بعد کعبہ میں رکعت ہے کہ لا انا ان الله احل فیہ المنطق فمن نطق  
 فلا یطوف الا بآلہ یعنی حلال کیا اللہ تعالیٰ نے اس میں کلام کو سوچو کوئی کلام کرے تو مکہ کے مگر بہتر اور یہ حدیث مرفوع  
 اور موقوف دونوں طرح مروی ہے لیکن مرفوع سہرورایت سفیان سے انھوں نے نسطا بن سائب سے انھوں نے طاؤس سے  
 انھوں نے ابن عباس سے روایت کیا اسکو حاکم اور ابن حبان اور نکالا اسکو بیہقی نے روایت موسیٰ بن امین انھوں نے لیث بن ابی سلم  
 انھوں نے عطاء بن اھنود نے طاؤس سے مرفوعا ساتھ اسی لفظ کے اور روایت کیا انھوں نے اسکو وطر طریق سے اور روایت کیا اسکو  
 ثقافت موقوفہ لیکن عطاء بن السائب ثقہ ہوا و زبانی ثقہ کی مقبول ہے اور حفظ اسکا اخیر میں متغیر ہو گیا تھا اور جسے اس  
 قبل تغیر کے سنا تو روایت اسکی صحیح ہے اور سفین نے اسے قبل تغیر کے سنا ہے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے طاؤس سے انھوں نے  
 ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الطواف بالکعبۃ صلوٰۃ قائلوا فیہ الکلام یعنی طواف خانہ کے بعد کعبہ کا  
 نماز ہو سو کہ کرو اس میں کلام صراحتاً نہیں ہے امام مکہ میں ساتویں تاریخ اور سکھانے اور سمیر بطریق جس کے مشائخ انک  
 معنی کے اور نماز اور کھانا عرفات میں اور افاضہ یعنی گوشتا اس جگہ سے انکے سبکے طریقے بتلائے اور دوسرے خطیبوں تاریخ و  
 عرفات کے اور سمیر خطیب گیا دعویٰ تاریخ معنی میں تو ہر خطیب میں ایک دن کا فاضل چاہیے وہ ایسا ہی انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے منقول ہے اور اسی طرح پڑھا حضرت ابو بکر نے اور امام زفر کے نزدیک میں دن برابر خطیب پڑھے آٹھویں تاریخ سے  
 دسویں تک جس پھر تک صبح کے وقت میں ترویہ کے یعنی آٹھویں تاریخ و پھر کے امر ترویہ کے معنی سیلاب کرنے کے ہیں

الحج

اور عرب لوگ آج کے دن میں انھوں کو سیارہ کرتے ہیں غی کی طرف آؤ ٹھہرو۔ وہاں روزے رکھنے کے نزدیک چھ روزانہ عرفات کو اور  
 وف اور سیارہ ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ جاہلین پر کہ جب ہواؤں ترویہ کا توجہ کی انھوں نے طرف منی کے  
 اور اہل مال کیا ساتھ حج کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پڑھیں ان کے ساتھ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور فجر  
 ٹھہرے ٹھہرے ہی دیر بایں تک کہ طالع ہوا آفتاب اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز فجر کی دن ترویہ میں کیا میں نے  
 اور جب عرفات کو بلائے کہ لا اذکر الیک تو بچھٹ و علیک کو کلاٹ و کو بچھٹ آرتی گت کا اجل و شفی  
 متعلق و کو بچھٹ مبرور و آرتی گت کا بچھٹ یعنی و اقصی بعتر کات سما جبرج انک سلی المکل شفی و قدین  
 اور بیکے اور بیکے کرے اور موی کہ ابن سعود سے روایت کیا اور سکوا بدو حص اور عرفات میں جان  
 ٹھہرے مگر بطن عزیمین کا ایک شام ہوا جس جگہ ٹھہرے وف کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ سب ٹھہرنے کی جگہ ہو  
 و ٹھہرو بطن عزیمین اور مزدلفہ صیب قوف کی جگہ ہو اور نہ ٹھہرو بطن محسین روایت کیا اور سکوا بطنی نے اور عالم نے ابن سبا  
 اور کما کہ معجی و اور شریعہ اسلام کے اور روایت کیا اور سکوا بطنی نے کمال میں ابن عمر سے اور ابی ہریرہ سے مانند حدیث ابن عباس  
 کے اور روایت کیا اور سکوا ابن جبر نے اور سنا ہوا کی ضعیف ہو حص اور جب نہ وال ہو آفتاب کا خطہ بیٹھے امام و خطہ بیٹھے  
 حص کے اور کھائے اور میں طریقہ حج کے ٹکڑا ہوا آخر نے میں اور مزدلفہ میں اور موی حمار اور خرا و طلع اور طواف زیارت  
 وف اور یہ موی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اخراج کیا اور سکوا ابو ذر اور امام احمد وغیرہ حص اور پڑھے اور ان کے  
 ساتھ ظہر اور عصر کو وقت پڑھیں ساتھ کیا اذان اور دو آہستوں کے وف اور حج کرنا اس مقام میں حج حدیثوں سے  
 ثابت ہو کر کیا یہی اول کتاب الصلوۃ میں صلی اور شرط ہی اسکے واسطے یہ کہ امام ہو اور احرام سے ہو و وہاں نمازوں میں تو  
 نہیں جائز ہو کر کی علیہ وسلم کی ساتھ امام کے جسے نہیں پڑھی ٹھہرا ساتھ جماعت کے ایسے اور نہیں باندھا اور جس میں کھڑکی ناز  
 جماعت سے پڑھی اور پھر احرام باندھا تو نہیں جائز ہو کر علیہ وسلم کو پڑھنا ساتھ امام کے مگر وقت عصر میں اسے پڑھنا جائز ہے کہ ٹھہرے اپنے وقت میں  
 ہو و غیرہ نہیں جائز ہو کر وقت ظہر میں کر ساتھ شرط جماعت کے ٹھہرے اور عصر میں اور احرام کے وہاں نمازوں وقت میں حص ٹھہرے  
 طرف ہوتے کے اور کہنا اور وقت سنت ہو وف تو اگر نقطہ وضو کیا جائز ہو اور بیل سنت ہوے خصل عرفے کی کتاب الصلوۃ  
 میں گزری حص اور کھڑا ہو امام اوٹ پر قریب جبل حمت کے موندہ قبلہ کی طرف کہے اور دعا مانگے خوب کوشش اور  
 زاری اور کھائے طریقہ حج کے اور کھڑے ہو وین لوگ بیٹھے امام کے نزدیک اور موندہ سب کا قبلہ کی طرف ہو و اور امام کلام کو  
 سنیں وف لیکن کھڑا ہوا امام کا سیدی پر سو ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے اورٹ پر روایت کی یہاں پر وہ  
 کہ ان کے کھڑے ہو ہوا کہ اگر کیا صاحب ہدایہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر المواقیع ما استقبل بہ القبلة یعنی شتر  
 موقع وہ ہیں کہ وہ نہ ہو و ان میں طرف قبلہ کے اور یہ بیت لس لفظ سے نہیں پائی گئی لیکن روایت کی حافظ ابو نعیم نے  
 تاریخ مہمان میں محمد بن مسلم نے انھوں نے ابن شہاب نے انھوں نے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 تکبیر المواقیع ما استقبل بہ القبلة یعنی بہرہ بلسین وہ ہیں کہ موندہ ہو و ان میں طرف قبلہ کے اور روایت کیا ان کے  
 اور میں ایک حدیث طویل کو اول و سکوا یہ کہ لکل شفی و فسر فاقا ان فسر وف الصبا الس ما استقبل بہ القبلة

میں نے اس کتاب کو  
میں نے اس کتاب کو  
میں نے اس کتاب کو

اور جمعیت کیا گیا یہ ساتھ بشام بن ابی زیاد کے اور فوج بن ابی عوف سے اگر ہم العباسی ما استقبل بعد القتل  
اور اس میں ابی جعفر ثقیفی ہر منسوب ہر طرف دفع کے اور لیکن دعا کرنا سوا سوا سے کہ روایت کی بنابر نے ابن عباس  
انھوں نے فتنل سے کہ دیکھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے عرفہ میں دعا کرتے تھے دونوں ہاتھ کھینچ کر جیسے کوئی  
کھانا طلب کرتا ہو اور اس میں ابی جعفر حسین بن عبد اللہ بن جعفر کی کیا اس کو سنائی اور ابن جعفر نے لیکن کہا ابن عباس کی کہ کھانچا کی  
حیث اس کی کہ نہ تھے نہ تھے اس کی کوئی حدیث نہ ملے کہ تجاوز کرے حد کو علاوہ اسکے روایت کی یہی ہے ابن عباس سے  
کہ دیکھا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ کہ قَدْ يَكُونُ لِي صَدْرٌ بِكَ كَالْمَسْتَطْعِ عَلَى السَّكِينِ دعا مانگتے تھے  
عرفہ میں اور دونوں ہاتھ اٹھائے ہاتھ تک تھے جیسے کھانا مانگتے والا سکین اور کو شمش کرے دعا میں اس سے کہ حدیث  
میں آیا ہے کہ دعا مانگی آپ نے کو شمش سے اس وقت میں اپنی است کیا اس سے ساقبل ہوئی دعا ابی روایت کیا اس کو ابن ماجہ سے  
آخر حدیث تک اور لیک اس مقام پر رسید کہ اور امام مالک کے نزدیک اس مقام میں لیک موقوف کرے اور اپنی ہی یہ ہو  
جو مروی ہے صحاح ششم میں فتنل بن عباس کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیک کہا کرتے یہاں تک کہ رمی کرتے جمرہ عقبہ کی اور  
زیادہ کیا ابن ماجہ نے کہ جب جی کر چکے تھے جمرہ عقبہ کی موقوف کرتے تھے لیک کہ اور جمرہ عقبہ کا بیان آئے اور کھا حاصل اور جب  
غروب ہو جائے آفتاب بن عرفہ کے آئے مزدلفہ میں اور جہاں چاہے موقوف کرے مگر وادی ٹھہر میں اس نے نہ ٹھہرے اور  
دلیل اس کی اور گزری حص اور نور سے نزدیک تھا کہ فرخ کے اور چڑھے مغرب اور عشا کو ساتھ اذان اور اتنا سمجھ وقت میں  
عشا کے مغرب کو کھی چڑھے اور اس مقام میں چڑھے کہ اس وقت اور ایسا ہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی  
ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے کہ وقت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ وہ بگیا آفتاب  
جب وہ بچکا چلے ہاں یہاں تک کہ آئے مزدلفہ میں اور چڑھیں لگوں کے ساتھ دونوں نمازین مغرب اور عشا کی اور جب چھوٹے  
آئے فرخ پہاڑ پر اور وقت کیا اور چڑھیں کیا اور سکوترندی نے اور بعد آفتاب کے پہننے کے وہاں سے پناہ اس میں مخالفت  
مشرکین کی جو جیسا کہ روایت کیا اس کے حکم نے مستدک میں مسود بن حمزہ سے کہ کہا انھوں نے خطبہ چھا ہر رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے غزوات میں اور حمد کی اللہ کی اور سنائی اور یہ پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنَّا اَخْلُ الشِّرْكِ وَالْاَوْثَانِ كَانُوا  
يَقُولُ قَطُّ لَا مِنْ هَذَا الشَّيْءِ نَضِيعُ اِنَّكَ اَكَمْتِ الشَّمْسُ عَلٰى اَرْوَسِ اَجْبَالِ كَاثَمَاتِ عُرْوِ الْجِبَالِ عَلٰى رُؤُوسِهَا  
وَ اِنَّا نَدْعُكَ اَنْ تَقْبِلَ الشَّهْرَ الْحَجَّ حَيْثُ يَكُونُ شَرُّ الْمَنَاسِمِ مِنْ غُرْبَا قَرَابِكَ جَاتِ بِنِ اَوْ بِمِ اِقْبَابِكَ وَ بِنِ  
جاتے ہیں اور اگر خوف ہو روزہ امر کا تو ٹھہر جاتے ہیں کہ چرخ نہیں اور جب یہ جو موقوف ہے جہاں سے روانہ ہو روایت کی  
ابن ابی شیبہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور اٹھا کر تھیں کچھ وہاں جاتی تھیں حصی اور جس نے غرب کی نماز سے میں  
چرخ لی پھر دو پہر کو اعراف میں چرخ لی تو کبھی اعاد کرے جب تک کہ فجر نہ طالع ہو کہ کیونکہ اس نے اگر نماز پڑھی غرب کی قبل وقت نماز  
کے نہیں جائز ہرگز دیکھا امام ابو حنیفہ اور مجاہد کے تو واجب ہر اعادہ اس کا جب تک کہ فجر طلوع نہ ہو سے اور پڑھے جو کی نماز  
نابری میں اس سے کہ روایت کی ابن مسعود نے کہ پڑھی اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی قبل وقت  
معمول کے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے صحیح میں حصی پھر موقوف کرے اور دعا مانگے اس سے کہ روایت کیا













یاد رہی کسی درخت کی بازو دیر سے تاکہ حادوم ہو کہ سید نہ رہی یعنی کہ جسے میں جاتی ہزاروں کو تسلیم نہ کرتے ہیں جس شخص نے  
 طہر یا نہ کی تھی یا نہ تھی اس کا احرام میں یا نہ اس کے مثل ہر بیعت کے بعد ایک سال میں وسیع واقع ہوئی  
 تھی وقت یعنی یہ قربانی یا نہ ہو اس کا واسطے احرام میں کیا تھا کیونکہ احرام میں نہ سار کرنا حرام ہے اور اگر کرے تو براہ اسکے  
 اور باوجود قربانی کرے اور جنایات کا بیان لگے تو گناہ حاصل اور وہ ارادہ کرنا ہی حج کا یا قربانی کیجئے اس واسطے کہ وہ تمتع کا  
 ارادہ رکھتا ہے اور متوجہ ہو اساتذہ اوس قربانی کے کہ شریف کا سو وہ محرم یعنی احرام سے ہو گیا جیسا البکر کہنے سے متوجہ ہوا  
 و اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **مَنْ قَلَّدَ بَدَنَهُ فَقَدْ أَحْرَمَ** یعنی جس نے تقلید کی بدنہ کی سو  
 محرم ہو گیا اور یہ حدیث ہر شیعہ میں زیادہ مرفوع نہیں پائی گئی ان روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن عباس  
 اور ابن عمر سے اور کہا قول و نکالا سعید بن جبیر سے کہ دیکھا انھوں ایک شخص کو کہ تقلید کی تھی اوسے بدنہ کی سو کہا انھوں  
 کہ اس شخص نے احرام باندھا اور وارہ ہو مثل اسکے حدیث مرفوع میں نکالا اسکو عبد الزان نے اور روایت کی ہزار سے پہلے  
 میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اٹھ بیٹوں کو اور طبرانی نے قیس بن سعد سے انھوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس اور اگر اشعار کیا  
 ایک طرف سے اونٹ کی کوہان میں بائیں طرف چیدیا نامعلوم ہو کہ یہ ہی ہر ایک کی چھ پر چھو ل کوڑا لایا تقلید کی بکری کی تحریم ہو گا  
 اور اشعار کرنا ہر ایک کو وہ ہر زمانہ میں اور امام شافعی کے نزدیک اچھا ہے اور اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارہ کر  
 اور کہ یہ ضابطہ نہیں اور ابن جریج نے اسے اس واسطے محرم نہیں ہوتا کہ وہ اسے حفاظت کرنے لکھیں وغیرہ ہوتی ہے تو حج کے  
 اقبال میں اسکا شمار نہیں ہے اور اگر نہ بھیجا تو محرم ہو گا جب تک کہ خود اوسے مل نہ جائے اور اگر ساتھ نہ ہو ایدش کے بلکہ فقط  
 اسکو بھیجی یا محرم ہو گا اور جب مل جائے تو محرم ہو گا اور اگر مل نہ سکے تو محرم نہیں رہتا اور اگر مل گیا تو محرم ہو گا اور اگر مل نہ سکے تو محرم نہیں رہتا  
 و اس کے قائل اور بھیج دیتے تھے حضرت صہبائہ علیہ السلام انکو اور خال ہوتی تھی اور یہ مروی بہت حدیثوں صحیح میں روایت کیا اسکو بخاری  
 ص اور بعد اوند اور بنی اسرائیل اور گائے کو کہتے ہیں و امام شافعی کے نزدیک بدنہ فقط اونٹ کو کہتے ہیں تو ہر ایک کو کہتے  
 اور بنی اسرائیل ہی چھ چاروں لون درست ہیں اور شافعی کے نزدیک سو اونٹ کے درست نہیں اور اللہ میں اون کی فہم الیقین کوڑی

**باب قرآن اور تمتع کے بیان میں**

قرآن اہل ہر حج مفرد و تمتع سے و جلتا چاہیے کہ حج مفرد کا بیان تو گزرتا تھا اور حج مفرد اسکو کہتے ہیں کہ تنہا راج کا  
 اس طرح پر کہ وہ سال میں ہر گز نہ کرے یا بعد یا حج یا قبل سوال کے کہے اور تمتع اسکو کہتے ہیں کہ احرام باندھ کر عمرے کے افعال انجام دے  
 مہینوں میں او قبل وطن جانے کے بعد طاع بنوئے کے عمرے سے احرام کھول کے یا تیسرا احرام کیجے بھی اگر انکالین اگر قربانی نہ  
 لے ہو تو اسکو حج سے پہلے طلال ہونا جائز نہیں اور تمتع نام اسکا اس واسطے کہ تمتع فائدہ دے اسکا اور اون چیزوں میں جو احرام  
 میں ممنوع ہیں درمیان احرام عمرہ اور حج کے خلاف قرآن کرنے والے کے کہہ نہ وہ اگر بعد عمرے کے کوئی جنایت کرے گا قربانی لازم  
 اور کی جس اور قرآن اسکو کہتے ہیں کہ ایک کننا ساتھ حج اور عمرے کے ایک بار میں میقات سے و اور قرآن منقطع سے  
 اور اگر سے ہر گز نہ دیکھ قطع فصل ہر بار سے کیونکہ رویت کی طبرانی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا اھل حج اھل حج  
 کیجئے تو حج یعنی الال کو یعنی بلند کرنا اور میں اپنی ساتھ لیک کے واسطے حج اور عمرے کے کہ کیا ساتھ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم



پس تم اس کے اولیٰ ہر اثبات ہوئی یہ حدیث عمران بن حصین سے بحال اور اس کو واقفینی نے محمد بن علی زبیدی نے نقل کیا ہے  
بن داؤد سے انھوں نے شعبہ سے انھوں نے محمد بن یحییٰ بن مطرف نے انھوں نے عمران بن حصین سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طہان کی دو طہا  
اور سعی کی دو بار اور محمد بن یحییٰ کہ ما واقفینی نے فقہ ہر او ذکر کیا اور اس کو ابن جابر نے کتاب النقاۃ میں سوا اس کے کہ واقفینی نے اس  
میں کسی طرف وہم کی نسبت کی ہے اور کہا کہ سواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کیا سا تخریج اور عمرے کے اور نہیں فرما  
اور میں ہی اور طہوان کا اور محل یہ ہے کہ ذکر سعی اور طہوان کا زیادت ہے اور زیادت ثقہ سے مقبول ہے علاوہ اسکے مروی ہے  
یہ ابن خود اور حضرت علیؑ کہ اما ابن ابی شیبہ نے شہنا ہشتاد و عین مئو و عین ذاد ان عن الحسن بن علی بن ابی حمزہ عن زید بن مالک کہ  
علاء ذابن مسعود قال فی القرآن یطوف طحا فین ولست علی سعین فوقہ الا ان اکابر الصحابہ نعم  
وعلیؑ ذابن مسعود و عمر بن ابی حصین رضی اللہ عنہم فان عارض ما ذهبوا الیک سر وایہ و ما ذهبوا  
ر وایہ عنہم و ما ذهبوا الیک سر وایہ و ما ذهبوا الیک سر وایہ و ما ذهبوا الیک سر وایہ و ما ذهبوا  
استثنی فی الشرح من ضم عبادہ و الی اخری انہ یفعل اذا کان کل منہما لہذا اما قال الشیخ ابن حجر  
فی حاشیہ لہذا آیہ ص اور قربانی کرے قرآن میں بعد رمی کے دن نحر کے اور اگر عاجز ہو قربانی سے تین روزہ رکھے اگر  
روزہ اور کھائے کے دن ہو یعنی ساتویں تاریخ سے روزہ رکھنا شروع کرے اور سات روزہ بعد حج کے رکھے جہاں چاہے یعنی ایام  
تشریق کے کہ ان دنوں میں روزہ کھانا حرام ہے اور قربانی یا بکری ہو یا گائے ہو یا اونٹ ہو یا ساتواں چھلے سے یا اونٹ کا ہوا  
اسو کہ فرمایا اللہ تعالیٰ فی من تمتع بالعمرة والی الحج فمما استیسر من الھدی یعنی جو شخص تمتع کرے تو اس پر یزید ہی  
اور تمتع ہی مثل قرآن ہے اور روزہ رکھنا بھی قرآن سمایت میں فرمایا اللہ تعالیٰ فی من تمتع بالعمرة والی الحج فمما استیسر من الھدی  
اذا جمع کونک عتس کا اصلہ طہانی جو شخص نہایت قربانی کو تو اس پر لازم ہے تین روزہ حج میں اور سات جب ہاں سے لوٹے  
تیس روزہ پورے حصے کو اگر فوت ہو تین روزہ مقرر ہوئی قربانی ہے یعنی پھر قربانی کا نافرور ہو اور امام شافعی کے نزدیک  
بعد حج کے پھر روزہ رکھے اور قربانی واجب نہیں اور امام مالک کے نزدیک اونچی دونوں میں روزہ رکھنے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ جب حج  
کے دن تک روزہ رکھے تو چار دن کا روزہ رکھنا تو حرام ہو اور جب چار دن گزر گئے تو اب جو روزہ رکھنا تو حج میں ہو گا اور اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا قصیام ثلثة ايام فی الحج یعنی روزہ تین دن حج میں چاہیں حصے اور تارن اگر کے میں نہ گیا بلکہ پہلے ہی سے  
وقوف کیا عتات میں باطل ہو اور اس کا واجب ہوئی اور سپر قربانی عمرے کے ترک سے اور ساقط ہوئی قربانی قرآن کی اور  
واجب ہوئی قصا عمرے کی ہے یعنی عمرے کو ترک کیا اور سنہ کیونکہ طواف نکلیا اور کھول ڈالا احرام بغیر اسکے تو واجب ہوگی  
اوپر قربانی اور قربانی قرآن کی واجب نہ ہوگی کیونکہ قرآن اس جگہ پایا نہیں گیا حصے اور تمتع بہرہ حج مفرد سے اسو  
التمتع میں جمع ہے در میان دو عبادتوں مثل قرآن کے حصے اور تمتع بہرہ احرام باندھے عمرے کے لیے میقات سے حج کے  
مہینوں میں اور طواف کرے اور سعی کرے یا تضرع کرے یا بیوقوف کرے لیکن کو اول طواف میں عمرے کے پھر  
احرام باندھے حج کا دن ترویہ کے اور قبل اسکے افضل ہے اور حج کرے مفرد کے ماننہ صیبا کہ گذارے اور ایسا ہی کیا تھا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلق اور فخر کرنا امام مالک کے نزدیک نہیں ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی معاویہ نے





جب یہ حدیث بیان کی کہ لا تَمْلِكُوا مَالَهُمْ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَرْمَعًا لَّهُمْ لِيُغْفِرَ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ يَتوبُ إِلَيْكُمْ

تو ان کے بیٹے نے کہا کہ ہم منع کر سکتے اور عید اُٹھاس بات سے غصے سے اور بہت بڑا کیا اور ترک کیا کلام اور سے مرتے دم تک اور اشعار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو روایت کی ترمذی ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھائیں دو جو تیاں اور اشعار کیا ہر ایک

وہی طرف دو اہل بیت اور اہل کی اس خون کو کہ ترمذی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اس کو مسلم نے اور بخاری نے

بھی اور متع نہ کر لیا وہی اور بائیں طرف کو اور ہمارے نزدیک بائیں طرف کہے اگر کرے روایت پر ابی حسان انجوت بن

عباس اس حدیث صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا جانب الیمین بائیں طرف میں پھر بایا خون اس سے اور تقلید کی اس کی دو نقلیں روایت کیا اس کو

ابن عبد البر نے اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے حدیث ابن عباس سے بلکہ مشہور وہ ہے جو روایت کی اولیٰ سے مسلم نے اور بہت لوگوں نے

وہی طرف میں اور صحیح کیا ابن القطن کلام اس کا لیکن روایت کی ابویعلیٰ نے ابن عباس تک اور طریقے سے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اشعار کیا بدینہ کا بائیں جانب میں پھر بایا خون اس سے انگلی سے اور مؤطایین پر حضرت ابن عمرؓ جب یہی نہ تھے تھے میں سے

تقلید کرتے تھے اس کی دو نقلوں سے اور اشعار کرتے تھے اس کا بائیں طرف سے اور یہ معارض ہوا اس کے جو روایت کی مسلم نے حاصل یہ کران

حدیثوں اشعار کرنا ثابت ہو تو ان کے نا ان پر کچھ نہانی مذہب امام ابو حنیفہ نہیں کیونکہ فرمایا آپ نے مَا حَرَّمَ نَحْنُ وَرَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ

علیکم وسلم فَهُوَ مَكْرُوهٌ تَابَ وَجُحٌ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذہب ہمارا ہے اور وہ اس کی یہ تھی کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ

اور ائمہ کو نفسانیت نہ تھی فقط ظاہر کرتا حق کا منظور تھا تو فقہائیں صحیح یہ کہ سنت پر لیکن چونکہ اب لوگ اوسین نہایت مبالغہ

لے لگے اور بخوبی کیفیت اشعار سے جسطرح انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور وقت نہیں اور تقلید بھی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی

بوقتی المقدر اعتبار تقلید میں ہوا اشعار سے واللہ اعلم خصوص اور عمر کرنے اور نہ کھولے احرام عمر کا یہاں تک کہ احرام باندھ کران

زویہ کے قبول اس کے افضل ہو اور احرام نہ کھولے عمر کا جب سوچ کیا ہو یہی کا اور اگر نہیں سوچ کیا ہو یہی کا تو حلال ہو جاوے

اس کے جسطرح گذشتہ اور اس باب میں حدیث وارد ہو کر کیا اس کو صاحب ہدایت حص اور حلق کہے دن تک اور طلال ہو جاوے

نہایت یعنی ایک احرام حج کا اور ایک احرام عمر کے خاص اور شخص کے کاہنے والا ہو وہ افراد کرے اور قرآن اور متع کرے و

سوا کہ فرمایا اللہ نے ذلک لیس لکم لیکن اھل مکہ خاصہ المسجد الحرام یہ اس کے واسطے ہے کہ نمون اہل اس کے خاص مسجد

میں اور امام شافعیؒ نے کہ یہی بھی قرآن اور متع کرے اور شخص میقات اندر داخل ہو تو مثل کی کے ہو اور وہ بھی متع اور قرآن کرے حص

در جسے عہد کیا اور نہ سوچ کیا ہو یہی کا اور لوٹ آیا اپنے گھر میں تو اس کو اب حرام کھولنا صحیح ہے اور المأموم کا کامل ہو گیا اور متع باطل ہو جاوے

جسے سوچ کیا ہو یہی کا تو لوٹنا اس کو واسطہ حج کے وجہ سے کا تو اب امام اس کا سفر ہو گیا اور حلیہ کیا اور عزم باندھنا حج کا متع اس کا حج

ہو گیا اور جسے عزم باندھنا حج کے وجہ سے کا تو اب امام اس کا سفر ہو گیا اور حلیہ کیا اور عزم باندھنا حج کا متع اس کا حج

کیا تو متع اس کا درست ہو اور اگر چاہے پھر کیے قبل حج کے مہینوں کو تو متع ہوگا اور ایک شخص کو نہ کاہنے والا ہو اور طلال اس کے حج کے

میں ہونے رکاوٹ کہ اس نے مکے میں یا بصرہ میں اور حج کیا تو وہ متع ہے اور اگر کیا واسطے حج کے اور تو لا اس کو اور نہ کیا پھر سے لوٹ آیا اور پھر

کی فضا کی حج کے مہینوں میں اور حج کیا اوس سال میں متع ہوگا کہ جب لوٹ آیا اپنے گھر میں اور پھر عہد کیا حج کے مہینوں میں اور اوس سال حج کیا تو متع

کا اور جسے عمر کیا حج کے مہینوں میں اور اوس سال حج کیا تو جو نہیں سنا نہ ہو گیا اس کو کرنا چاہا جو اسے اور ساقط ہوگا دمتع کا

الحج والاسم وسمہ ہاں  
ابن حج وہ کہ روایت کیا  
وطن میں اور حرام کا  
بانی خاندان و  
متع میں حج کہ  
کیا ہو یہی کا کہ  
عمر کا اور متع ہوا  
حج احرام  
ایک امام فارسی نے فرمایا  
اس طرح کہ احرام باندھ کران  
اور اس کے احرام باندھ کران  
کیا ہو اسے ہر کسوں  
کیونکہ احرام باندھ کران  
اس کے حج سے فضا کی  
تک کہ اس نے فضا کی  
اس وقت میں بانی حج  
متع حرام

ج













وایاتی طرف سے اور خیم دیا وں دونوں نے اور چکیا ان سے دونوں کی طرف سے تو وجہ اوس کرنے والے کا ہو گیا اور ان دنوں نماز پڑھا  
 پڑھ گیا اور زمین چلتی ہوئی ہو گئی اور اوس نے چکر کو ان دونوں میں ایک کی طرف اور اگر چکیا جو اپنے ان باپ سے تو درست تر و سکا گئے  
 اوس چکر کو باپ یا ان کی طرف سے اور جو سینے ایک شخص کو حکم دیا چکر کا اور و سکا و حصار دیا تو وہ حصار کا حکم کرنے والے پر تو وہ  
 قرآن اور جنایت کا چکر کرنے والے پر یعنی اگر سینے حکم دیا کہ یہی طرف قرآن کرنا تو وہ قرآن کا حکم کرنے والے پر زمین چکر کرنے والے پر  
 اور اگر چکر کرنے والے نے جماع کیا قبل قوت عرفات کے تو باطل ہوا چکر اوس کا سو دینا پڑ گیا اتفاقاً اوس شخص کا جس نے حکم کیا تھا اوس چکر کا  
 اور اگر بعد قوت کے جماع کیا تو نہ لازم آوے گا اوس کو بھیڑنا نیت کا کیونکہ سبچ ہو گیا چکر اوس کا اور اگر کسی شخص نے چھیت کی کہ میری طرف سے  
 چکر کر دینا اور لوگوں نے بعد اوس کا ایک شخص کو واسطے چکر کے تقر کیا اور خیم چکر کا اوس کو دیدیا اور دور سے میں مریا تو جو خیم دے کے  
 مال باقی رہا ہر ایک کٹ بیٹھ چکر کر آیا جا دیا اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکہ کی طرف سے چکر کر لیا جا دیا اور دیکھا اور دیکھا امام کے  
 اگر اوس مال میں چھوٹے شخص کو واسطے چکر کے دیا تھا کچھ باقی ہو چکر کر لیا یا دیکھا اور جو چھوٹے باقی نہیں رہا باطل ہو گئی فصیت کی اور چکر کا  
 اونٹ کی ہوا اور چکر کی ہوا کا ہے اور انی درجہ پر کی کہ یہی ہوتی ہے اور یہ میں یہ کہ یہی قول رسول الصلی علیہ وسلم کا ہے لیکن یا انہیں  
 روایت کی شافعی نے عطا ہے کہ کہا انھوں نے انی درجہ پر چکر کر لیا یا دیکھا اور ایسا ہی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے صحیح بخاری میں  
 صحیح اور زمین دھبہ بڑا یا اوس کا عرفات کی طرف سے میں اوس کے کھم کا جا اور جائز ہو جیسا دن شکر کے قربانی میں جائز ہوتا ہے اور جو زمین  
 جائز نہیں زمین کی جائز نہیں ہے مثلاً اونٹ اور گائے میں جو قربانی کے لیے ہوں سات آدمیوں کا شریک نہ درست ہوتا ہے  
 بھی درست ہوا اور سطح نہایت وسیع جو قربانی کی جگہ نہایت جاسکے یا اندھی یا لنگری یا کان کٹی ہوئی ہو ایسی ہدی درست نہیں اور اگر  
 اس کا خاتمہ میں کچھ تھوڑا سا آوے گا صحیح اور جائز ہو کہ یہی ہر تہم میں مگر حسب طوافت زیارت جنابت کی حالت میں کر لیا یا وطی کی بعد  
 وقوف کے تو ان دونوں صورتوں میں بدیع یعنی اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی اور جو ہدی نفس ہو اور حیوان کا لکھو اور متع اور قرآن کی  
 بھی ہدی کے کھاؤ اور سوا اوس کی میں نہ کھاؤ و حدیث جابر میں ہو کہ کھایا رسول الصلی علیہ وسلم نے نفل بھی اور متع اور قرآن کی  
 ہدی اور سوا ان میں مثلاً احصار کی ہدی یا جنابت کی ہدی میں نہ کھاؤ اور متع کیا اوس کے کھانے سے رسول الصلی علیہ وسلم نے  
 مروی ہے صحیح مسلم اور ابن ماجہ میں صحیح اور متع اور قرآن کی ہدی ان کے فوج کرے اور باقی میں نہ چھوٹے فوج کرے اور متع کی جگہ جہم سے  
 قربا رسول الصلی علیہ وسلم نے سال اور تہ قوت ہوا اور سارا منی قربانی کی جگہ ہوا اور حقیقہ کو چے کے میں بہت قربانی کی جگہ میں روایت  
 کیا اوس کو بودا اور ابن ماجہ نے حدیث جابر سے صحیح اور صدقہ دیا قربانی میں کہ فقیہ قرآن کو اوس کو چھوٹے فوج کرے اور متع ہوا صدقہ میں  
 دیکھا ہو کہ جھول اور کمال اور نہ دیکھ قصاب کی اجرت میں اوس کو اور نہ سوار ہو ہدی پر اگر واسطے ضرورت کے اور نہ کھالے اوس کا دودھ  
 اور موقوف کرے دودھ کو اس طرح پر کہ پستان کو اوس کے سر دیا بی سے دھو دے و حدیث اور یہ حقیقہ کہ قربانی اوس کی قریب ہوتی  
 اور لیکن جب ذبح اوس کا قریب نہ ہوے تو اوس کا دودھ کھال کے صدقہ دیوے تاکہ ہدی کو فخر ہو جو روایت کی جامعہ نے  
 سواتر مذی حضرت علی سے کہ حکم کیا مجھ کو رسول الصلی علیہ وسلم نے کہ تفسیر کہ قربانی خون کی کھالوں کو اور اون کی جھولوں کو اور حکم کیا  
 مجھ کو کہ نہ دن میں سے اگر قصاب کا اور فرمایا کہ ہر اوس کو اپنے پاس سے دیوے اور ایک روایت میں کہ صدقہ دواؤں کی کھالوں اور  
 جھولوں کا اور سوار ہونا دقت ضرورت کے اوس پر درست ہے صحیح میں مروی ہے حضرت ابو ہریرہ کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے

سوائے ان کے کہ ان کے لئے  
 دیکھا اور متع اور قرآن کی  
 ہدی اور سوا ان میں  
 مثلاً احصار کی ہدی یا جنابت کی ہدی میں نہ کھاؤ اور متع کیا اوس کے کھانے سے رسول الصلی علیہ وسلم نے

بجایا ایک تہ کی طرح کہ آیت میں کہ سو فرمایا اپنے سوار ہو جا اور میرا کما اوستے کہ یہ بڑے ہوشیار اور سوار ہو جا میرے ہوشیار سوار کو  
 میرا تھا اور میرے صواب سے ہا کا بدی کیا اور وہ ہلاک ہو جاوے تو اگر نفل ہو تو اور میرے دوسری بدی لیا نہ ورنہ میں اور اگر وہ نیک  
 تو او کی جگہ پر دوسری متحرک ہے اور اگر وہ میں نہایت عیب پر مشابہت میں سے زیادہ اور اس کی دوسری پکان یا کچھ جاتی رہی تو  
 بھی بے لا و عیب والی ہی مالک کی ہو چو پاست اور اس کو کہے اور اگر مرنے لگے بدی اسے میں اور وہ نفل ہی ہو تو مرنے  
 اور اس کو نفل کے جو جو سکے گلے میں ہوا اس کے خون میں رنگے ہوئے اور اس کو لیکر اس کے کوہان پر پانچ آیت کا اور میں سے فقیر کیا ہے  
 وغیرہ لکھا کہ وہ اولیٰ سایہ چکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہیہ الیٰ کو صحر اور اگر وہ نفل کیا کو کوٹ اور اگر وہی بدی  
 ایک مہر کے کہ یہ دن خر کا تھا اور شہر کا دن گذر گیا تو نہیں قبول کی باو گیا شہادت اونی اور اگر قبل وقت فوت ہو گئی کی اگرچہ  
 کا ان تر وید کا تھا اور کل حرفہ تو قبول کی جاوے گی شہادت اونی اور اگر رمی کی جڑہ و شعی اور بے حسرت کی اور نہ رمی کی جڑہ و شعی کی  
 تو اگر رمی کرے پھر سب کا تو چھاپا ہوا اور اگر قطع جڑہ اولیٰ کی رمی کی قضا کی تو جائز ہوا اگر نہ کی شعی شمس سے کچھ پیدل کیا گیا پیدل سے  
 طواف زیارت تک بعد طواف زیارت جائز ہوا اور اس کو سوار ہونا اور اگر ایک لٹری کو خرید اور وہ محرم بھی اپنے مالک کے ذات تو جائز ہوا  
 والے کو کمال کرے اور اس کو طرح پیکر ال اس کے کافر یا ناخون کفر سے پھر حرام کرے اور اس کو لٹری یا اس کے کمال کرے اور اس کو کمال کرے  
 اور اگر کمال کرے اور اس کو تو دست ہونے کا شکر کرے کہ اسے بیچ بھی تمام ہوں فیصلہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے قبول فرما دے آمین یا اللہ اللہ

فائدہ خواہد متفرقہ کے بیان میں

فائدہ پہلا اور پگندہ اگر سنت پر ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہو اور جنہوں نے نزدیک فرض کیا ہے اور اگر وہی  
 کی یہ ہر عایت کی حاکم نے مستند کہ میں اور وہی طہنی سے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے کہ **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ**  
**فَرَضْتُ لَكُمْ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ مَا بَكَدْ أَنْ تَكُلُوا الْقَيْمَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَا مِنْ هَذِهِ بَلْ مِنْ جِجٍ أَوْ غَرَّةٍ**  
 دو نوں فرض میں تو نہیں ضرر کرتا ہر جگہ جس سے چاہے شروع کر لیا حاکم نے صحیح یہ ہر کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ السلام کا بلکہ اس کے میں کہتا ہوں کہ اسناد میں اس کی انجیل بن سلیمان بن فضیل کیا اور اس کو مشین نے کہا بخاری نے نہ کیا ہوا  
**وَقَالَ كَذَا قَدْ أَجِدُ فِيهِ لَعْنَةً** یعنی جھینک دیتے ہیں ہم حدیث اس کی اور یہ آیت کیا اس حدیث کو یہی نے ہشام بن سنان  
 انہوں نے محمد بن سیرین سے سنا تو فرمایا وہی صحیح ہے اور یہ کمال اور طہنی نے زید بن ثابت سے **إِنْ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا**  
**قَالَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنْ تُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتُحَرِّمَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ**  
 یعنی یہ تو چاہے ایک شخص نے کہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ وہی تو کہ نہیں ہر کوئی محبوب و سوا اللہ اور محمد رسول اللہ ہے نہ کہ  
 تو نماز کو اور زکوٰۃ کو اور حج کرے اور نہ کہے تو کمال طہنی نے اسناد اس کی صحیح ہے اور روایت کیا اور اس کو حاکم نے کتاب الخرج علی  
 صحیح مسلم میں کہا صاحب متقی نے حدیث صحیح میں ہوا وہ میں ذکر عمر سے کا نہیں اور نہ زیادت شاذ و اویس باب میں اور وہ میں میں  
 لیکن ضعیف میں نہ کیا لا حاکم نے ابن عمر سے کہ نہیں ہر کوئی شخص اس کی مخلوق سے مگر لازم ہے اور میرے حج اور عمرہ و غیرہ تو وہی  
 میں جو شخص طاعت رکھے وہان جائے کی تعلیم کی کہی جائے اور کمال ابن عباس سے **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
**كُلُّكُمْ لِرَأْسِهِ مَلَكٌ فَإِنْ حُجِرَ رَأْسُهُ قُطِعَ عَنْ رَأْسِهِ إِلَى التَّنْعِيمِ ثُمَّ لَيْدٌ خُلُوهُ الْحَدِيثُ** یعنی حج اور عمرہ تو وہی

فائدہ خواہد متفرقہ کے بیان میں  
 فائدہ پہلا اور پگندہ اگر سنت پر ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک فرض ہو اور جنہوں نے نزدیک فرض کیا ہے اور اگر وہی  
 کی یہ ہر عایت کی حاکم نے مستند کہ میں اور وہی طہنی سے زید بن ثابت سے کہ فرمایا حضرت علیؓ علیہ السلام نے کہ **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ**  
**فَرَضْتُ لَكُمْ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ مَا بَكَدْ أَنْ تَكُلُوا الْقَيْمَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ لَا مِنْ هَذِهِ بَلْ مِنْ جِجٍ أَوْ غَرَّةٍ**  
 دو نوں فرض میں تو نہیں ضرر کرتا ہر جگہ جس سے چاہے شروع کر لیا حاکم نے صحیح یہ ہر کہ یہ قول زید بن ثابت کا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ السلام کا بلکہ اس کے میں کہتا ہوں کہ اسناد میں اس کی انجیل بن سلیمان بن فضیل کیا اور اس کو مشین نے کہا بخاری نے نہ کیا ہوا  
**وَقَالَ كَذَا قَدْ أَجِدُ فِيهِ لَعْنَةً** یعنی جھینک دیتے ہیں ہم حدیث اس کی اور یہ آیت کیا اس حدیث کو یہی نے ہشام بن سنان  
 انہوں نے محمد بن سیرین سے سنا تو فرمایا وہی صحیح ہے اور یہ کمال اور طہنی نے زید بن ثابت سے **إِنْ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا**  
**قَالَ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنْ تُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتُحَرِّمَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ**  
 یعنی یہ تو چاہے ایک شخص نے کہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ وہی تو کہ نہیں ہر کوئی محبوب و سوا اللہ اور محمد رسول اللہ ہے نہ کہ  
 تو نماز کو اور زکوٰۃ کو اور حج کرے اور نہ کہے تو کمال طہنی نے اسناد اس کی صحیح ہے اور روایت کیا اور اس کو حاکم نے کتاب الخرج علی  
 صحیح مسلم میں کہا صاحب متقی نے حدیث صحیح میں ہوا وہ میں ذکر عمر سے کا نہیں اور نہ زیادت شاذ و اویس باب میں اور وہ میں میں  
 لیکن ضعیف میں نہ کیا لا حاکم نے ابن عمر سے کہ نہیں ہر کوئی شخص اس کی مخلوق سے مگر لازم ہے اور میرے حج اور عمرہ و غیرہ تو وہی  
 میں جو شخص طاعت رکھے وہان جائے کی تعلیم کی کہی جائے اور کمال ابن عباس سے **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**  
**كُلُّكُمْ لِرَأْسِهِ مَلَكٌ فَإِنْ حُجِرَ رَأْسُهُ قُطِعَ عَنْ رَأْسِهِ إِلَى التَّنْعِيمِ ثُمَّ لَيْدٌ خُلُوهُ الْحَدِيثُ** یعنی حج اور عمرہ تو وہی

آخر حدیث نکاح کہا حکم کرنے کے لیے پھر طرہ مسلم کے ہر اور دلیل ہماری یہ ہے جو روایت کی ترمذی نے حجاج بن ابی طایف سے منقول ہے  
 محمد بن منکر سے انھوں نے جابر سے کہ پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا واجب ہو وہ فرمایا نہیں مگر یہ عود اور انھوں نے  
 کہا ترمذی نے حدیث حسن جیسا ہی ایک نسخہ میں جامع ترمذی کے اور ایک نسخہ میں ہے حدیث حسن اور وہ جو ذکر کیا بعضوں نے  
 کہ اسناد میں حجاج بن ابی طایف سے ہے اور وہ ضعیف ہے کہ جواب کا یہ ہے کہ نہیں کہ حدیث اسکی درجہ حسن ہے اور متفق ہو میں روایتیں مذکور  
 اس بات پر کہ حسن کہا انھوں نے اس حدیث کو اور روایت کیا اسکا میں جبرج سے انھوں نے محمد بن منکر سے انھوں نے جابر بن عبد اللہ سے  
 اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجم صغیر میں اور اوطنی نے اور طریقے سے اور اسناد میں اسکی بھی بن ابیوب ہے اور ضعیف کیا اسکو  
 اور روایت کی عبد الباقی بن قانع نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج جہاد ہے اور عمر و نقل ہے اور یہ بھی حجت ہے اور کہا  
 ابن حزم نے کہ میرسل ہر روایت کیا اسکو معاویہ بن سلم نے ہامان حنفی سے انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جواب کا یہ ہے کہ ان  
 قانع نے فرمایا اسکو اور وہ کہ ظاہر میں حدیث میں ہے اور باقی ہند میں سیادی ثقہ میں باوجود اس بات کے کہ اصل ہمارے روایت ہے اور  
 کرنا ہامان کا صحیح نہیں ہے کیونکہ توثیق کی اسکی اس میں ہے اور روایت کیا اس سے جماعت شامیہ نے اور مروی ہے حدیث عبد اللہ بن عباس  
 اور ہند میں اسکی جاہل میں اور روایت کی ابن ماجہ نے ظاہر میں عبد اللہ سے کہ انھوں نے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے تھے حج جہاد  
 اور عمر و نقل ہے اور ہند میں اسکی عمرو بن قیس سے کہ اسکا صاحب نے کلام کیا گیا ہے اور میں اور ہر حال حدیث اسکی درجہ حسن سے  
 کم نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ حدیث ابواسامہ انھوں نے سعید بن ابی عروبہ انھوں نے ابو مشر سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے کہ  
 کہ عبد اللہ بن جعد کہ کچھ فرض ہے اور عمر و نقل ہے اور کافی میں عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ کے واسطے اور کلام اور نکاح حجت ہے

### فائدہ دوسرا اضمحیہ کے بیان میں

درست ہے صحیحہ میں کا و ثبوت قربانی کرنا اور اس سے کم کا درست نہیں اور اوٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں اور کا  
 دو برس یا زیادہ کی اور اس سے کم کی درست نہیں اور بکری جیسا کہ برس کی ہو یا زیادہ ہو تو درست ہے اور اس سے کم کی  
 درست نہیں اور اگر قربانی کا جانور نمند ہو کو یعنی بے سینہ کا یا بیدھ یا ہووے یا دیوانہ ہووے یا کا نا تو قربانی کرنا درست  
 ہے اور اگر اندھا ہو یا بہت دبا ہووے یا اسکی پٹھوں میں منفرغ رہا ہووے یا لنگڑا ہووے یا مستدر کہ قربانی  
 کر کے چلے تک جب اسکے توان سب جانوروں کو قربانی کرنا درست نہیں اور جس جانور کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں  
 کٹا ہووے یا اسکا کان تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے یا اسکی آنکھ تیسرے حصے سے زیادہ گئی ہووے یا اسکا  
 سر تیسرے حصے سے زیادہ کٹا ہووے تو ان سب جانوروں قربانی کرنا درست نہیں اور باقی ذکر اسکا کتاب اضمحیہ میں ہے

### فائدہ تیسرا مکے کی اور مسجد احرام کی فضیلت کے بیان میں

روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے مکہ کے کیا اچھا شہر ہے تو اور میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اور اگر  
 تیرے میں نے نہ نکالا ہوتا مجاہد تھے البتہ میں نے نہ تھا مگر تمہیں ان سے خارج کیا اسکا ترمذی نے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایک شہر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ اناک تحکیم ارضی اللہ و احب ارضی اللہ و کو کہ ارضی ارضی جنت و جنتہ الخ  
 یعنی تو بہتر ہے اسکی زمین بھروسہ اور کہیں نہ نکالا جاتا تھے البتہ نہ نکلتا میں مروی ہے یہ حدیث سنن ترمذی و ابن ماجہ میں

حجاج بن ابی طایف

محمد بن منکر

ابو ہریرہ









یا رسول اللہ! سَمَّكَ الشَّعَاعُ وَكَوْنُكَ بِلَدِّكَ إِلَى اللَّهِ فِي أَنْ آمَنُوا بِمَا كَلَّمَ صَلَاتُكَ وَاسْتَيْتَكَ  
اور جو دعائیں طلبِ حمت اور محبت کی ہوں ان کو پڑھے اور دل میں خیال کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ و موجود ہیں اور میرے  
حاضر ہیں اور زیارت کو جانتے ہیں اور میرے کلام کو سنتے ہیں اور نہایت لحاظ اور ادب اور تمیز اور حضورِ قلم سے یہ عاقل رہے اور بوفیق  
رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہو کہ سنا میں نے بعض اہل عصر سے کہتے تھے کہ پوچھا ہوا کہ جو شخص وقوف کرنے نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اور پڑھے اس آیت کو اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتُہٗ یُحِبُّوْنَ عَلٰی الدِّیْنِ اور پھر کہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یا نبی محمد  
شہداء تو نہ کر گیا اور سوا ایک فرشتہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یا فلاں یعنی رحمت بھی اللہ اور پیار سے اور ملائے ذکر کیا اس حکایت کو  
شیخ ابن الہمام اور جن شخص نے اس کو کہا ہوا کہ میرا سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پونچھا دینا تو اس کا سلام پونچھا ہے  
اور کہے السلام یا رسول اللہ من فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کی جگہ دسکانام اور اسکے باپ کا نام لے لیا  
اس طرح پر کہے فلاں بن فلاں یا رسول اللہ یا رسول اللہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز وصیت کرتے تھے لوگوں کو  
کہ میرا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پونچھا دینا اور فائدہ سمجھتے تھے اسی واسطے شام سے یہ مشرف کو اور صبح کو فرصت  
نہیں سکے ان سب باتوں کی توفیق طاعت کے بجا لاؤ پھر ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر سامنے روئے شریف حضرت ابوبکر صدیق کے  
ہو کر کہے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ وکأنیہ فی العار اکابکین الی الصدیق بحوالہ اللہ عن امّہ  
عَلِیْکَ یا اَمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرُ الْقَارِوْفِ الَّذِیْ اَعْتَمَدَ اللّٰہُ بِرِہٖ سَلَامَ جَنَّتِ اللّٰہُ عَنْ اَمّہ عُمَرُ خَدِجَا  
پھر بلور قبر شریف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخانے اگر دعا مانگے اور شفاعت طلبے اولیٰ بنے والدین کے واسطے  
اور جسے درخواست کی ہو اور اپنے دوست کے لیا اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا فرمائے اور بعد از دعا کہے آمین کہے اور درود و سلام  
اور بعضوں نے کہا ہر کہ پڑھا پھر صلی اللہ علیہ وسلم کے آقا صاحبہ منقول نہیں روایت کی ابوداؤد کہے کہ تاسم حضرت عائشہ رضی  
پاس آکر کہا اے ایمان کھو لو میرے لیے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت ابوبکر اور عمر کی سو کھو لو میں بھی میرے لیے تینوں  
قبرین دیکھا میں نے کہ وہ قبریں بلند ہیں اور زمین سے علی ہوئی ہیں آخر حدیث تک حاکم نے روایت کیا اس کو اور زیادہ کیا دیکھا میں نے رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ گئے اور حضرت ابوبکر کہ گئے اور کما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان تھا اور حضرت عمر کا برابر حضرت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے تھا اور صحیح کیا اس کو حاکم اور جب فارغ ہو زیارت سے تو آئے روضہ میں اور بہت بھیجے  
درواد و سلام اور نماز پڑھے نفل اگر وقت نہ ہو وہاں اور حدیث صحیح میں آیا کہ مکین بکیتی و صلیبی رکعتہ من زیارۃ  
الحجۃ درمیان گھر و منبر میرے کے ایک باغیچہ یا غن جنت اولیٰ کثرت من ہر ما یکا یکا قلیل و صلیبی یعنی درمیان قبر میرے  
اور منبر میرے کے اور کھڑا ہر دو ایک منبر کے اور دعا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے و صلیبی یعنی منبر میرے  
منبر حج الحجۃ منبر میرے ایک پیڑ پیڑ ہیں جنت پھر مقام ستون حنّانہ کے پاس جا کر بھی ایسا ہی کرے اور حسب ہر کہ روز  
بعد زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیع میں جاؤ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیوان تشریف لیجاتے تھے اور سب گناہوں کا  
اور تابعین و درویشا کبار مدفون ہیں کہ نام ان کے بہ تفصیل ہر ایک کے معلوم نہیں اور جب بقیع کے پاس جا کہے السلام علیک کہ



قطبہ تاریخ از کجا نہ در کا

چھپی یہ کتاب ایسی تسلیم ہے  
نہ البی چھپی گی نہ البی چھپی

نئی شہ آوارہ زمین

لکھنؤ کی اسکے تاریخ تم

یہ شرح وقایہ پنجابی چھپی  
۱۲۱۵

المعنی  
اشعار

یہ کتاب بموجب قانون بستم ۱۸۵۷ء  
بھی رجسٹری گورنمنٹ میں داخل ہوئی  
کوئی شخص بدون اجازت عا جز کے  
قصہ چھاپنے کا کارے

5746

وہ آرو کی شرح وقایہ چھپی

جو نام حسد اچھتہ فیض ہے

الضیاء انشا

لکھی اسکی تاریخ تسلیم نے  
یہ اچھا بہا چھتہ فیض ہے

نہشتی صاحب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَلال و حلال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ